بے تمام حق حقوق بموجب ایکٹ نمبر ۳ سنہ ۱۹۱۴ء سے ملک چنن الدین کے نام محفوظ ہیں

سلسلہ تصوف نمبر ۱۳۳

اَلَا اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ

الحمد للہ والمنّۃ

کہ نسخۂ لاجواب حالات اولیائے کبار خاندان عالیہ نقشبندیہ علیہم الرحمۃ والرضوان یعنی

اردو ترجمہ

حضرات القدس جلد اوّل

جس کو

پیشگاہ بادشاہ عالم پناہ سلطان الاسلام والمسلمین سلطان العلوم خسرو ملک دکن اعز اللہ فتحہ ونصرتہ سے بصدور فرمان واجب الاذعان مترشحہ ۹ صفر المظفر ۱۳۴۳ھ مفید خلائق ہونے کے باعث بنام نامی شہزادہ عالیشان حضرت نواب میر برکت علیخاں اعظم جاہ بہادر ولیعہد دام اللہ اقبالہٗ معنون و

ارمغان اعظم جاہی

موسوم کرنے کی اجازت مرحمت ہوئی اور مترجم کتاب جناب مولانا مولوی خواجہ احمد حسین خاں صاحب قادری نقشبندی مرحوم مولوی صیغہ دار دفتر امور مذہبی سرکار عالی کو اس کے صلہ میں رعایتی وظیفہ عطا فرمایا گیا

جس کو

اللہ والے کی قومی دکان مالک ملک چنن الدین خلف ملک فضل الدین نقشبندی مجددی تاجر کتب قومی، کوچہ لنگے والی، منزل نقشبندیہ بازار کشمیری لاہور

نے

منصور اسٹیم پریس میں باہتمام سید لال شاہ پرنٹر چھپا

قیمت غیر مجلد حصہ اول دو روپے (عہ)

آیۂ شریفہ سُبْحٰنَ الَّذِیْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ کُلَّهَا کے آخر حصہ وَمِمَّا لَا یَعْلَمُوْنَ کا مطلب مفہوم ہوا۔
سررشتۂ مذہبی ہیں خیرات و مبرات کے بیشمار عطیات اور دین پروری کے ضروری نظائر موجود ہیں
جن سے مقصود آیۂ شریفہ تَعَاوَنُوْا عَلَی الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی کا مشاہدہ ہوتا ہے مثنوی شریف

ظلم مفقود الاثر از ایں دیار — عدل وا غنند بہر مظلوم یار — فتنہ نبود جز بہ چشم دلبراں
خود نتابد بست لیکن دلبراں — اختراع و ابتداع و انتشار — پر ز شہرت گشتہ ایں شہر و دیار
حیدرآباد است یونانے دگر — چونکہ سلطان است سلطانے دگر — کار مرد آساں کہ شیر آمد شکار
حضرت عثمان علی سلطان دیں — حامی اسلام و ہم دین متیں — ذات او مقبول درگاہ خدا ست
چونکہ او محبوب چشم مصطفےٰ ست — عاشق و دلدادہ خلاق رسول — ناصر و غمخوار اولاد بتول

اہل عالم از سر ماہی بماہ — بہرہ دارند از ایں بارگاہ
مَدَّ فَوْقَ الْعَالَمِیْنَ ظِلَّهٗ — وَاَصَابَ الْوَبْلَ نَدْعٰی طِلَّهٗ

آخر میں میں ذوات قدسی صفات اپنے بادشاہ عالم پناہ خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ اس تاریخی کتاب کو جو ایک قدیمی کتاب **حضرات القدس** (مصنفہ علامہ بدرالدین سرہندی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ رشید حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رح) کا اردو عام فہم بامحاورہ ترجمہ ہے جس میں خانوادہ عالیہ نقشبندیہ کے اولیائے سابقین شناوران بحر عرفان و یقین کی پاک اور بے لوث زندگیوں کے حالات مفصل طور سے درج ہیں (وہ اس حیات بے بہا سمندر کیلئے پرنور ستارے ہیں جنکی ہدایت اور تعلیم سے ہم اپنی زندگی کے جہازوں کو ساحل مراد تک پہنچا سکتے ہیں انکی تعلیم اور ان کے کارنامے ہمیں اعلےٰ ترین مراتب اخلاقی پر پہنچا سکتے ہیں) بنام نامی شہزادہ عالیشان حضرت نواب میر حمایت علی خاں اعظم جاہ ولیعہد بہادر دام اللہ عمرہ و اقبالہ معنون کرنے اور ارمغان اعظم جاہی سے موسوم کرنے کی اجازت عطا فرمائی اور صلۂ تالیف میں خدمت معاف کر کے ماہوار وظیفہ عطا فرمایا اور اس کتاب کی جلدوں کی خریداری کا حکم صادر فرمایا۔

مترجم جس کا تہ دل سے شکرگذار ہے۔ اس کے بعد ارکان سلطنت عالیجناب نواب ولی الدولہ بہادر بالقابہ منصرم صدر اعظم بہادر باب حکومت سرکار عالی اور عالیجناب نواب صدر یار جنگ بہادر صدر الصدور امور مذہبی سرکار عالی اور عالیجناب نواب اختر یار جنگ بہادر ناظم و معتمد امور مذہبی سرکار عالی کا بھی بیحد مشکور ہے جنہوں نے اس کتاب کی اشاعت اور منظوری میں اُس کے فوائد کو اور ملک کی اخلاقی حالت کے اصلاح کی ضرورت کو پیش نظر رکھ کر جائز مدد عطا فرمائی جزاہم اللہ خیر الجزاء ۔

اس کے آخر میں اپنے محب صادق جناب مولانا ملک فضل الدین صاحب ککےزئی نقشبندی مجددی مرحوم اور ان کے خلف ارشد ملک چن الدین صاحب نقشبندی مجددی سلمہ تاجر کتب قومی کشمیری بازار لاہور مالک سلسلہ اسرار تصوف کے عنایات کا بھی شکریہ ادا کئے بغیر نہیں رہ سکتا جنہوں نے بلا اندازہ روپیہ صرف کر کے بڑی مشقت و جانبازی سے صحیح نسخہ کتاب حضرات القدس کا متعدد مقامات سے تلاش کر کے فراہم کیا اور اس ناچیز کو اس کے ترجمہ کا موقع بخشا جس کا اس حقیر بدنام کنندۂ درویشاں نے بامحاورہ ترجمہ کیا

جَعَلَ اللّٰهُ سَعْیَهُمْ مَشْکُوْرًا ۔ مترجم کتاب فقیر احمد حسین قادری نقشبندی مجددی ابوالعلائی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

دیباچہ

حمدِ حق میں ہے زبانِ نطق لال
ہے ہر اک ذرہ شہودِ حق پہ دال

نعتِ سرکارِ دو عالم میں زباں
کر نہیں سکتی ادب سے قیل و قال

لکھ سکے کیا مدحِ اہلِ بیتِ پاک
طائرِ کلکِ رقم بے پر و بال

خاص کر اوصافِ اصحابِ کرام
بے عدیل و بے شبیہ و بے مثال

اَلْحَمْدُ لِاَوْلِیَائِہٖ وَالصَّلٰوۃُ عَلٰی نَبِیِّہٖ وَالسَّلَامُ عَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَوْلِیَائِہٖ اَجْمَعِیْنَ

حمد و نعت کے بعد معلوم ہو کہ جب ۱۳۳۶ھ ہجری میں میں نے کتاب روضۃ القیومیہ کا ترجمہ شائع کیا (جو حضراتِ قیوم اربع کے مبارک حالات میں ایک مبسوط اور جامع کتاب ہے) تو پھر مجھے شائقین نے اس امر کی توجہ دلائی کہ اور کتب جو حضرات بزرگانِ نقشبندیہ رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین کے حالات میں ہیں۔ یا حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مصنفات ہیں اس وقت تک ترجمہ نہیں ہوئی ہیں۔ ترجمہ کرا کر شائع کراؤں میں نے اُن کتابوں کی جستجو میں کوشش شروع کی۔ مگر جن جن بزرگوں کے پاس نایاب کتب ہیں وہ قدرتاً ایسے تنگ دل اور سخت طبع واقع ہوئے ہیں۔ کہ کتاب دینی تو در کنار دکھانے میں بھی حیلہ حوالہ کرکے ٹال دیتے ہیں۔ مگر حضرت حق سبحانہٗ تعالےٰ ہر ایک شخص کے شوق کو پورا کرتا ہے اور غیب سے امداد دیتا ہے۔ یہ مقدس کتاب حضرات القدس جس کا یہ ترجمہ آپ کے روبرو پیش ہوتا ہے حضرت خواجہ شیخ بدر الدین سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کی (جو حضرت مجدد الف ثانی امام ربانی رحمۃ اللہ کے خلفائے عظام میں بڑا رتبہ رکھتے ہیں) تصنیف لطیف ہے۔ اور آپ خاص سرہند شریف کے رہنے والے اور حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے حقیقی مخلص اور سچے فدائی ہیں۔ چنانچہ جناب خواجہ ابو الفیض کمال الدین محمد احسان اپنی کتاب روضۃ القیومیہ رکن اول میں بظمن خلفائے حضرت امام ربانی قدس سرہ العزیز آپ کے حالات جو درج فرمائے ہیں۔ اس کا ترجمہ حسب ذیل ہے:۔

"شیخ بدر الدین سرہندی رحمۃ اللہ علیہ آپ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے قدیمی اصحاب سے ہیں۔ آپ سترہ سال آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں رہے۔ سلوک باطنی بدرجۂ کمال حاصل کرکے خلافت پائی۔ علوم ظاہری اور دیگر علوم مثلاً تاریخ وغیرہ میں آپ کو کامل دسترس تھی حضرات القدس نامی آپ ہی کی تصنیف سے ہے۔ اس میں آپ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے پیران سلسلہ اور آپ کے فرزندان اور خلفا کے حالات مفصل مندرج فرمائے ہیں۔ علاوہ ازیں کتاب سبحات الاتقیا جس میں حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر اپنے زمانے تک کے تمام حالات درج کئے گئے ہیں تصنیف فرمائی اس کے علاوہ اور بھی بہت سی کتابیں آپ نے تالیف کیں" ◆

حسنِ اتفاق سے اس کتاب کا پہلا دفتر سرہند شریف میں بزمانۂ عرس شریف بماہ صفر ۱۳۳۹ھ ہجری میرے محسن اور مخدوم حضرت خواجہ محمد حسن جانصاحب مرحوم و مغفور مصنف کتاب حالاتِ مشائخِ نقشبندیہ کے صاحبزادہ بلند اقبال محمد معصوم حسن صاحب کی معرفت ملا۔ میں نے صاحبزادہ صاحب کا شکریہ ادا کیا اور کتاب لے لی۔ اور سرہند شریف میں بعض کرم فرماؤں کو اس کی اطلاع کی اور دوسرے دفتر کی جستجو جاری رکھی چنانچہ راقم الحروف فخرِ خاندان مجددیہ حضرت اقدس جناب قبلۂ عالم قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین مقبول درگاہِ ذوالمنن جناب خواجہ محمد حسن صاحب مجددی دامت برکاتہم ساکن ٹنڈہ سائیں داد ضلع حیدرآباد سندھ مصنف کتاب انساب الانجاب جو بتقریب عرس مقدس سرہند شریف میں روضۂ اقدس مجددیہ پر قیام پذیر تھے! اُن کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوا۔ اور حضرات القدس کے پہلے دفتر کو آپ کی خدمت میں پیش کرکے دوسرے دفتر کی ضرورت کی بابت عرض کیا۔ جناب ممدوح نے نہایت مہربانی سے فرمایا کہ دوسرا دفتر ہمارے پاس موجود ہے جس وقت ہم اپنے مقام پر پہنچ جائیں اس وقت یاددہانی کرانا۔ ہم روانہ کردینگے مگر ساتھ ہی جناب نے یہ بھی فرمایا کہ دوسرا دفتر کرم خوردہ ہے۔ نیز یہ فرمایا کہ اور بھی عمدہ عمدہ کتب قلمی رسائل موجود ہیں۔ جو خاص حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف سے ہیں یعنی تسع رسائل جو خاص حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیفات سے ہیں۔ موجود ہیں۔ یہ سنکر میں نے اللہ تعالےٰ کا شکر ادا کیا! اور اس کتاب کے پہلے دفتر کو اپنے قدیمی محسن حضرت قبلہ مولانا مولوی خواجہ احمد حسین خاں صاحب قادری نقشبندی مجددی مصنف کتب "سنن احمدیہ"، "ارمغانِ عثمانی"، "جواہر مجددیہ" وغیرہ خلف الصدق حضرت قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین سرتاج مشتاقان نقشبندیہ مجددیہ قادریہ شہرودیہ

حضرت حافظ حاجی محمد عباس علی خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ[۱] سجادہ نشین امروہہ ضلع مراد آباد جو فی زمانہ ریاست حیدر آباد دکن کے سررشتہ مذہبی میں کارگذار ہیں۔ اُسی زمانہ میں روانہ کر دیا اور حضرت سے التماس کی کہ آپ اس کو مطالعہ فرما کر اس کے ترجمہ کے متعلق امداد فرما دیں جب یہ کتاب حضرت کی خدمت مبارک میں پہنچی۔ تو آپ نے اس کتاب کو اول سے آخر تک دیکھا اور مجھے اطلاع دی کہ کتاب میں کثرت سے غلطیاں ہیں۔ جو بفضل تعالےٰ درست اور صحیح ہو جائینگی چنانچہ حضرت اقدس نے ایک جلد دفتر اول "حضرات القدس" قلمی مدراس سے منگوائی اور اس اصل کتاب سے اس کا مقابلہ کر کے تصحیح فرمائی۔ اور اپنی نگرانی میں اس کی نقل فارسی زبان میں نہایت صحت سے کرائی۔ اور ترجمہ فرما کر اس کا وہی مبارک نام یعنی اردو ترجمہ حضرات القدس رکھا۔ جو ڈیڑھ سال کے بعد تیار کر کے اب میرے پاس روانہ کیا۔ خدا کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اب وہ ترجمہ اردو آپ کے ہاتھوں میں پہنچتا ہے۔ مولوی صاحب نے جس قدر کوشش بلیغ اس ترجمہ میں فرمائی ہے اس کے لئے میں صرف اس قدر عرض کر سکتا ہوں کہ انھوں نے بلحاظ شیخ طریقت ہونیکے اپنا فریضہ ادا کیا۔ اور برادران دینی پر احسان فرمایا۔ لہٰذا میں بھی مولوی صاحب موصوف کا کمال مشکور ہوں۔ اور اللہ تعالےٰ سے ان کے لئے دست بدعا ہوں کہ قادر مطلق ایسے پاک وجود کو معتقدین کے سر پر قائم رکھے فارسی اس کتاب کی اس کے ساتھ ہی چھپنی تھی۔ مگر اردو دان اصحاب اس بات کو پسند نہیں کرتے۔ اور فارسی پڑھنے والے بھی پسند نہیں فرماتے کہ اردو ترجمہ ساتھ ہو۔ اِس لئے اردو ترجمہ علیحدہ اور اصل فارسی کتاب علیحدہ شائع کی گئی +

کتاب حضرات القدس کے دوسرے دفتر کیلئے مجھ کو ملک سندھ کا سفر کرنا پڑا

[۱] آپ کا سلسلہ طریقت خاندان سہروردیہ بتوسط پیران الہ آباد بذریعہ حضرت شاہ حاجی حرمین شیخ قیام الدین فاروقی لکھنوی حضرت مخدوم جہانگشت سے ملتا ہے جو حضرت مخدوم الفتح سید رکن الدین ملتانی سہروردی نبیرہ غوث العالم سید بہاؤ الدین زکریا ملتانی کے خلیفہ تھے اور سلسلۂ طریقت خاندان نقشبندیہ مجددیہ بتوسط حضرت مولوی حافظ حاجی مولانا حکیم سید فخر الدین احمد الہ آبادی مولانا سید فرخ علی عرف شاہ محمد عاشق کردی و مولانا سید نجم الدین نصیر آبادی مولانا شاہ مراد اللہ تھانیسری مولانا محمد نعیم تیراہی حضرت مرزا جانجاناں شہیدؒ سے متصل ہوتا ہے اور سلسلۂ نسب حضرت خواجہ سید امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ سے اس طرح سے ملتا ہے حافظ عباس علیخاں بن اللہ دار علی خاں بن احمد علی خاں عرف غلام مولےٰ خاں بن محمد شمس الدین خاں بن شیخ درویش محمد المخاطب بہ درویش علیخاں بہادر بن شیخ عبد الحکیم ثانی المخاطب حکیم علیخاں بہادر امیر کبیر ثانی بن شیخ جان محمد بن شیخ غلام محمد بن حضرت فیض محمد عرف قمر طالع (یہی صاحب ولایت ترکستان سے بعہد جہانگیر بادشاہ دہلی میں تشریف لائے۔ اور قصبۂ امروہہ موضع چند مواضع آپ کو جاگیر دیا گیا۔ آپ کی سند میں یہ صراحت ہے کہ آپ اولاد حضرت خواجہ سید امیر کلال سے ہیں) بن امیر محبوب بن غریب شاہ بن امیر اقبال بن شاہ جمال اول بن شاہ جمال بن شیخ عبد الحکیم اول بن امیر جلال بن امیر جمیل بن مسکین شاہ بن شاہ نور بن سید محمد جعفر بن شاہ محمد تقی طب امیر کبیر اول بن ابو سعید بن امیر حسن بن امیر حمزہ ثانی بن حضرت سید شمس الدین معروف خواجہ امیر کلال رحمۃ اللہ علیہم خواجہ امیر کلال کا نسب آگے بتفصیل نقل کیا گیا ہے۔

اور حسب وعدہ خود حضرت اقدس جناب صاحبزادہ محمد حسن صاحب مجددی دامت برکاتہم کے دردولت پر حاضر ہوا اور شرف قدمبوسی حاصل کیا۔ حضرت پیر حاضر ہونے سے نہایت خوش ہوئے۔ اور مجھے کتاب "حضرات القدس" کا دوسرا دفتر مع اور چند قلمی رسائل کے جن کے نام درج حاشیہ ہیں۔ بغرض ترجمہ وطبع عطا فرمائے۔ جو بفضل تعالےٰ ترجمے ہو رہے ہیں۔ اگر حیات مستعار باقی رہی تو یکے بعد دیگرے شائقین کی خدمت میں پیش کیے جائینگے۔ بالخصوص حضرات القدس دفتر دوم کا ترجمہ عمدۃ الفضلا ابو المعانی مولانا مولوی عرفان احمد صاحب انصاری مترجم کلمۃ الحق وغیرہ خلیفہ رشید جناب مولانا خواجہ احمد حسین خانصاحب موصوف نے نہایت دیدہ ریزی سے فرمایا۔ اور جناب مولانا ممدوح نے اُس پر نظر ثانی فرمائی وہ بھی اس کے ساتھ ہی ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے +

اب میں اس مختصر عرض کے بعد ناظرین سے بصد ادب التماس کرتا ہوں کہ جو جو حضرات ان مبارک کتب کا مطالعہ فرما کر خوش وقت ہوں وہ مجھ روسیاہ کو نہ بھولیں۔ اور میرے لیے دعائے خیر کریں اور یہ بھی اللہ تعالےٰ سے دعا فرمائیں کہ کتب مندرجہ حاشیہ میری زندگی میں ہی طبع و شائع ہو جائیں۔ یہ بندہ گنہگار پر معاصی ہے اللہ تعالےٰ سے ملتجی ہے کہ بتصدق ان تمام حضرات کے جن کا ذکر مبارک اس کتاب میں ہے مجھ پر رحم فرمائے۔ اور خاتمہ میرا اسی اعتقاد اور ارادت پر ہو۔ جو مجھ کو حضرات خاندان عالیہ نقشبندیہ رضوان اللہ تعالےٰ علیہم سے ہے۔ اور حشر بھی انہیں حضرات کے زیر سایہ ہو ؎

برا ہوں یا بھلا ہوں خیر جیسا ہوں انہیں کا ہوں
طریقہ ہے کریموں کا نبھانا اپنے چاکر سے

کتاب ھٰذا میں اگر سہواً کوئی غلطی رہ گئی ہو یا چھاپے خانہ کی غفلت سے کوئی لفظ غلط چھپ جائے تو ناظرین اپنی شفقت سے اسکو معاف فرمائیں۔ اور خود صحت فرمالیں۔ والسلام مع الاکرام +

نیازمند ملک فضل الدین ککےزئی تاجر کتب قومی بازار کشمیری لاہور

۲۲ ذی الحجہ الحرام ۱۳۴۰ھ ہجری۔ مطابق ۱۷ اگست ۱۹۲۲ء روز پنجشنبہ

لہ مکتوبات حضرت خواجہ باقی باللہ رح۔ مکتوبات سعیدیہ رح۔ مبدء و معاد مجدد صاحب رح۔ مکاشفات غیبیہ مجدد صاحب رح۔ معارف لدنیہ مجدد صاحب رح۔ رد روافض مجدد صاحب رح۔ شرح رباعیات مجدد صاحب رح۔ رسالہ تحقیق تہلیلیت مجدد صاحب رح۔ رسالہ تعین ولاتعین مجدد صاحب رح۔ رسالہ مقصود الصالحین مجدد صاحب رح۔ رسالہ ارشاد وحدۃ الوجود مجدد صاحب رح۔ رسالہ حضرت خواجہ محمد نعمان برہانپوری در تعلیم سلوک نقشبندیہ رح۔ بعض دیگر رسائل قلمی +

یہ رسائل کچھ ترجمہ ہو چکے ہیں۔ اور کچھ ترجمے ہو رہے ہیں۔ جو انشاءاللہ جلد سے جلد شائع ہونگے +

فضل دین

اُردو ترجمہ کتاب

حضرات القُدُس

دفتر اوّل

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

حمد

بے حد بے حساب حمد و ثنا ذاتِ حق سُبحانہٗ تعالےٰ کے اُن مقدس تنزلات کی بارگاہوں کے لئے ہے۔ جن کی وساطت سے وجود یعنی ہستی کی بخشش و کرم کی بارش نے عدم یعنی نیستی کے باغوں پر نزول فرمایا۔ اور بے عدد اور بیشمار شکرانے صفاتِ باریتعالےٰ کی اُن محبت آمیز تعینات کی نگہتوں کے واسطے جن کے انوار کے ظہُور سے وہم و خیال کے تیرہ و تاریک میدان منور اور درخشاں ہوئے۔ مقدس مراتب کا یہ سُنہری سلسلہ جو غیب کے وحدت سرا سے شہادت کے پائے تخت تک وسیع ہے ہر طرح کی تعریف اور توصیف کیلئے شایاں ہے۔ اور یہ پاکیزہ درخت اپنے اصول اور فروع کے ساتھ شکرگزاری کے قابل اور ثناگستری کے لائق ہے۔ آیہ وَاِنۡ مِّنۡ شَیۡءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمۡدِہٖ (ایسی کوئی شئے نہیں ہے جو اُس کی تعریف میں نہ مصروف ہو) اسی بات کی حکایت فرما رہی ہے اور آیہ لَہُ الۡحَمۡدُ فِی الۡاُوۡلٰی وَالۡاٰخِرَۃِ (اُسی کی توصیف اوّل و آخر ہے) اسی مضمون کو ادا فرما رہی ہے۔ کیونکہ جس قسم کی تسبیح اور تحمید تنزلاتِ ذات کے مدارج میں سے جس درجہ کی بابت ہو۔ اصل الاصل کے مدارج میں داخل ہے۔ اور پاکی اور بزرگی صفاتِ الٰہی کے مراتب میں سے

جس مرتبہ کے لئے واقع ہو وہ بالا سے بالا مقام پر عروج کرتی ہے۔ کیوں نہ ہو کہ یہ کائنات کا میدان خدائے تعالےٰ کے ناموں اور صفتوں کا عکس ہے اور یہ وہمیات کا ذات الٰہی کے کمالات کا سایہ اور اُس کی شانیں ہیں۔ انبیاء اور اولیا بلکہ سارے ممکنات اسما اور صفات الٰہی کے آئینے اور مظاہر ہیں ٭

نعت

اور حضرت محمد رسول اللہ ذات حق سُبحانہٗ تعالےٰ کے مظہرِ کامل اور ذات صفاتِ الٰہیہ کے درمیان میں برزخ ہیں۔ اور ذاتِ احدیت کے فیضان کے مظاہر واحدیت تک نزول اور وصول کے ذریعے اور واسطے ہیں۔ آپ قاب قوسین اور اس سے بھی بلند اور بالا مقامات پر عروج فرما ہوتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ آپ پر اور آپ کی اولاد پاک اور اصحاب پر رحمت نازل فرمائے۔ اور سب انبیا اور اولیاء پر ٭

سببِ تالیفِ کتاب

حمد اور نعت کے بعد اہل بصیرت کے دلوں پر ظاہر ہو کہ حضرت حق سُبحانہٗ و تعالےٰ قرآن مجید و فرقان حمید میں ارشاد فرماتا ہے کہ وَابْتَغُوْا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ (خدا سے ملنے کے واسطے وسیلہ اختیار کرو) نیز ارشاد فرماتا ہے کہ قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ (کہدو اے محمدؐ) یہ میرے خدا کا راستہ ہے میں اپنے آپ کو اور اُن کو جو میرے پیرو ہیں۔ راہ بصیرت (ہدایت کیطرف) بُلاتا ہوں۔ اور آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ اَلشَّيْخُ فِيْ قَوْمِهٖ كَالنَّبِيِّ فِيْٓ اُمَّتِهٖ (پیر اپنی قوم میں مثل نبی کے ہے اس کی اُمت میں) یہ بھی آپنے ارشاد فرمایا کہ مَنْ لَا شَيْخَ لَهٗ لَا دِيْنَ لَهٗ (جس کا کوئی پیر نہ ہو وہ بے دین ہے) اور نیز ارشاد فرمایا ہے کہ مَنْ لَا شَيْخَ لَهٗ فَشَيْخُهُ اِبْلِيْسُ (جس کا کوئی پیر نہ ہو اُس کا پیر شیطان ہے) پس راہِ خدا کے طالب کے لئے ایسے پیر کی بیحد ضرورت ہے۔ جو خدائے بزرگ و برتر کی راہ کی طرف رہبری فرمائے اور خدا کی طرف جانے والے کو رستہ دکھائے۔ اور اُس پیر کے سلسلہ کی اسناد آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام تک متصل ہو۔ اور وہ حضرت حبیب رب العالمین

صلے اللہ علیہ وسلم کے اتباع کامل سے آراستہ ہو۔ ہر سالک کیلئے یہ امر بھی ارکانِ طریقت سے ہے۔ کہ سلسلہ کی اسناد کا علم اپنے پیر سے تا بہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم حاصل کرے طریقت کے اصُول میں سے یہ بات بھی ہے کہ مرید اپنے پیرانِ سلسلہ کے طرز اور طریقے اور حالات اور اُن کے اقوال اور مقام اور کرامتوں سے واقفیت حاصل کرے تاکہ وہ ان نعمتوں سے کہ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سرکار سے عطا ہوں۔ درجہ بدرجہ پیرانِ کبار کے توسط سے مستفیض ہو سکے ؛

کیونکہ سلسلہ یعنی زنجیر کی خاصیت ہے کہ اُس کے ایک سرے کی حرکت دوسرے سرے تک پہنچتی ہے۔ مرید صادق کو چاہیئے کہ مناجات کے وقت قلبی حضور اور التجا اور عاجزی کے ساتھ اپنے سلسلہ کے بزرگوں کو نام بنام یاد کرے اور ہر ایک ظاہری اور باطنی مشکل اور مصیبت میں اُن کو اپنا شفیع گردانے۔ اور اُن کے وسیلہ اور واسطہ سے اپنی مراد مانگے تاکہ جلد قبولیت حاصل ہو ؛

چنانچہ حضرت سید الطائفہ[1] بغدادی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ مرید کے لئے پیروں کا کلام پڑھنے اور لکھنے اور سننے میں بے شمار فوائد ہیں۔ جن کی کوئی حد اور انتہا نہیں ہے ان کا کلام اُس کے واسطے ایک لشکر ہے خدائے عزّ وجل کے لشکروں میں سے۔ جب مرید سبب کی طرف سے نا امید ہو کر خدا کے لشکروں کی امداد سے قوی دل ہو جاتا ہے۔ تو اپنے کلام میں اچھی طرح سے مشغول ہو جاتا ہے۔ اور اس کو انبساط شرح صدر حاصل ہوتا ہے۔ اور غرور اور خود پسندی سے پاک ہو جاتا ہے ؛

اللہ تعالےٰ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مخاطب کر کے فرماتا ہے۔ آیۃ وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنبَاءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهِ فُؤَادَكَ ہم تم سے نبیوں کے حالات بیان کرتے ہیں تاکہ اُس سے تمہارے دل کو ہم جمعیت بخشیں، اور آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تَتَنَزَّلُ الرَّحْمَةُ عِنْدَ ذِكْرِ الصَّالِحِينَ صالحین کے ذکر کے وقت رحمت نازل ہوتی ہے، چنانچہ اس امر پر امتِ محمدیہ صلے اللہ علیہ وسلم کا اجماع ہے کہ تفسیر و حدیث کے بعد بزرگانِ دین کے ارشادات اور علماء کے اقوال بہترین کلام ہیں ؛

---

[1] حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد کو مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ نے بہارستان میں اس طرح سے نقل کیا ہے حکایات المشائخ جند من جنود اللہ تعالیٰ رباعی جامی ؎

ہجوم نفس و ہوا کز سپاہ شیطانند　　چو زور بر دل مرد خدا پرست آورد
بجز جنود حکایات رہنمایان را　　چہ تاب آنکہ بریں رہزنان شکست آورد

منقول ہے کہ جو شخص صوفیائے کرام کے حالات اور ارشادات اور اُن کے مقامات اور اپنے پیران سلسلہ کی کراماتیں لکھے تو ہر ایک حرف کے بدلے ستر ستر نیکیاں اس کے اعمال نامہ میں لکھی جاتی ہیں۔ اس بنا پر اس کمترین خاک نشینانِ بارگاہ انور بدرالدین شیخ ابراہیم سرہندی نے پیران سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے مقامات کو اوّل سے آخر تک کہ کسی اور نے اس طور سے اس وقت تک ان مقالات کو جمع کرنے کی توفیق نہ پائی تھی، جمع کر دیا۔ اور اس کا نام حضرات القدس رکھا۔ اللہ ہی مددگار ہے۔ اور اسی پر تکیہ ہے ٭

شجرہ و سلاسل خاندان عالیہ نقشبندیہ

واضح ہو کہ حضرت پیر و مرشد شیخ الاسلام قطب وقت۔ محققوں کے سردار متاخروں کے رہبر۔ ازلی خزانوں کے جمع کرنے والے۔ ابدی معدنوں کے تقسیم کرنے والے حضرت رسول خدا کے نائب حبیب اللہ العالمین کے وارث ہمارے شیخ اور امام شیخ احمد فاروقی کابلی۔ سرہندی قدس سرہ مرید و خلیفہ غوث عالم حضرت خواجہ محمد باقی قدس سرہ کے (جو کہ قریشی الاصل کابلی المولد اور دہلوی السکونت ہیں۔ اور وہ حضرت خواجگی امکنگی قدس سرہ کے خلیفہ ہیں۔ اور وہ اپنے والد ماجد حضرت مولانا درویش محمد قدس سرہ کے خلیفہ ہیں۔ اور وہ اپنے خالو حضرت مولانا محمد زاہد وخشی قدس سرہ کے خلیفہ ہیں۔ اور وہ حضرت خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہ کے خلیفہ ہیں۔ اور وہ حضرت مولانا یعقوب چرخی قدس سرہ کے خلیفہ ہیں۔ اور وہ قطب الاقطاب حضرت خواجہ سید بہاؤ الدین نقشبند قدس سرہ کے خلیفہ ہیں اور وہ حضرت شمس الدین امیر کلال قدس سرہ کے خلیفہ ہیں۔ اور وہ حضرت خواجہ محمد بابا سماسی قدس سرہ کے خلیفہ ہیں۔ اور وہ حضرت خواجہ علی رامیتنی معروف بہ حضرت عزیزاں قدس سرہ کے خلیفہ ہیں۔ اور وہ حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی قدس سرہ کے خلیفہ ہیں۔ اور وہ حضرت خواجہ عارف ریوگری قدس سرہ کے خلیفہ ہیں۔ اور وہ حضرت خواجہ عبد الخالق غجدوانی قدس سرہ کے خلیفہ ہیں۔ اور وہ حضرت خواجہ یوسف ہمدانی قدس سرہ کے خلیفہ ہیں۔ اور وہ حضرت شیخ ابو علی فارمدی قدس سرہ کے خلیفہ ہیں۔ اور وہ حضرت شیخ ابو الحسن خرقانی قدس سرہ کے خلیفہ ہیں ٭

بعض نے یہ بیان کیا ہے۔ کہ حضرت خواجہ یوسف ہمدانی قدس سرہ کا حضرت شیخ ابو الحسن خرقانی سے بلا کسی واسطہ کے انتساب ہے۔ نیز بعض نے یہ کہا ہے کہ حضرت شیخ ابو علی فارمدی

کو حضرت شیخ ابو القاسم گرگانی قدس سرہٗ اور اُن کو حضرت شیخ ابو الحسن خرقانی قدس سرہٗ سے اور ان کو سلطان العارفین حضرت شیخ بایزید بسطامی قدس سرہٗ کی روحانیت سے اور ان کو حضرت امام جعفر صادق قدس سرہٗ کی روحانیت سے اور اُن کو حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے اور ان کو حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے اور ان کو حضرت امیر المومنین ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے انتساب ہے ❖

کتاب شرح وصایائے حضرت خواجہ عبد الخالق غجدانی قدس سرہٗ میں کہ مصنفہ حضرت خواجہ ابو الخیر فضل اللہ بن روزبہان المشہور بخواجہ مولانا اصفہانی ہے اس طرح سے مذکور ہے کہ حضرت خواجہ عبد الخالق غجدانی کے پیر تعلیم حضرت خواجہ خضر علیہ السلام تھے۔ اور پیر خرقہ خواجہ یوسف ہمدانی اور اُن کے پیر حضرت شیخ ابو الحسن خرقانی اور اُن کے پیر چند واسطوں سے حضرت شیخ بایزید بسطامی ہیں۔ اُن کے پیر حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہیں اور اُن کے پیر اُن کے والد ماجد حضرت امام محمد باقر رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہیں۔ اور اُن کے پیر اُن کے والد ماجد حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہیں۔ اور اُن کے پیر اُن کے والد ماجد حضرت امام حسین سید الشہداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ اور اُن کے پیر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہیں ❖

کتاب ثمرۂ شجرہ میں مذکور ہے کہ:۔

حضرت علی المرتضےٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو جس طرح حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے نسبت حاصل ہے۔ اسی طرح ہر سہ خلفاے رضی اللہ تعالےٰ عنہم سے بھی جو آپ سے پہلے ہیں انتساب ہے۔ اور باتفاق اہل تحقیق ثابت ہے کہ آپ نے تربیت علم باطنی میں ہر سہ خلفاء رضی اللہ عنہم سے بھی نسبت پائی ہے چنانچہ حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہٗ کو حضرت ذو النورین رضی اللہ عنہ سے صحبت حاصل تھی۔ اور اُن کو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے اور ان کو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے اور یہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہٗ تک اور بھی طریقوں سے پہنچتا ہے ❖

ایک یہ کہ حضرت سلمان فارسی کو حضرت پیغمبر خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد جس طرح حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے صحبت حاصل رہی اسی طرح حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہٗ سے بھی رہی ہے ❖

دوسرے یہ کہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کو جس طرح سے کہ (اپنے نانا) حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ سے انتساب ہے اسی طرح سے ان کو اپنے والد ماجد حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ سے بھی انتساب ہے! اور ان کو ان کے والد ماجد حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ سے اور ان کو اُن کے والد ماجد حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے اور اُن کو ان کے والد ماجد حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہم اجمعین سے ٭

نیز حضرت قاسم بن محمد رضی اللہ عنہ کو حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ سے بھی نسبت ہے اور ان کو اُن کے والد ماجد حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے اور ان کو اُن کے والد ماجد حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالےٰ عنہم اجمعین سے ٭

نیز حضرت شیخ ابو القاسم گرگانی طوسی کو حضرت شیخ ابو عثمان مغربی سے انتساب ہے اور اُن کو حضرت شیخ ابو علی کاتب سے اور ان کو حضرت شیخ ابو علی رودباری سے اور ان کو حضرت شیخ جنید بغدادی سے اور اُن کو حضرت سری سقطی سے اور ان کو حضرت معروف کرخی سے اور ان کو حضرت امام علی موسےٰ رضا رضی اللہ عنہ سے اور اُن کو حضرت امام موسےٰ کاظم رضؓ سے اور ان کو حضرت امام جعفر صادق رضؓ سے اور ان کو حضرت امام زین العابدین رضؓ سے اور ان کو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے اور ان کو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اور اُن کو حضرت رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم سے ٭

نیز حضرت معروف کرخی کو حضرت داؤد طائی سے اور ان کو حضرت حبیب عجمی سے اور اُن کو حضرت حسن بصری سے اور ان کو حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالےٰ عنہم اجمعین سے انتساب ہے! اور ان کو حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہٗ سے اور ان کو حضرت رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ٭

اور حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی ارادت حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ سے بلا واسطہ صحیح نہیں ہے۔ اور خلاف واقع مشہور ہو گئی ہے۔ اور حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے آپ کی ارادت کو صاحب تذکرۃ الاولیا نے صحیح بیان کیا ہے لیکن حضرت حسنؒ بصری کا جناب امیر المومنین علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے ملاقات کرنا تذکرۃ الاولیا میں منقول ہے (ہم نے ان روایتوں کو بیان کر دیا ہے۔ تاکہ طالب علموں کو یاد کرنے میں آسانی

لہ یہ واقعہ باب (۳) کتاب تذکرۃ الاولیاء میں مذکور ہے ٭

ہو) اس طرح سے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ بصرہ میں اونٹ کی مہار اپنی کمر میں باندھے ہوئے تشریف لائے۔ اور تین روز وہاں مقیم رہے آپ نے حکم دیا تھا کہ ممبروں کو توڑ دیا جائے اور واعظوں کو وعظ کہنے سے ممانعت کی جائے۔ پھر آپ حسن بصری کی مجلس میں تشریف لائے۔ اور استفسار فرمایا کہ تم عالم ہو یا متعلم۔ انہوں نے جواب دیا کہ میں دونوں میں سے کوئی بھی نہیں ہوں۔ البتہ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جس قدر حدیثیں مجھ تک پہنچی ہیں میں اُن کو مخلوق تک پہنچاتا ہوں آپ نے یہ سُن کر اُن کو وعظ کی اجازت دیدی اور فرمایا کہ اے جوان تُو نے اچھا جواب دیا۔ پھر آپ تشریف لیگئے حسن بصری رضی اللہ عنہ نے آپ کو فراست سے پہچانا۔ اور آپ کی تلاش میں نکلے اور آپ سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے عرض کیا کہ خدا کے لئے مجھ کو طہارت سکھائیے حضرت نے پانی منگایا اور حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کو طہارت کرنی سکھائی +

نیز حضرت خواجہ عارف ریوگری کا انتساب حضرت خواجہ محمد معشوق سے اور اُن کو حضرت خواجہ محمد معشوق سے اور اُن کو حضرت خواجہ قلی ماوراء النہری سے اور اُن کو حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی سے اور ان کو ابوالمظفر مولانا ترک طوسی سے اور ان کو خواجہ اعرابی بایزید عشقی سے اور اُن کو حضرت خواجہ محمد مغربی سے اور اُن کو سلطان العارفین شیخ بایزید بسطامی سے تا آخر سلسلہ انتساب ہے +

بعض احباب نے اس شجرۂ طیبہ کو نظم کیا ہے تاکہ طلبا کو آسانی سے یاد ہو جائے

شجرۂ منظوم

رسید فیض بصدیق ز احمدِ مختار　　ازو رسید بسلمان مخزن اسرار
ازو بقاسم و جعفر ابویزید ازو　　بخرقانی ازو بوعلی سرِ ابرار
ازو بدست یوسف ازو عبد والی عارف　　ز فغنویست براہیستنی بزرگوار
ازو بدست حضرت بابا پس از امیر کلال　　بہاء ملت و دین نقشبند فخرِ کبار
عقیب این ہمہ یعقوب چرخی ست دگر　　ازو بخواجہ عبید اللہ آں سر احرار
ازو بدست زاہد و درویش خواجہ امکنگی　　ازو بخواجہ باقیئے خدود اخیار
ازو امام زمان قطب وقت شیخ احمدؒ　　کہ ہست بانئے این دو مجدد این کار

بعض احباب نے اِس شجرۂ طیبہ کو اس طرح سے نظم کیا ہے نظم

الفِ ثانی را مجدد شیخنا تاجِ رجال ۔ شیخ احمد مجمع البحرین علمِ حال وقال
پیر ایشاں خواجۂ باقی بحق فانی ز خویش ۔ شیخ ایشاں خواجہ اُمکنگی بدرِ الکمال
مرشدِ او والدِ او خواجۂ درویش دل ۔ قدوہ مولانا محمد زاہد او را پیرِ خال
شیخ او خواجہ عبید اللہ سرِ احرار بود ۔ مرشدِ او شیخ یعقوب آں سپہرِ چرخ کمال
شیخ او سلطاں بہاءُ الحق والدین نقشبند ۔ خواجہ نوشید ایں مے از خمخانۂ میرِ کُلال
پیر سید خواجہ بابا محمد نام او ۔ رستہ از خاک سماس آں گلبنِ گلہائے حال
شیخ او خواجہ علی رامیتنی نساجِ عشق ۔ آنکہ ... انجیر فغنو چشمۂ آبِ زلال
مرشدِ او خواجہ عارف لعلِ کانِ ریوگر ۔ رہبرِ او خواجہ عبد الخالق آں دریائے حال
بود شاہ غجدواں از شاہ ہمداں اہل ال ۔ قطبِ عالم خواجہ یوسف یوسفِ مصرِ وصال
مرشدِ او شیخ سرمد بوعلی فارمدی ۔ رہبرِ او خرقانی بوالحسن بحرِ نوال
پیرِ او سلطانِ معنی بایزید و شیخ او ۔ جعفرِ صادق کہ در وصفش زبانہا ماندہ لال
شیخ او در نسبتِ صدیق جدِ مادرش ۔ قاسم ابن محمد قاسمِ فیض و نوال
شیخ او سلمانِ فارس فارسِ میدانِ دیں ۔ باوجودِ صحبت از صدیقؓ ہم دارد کمال

رہبرِ صدیق خیر الانبیا ختم الرسل
مصطفےٰ اصدر رحمتِ حق بروے و اصحاب و آل

حالات خلفاء اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم

پہلے خلفاء اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے کمالات و فضائل کے متعلق جو احادیث اور نصوص آئی ہیں ذکر کی جاتی ہیں۔ پھر ہر ایک صاحب کے مناقب فضائل جس طرح سے احادیث اور نصوص میں ہر ایک کی شان کی بموجب علیحدہ وارد ہوئے ہیں تحریر کئے جاتے ہیں پھر مشائخ سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم کے حالات ترتیب کے ساتھ معہ ترجمۂ احادیث اور آیات ذکر کئے جائیں گے +

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ تعالیٰ اختار اصحابی علے العالمین سوی النبیین والمرسلین واختار من اصحابی اربعۃ فجعلھم خیر اصحابی

وھم ابوبکر و عمر و عثمان و علی حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے میرے اصحاب کو بعد پیغمبروں کے تمام عالم میں پسند فرمایا اور تمام اصحاب میں سے چار کو منتخب کیا۔ اور اُن کو میرا بہترین دوست بنایا وہ ابوبکر اور عمر اور عثمان اور علی ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان سب سے راضی ہو ٭

وقال ایضاً علیہ الصلوٰۃ والسلام اتخذ اللہ ابا بکر والدی و عمر مشاوری و عثمان سندی و علیاً ظہیری آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے ابوبکرؓ کو میرا خسر اور عمرؓ کو میرا وزیر اور عثمان کو میرا تکیہ گاہ اور علیؓ کو میرا پشتیبان بنایا ہے ٭

وقال ایضاً علیہ الصلوٰۃ والسلام اربعۃ اخذ اللہ میثاقھم فی اُمِّ الکتاب لایحبھم الا مؤمن ولا یبغضھم الا فاجر وھم حلائف نبوتی وعضد دینی وعصمۃ امتی ومعدن حکمتی لا تقاطعوا ھم لا تحاسدو منھم یہ بھی آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے چار شخصوں کی بابت لوح محفوظ میں میثاق لیا کہ اُن کو دوست نہ رکھیگا کوئی شخص سوائے مومن کے اور ان سے بغض نہ رکھیگا کوئی سوائے فاجر کے وہ میری نبوت کے حلیف ہیں اور میرے دین متین کے بازو اور میری امت کی عصمت ہیں اور میرے علم کے معدن، اُن سے تعلق قطع نہ کرو اور نہ اُن پر حسد کرو ٭

شیخ ابوطالب مکی قدس سرہ العزیز نے کتاب قوت القلوب میں نقل کیا ہے کہ ہر زمانہ کا قطب قیامت تک اپنے مرتبہ اور مقام میں امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا قایم مقام رہے گا۔ اور تینوں اوتاد جو قطب سے کم درجہ کے ہوتے ہیں۔ ہر زمانہ میں بقیہ خلفاء ثلثہ یعنی امیر المومنین عمر فاروق اور امیر المومنین عثمان ذی النورین اور امیر المومنین علی مرتضےٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہم کے قائم مقام ہوں گے۔ اور ان کی صفت حالت ویقین کے مطابق رہیں گے۔ باقی چھ صدیق جن کی صفت یہ ہے کہ:۔

بھم یقوم الارض وبھم یدفع البلاء من اھل الارض بھم

۱؎ اس حدیث کو خطیب نے بروایت انس رضے اللہ عنہ کسی قدر اختلاف کے ساتھ نقل کیا ہے ٭
۲؎ اس حدیث کو دیلمی نے ضمان الفردوس میں حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے ٭
۳؎ ابن عساکر رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کو نقل کیا ہے ابوہریرہ رضے اللہ عنہ سے ٭

یُرْزَقُوْنَ وَبِهِمْ یُمْطَرُوْنَ اُن کی برکت سے زمین قائم ہے اور اہل زمین کی بلائیں دفع ہوتی ہیں۔ اور اُنہیں کی برکت سے رزق دیا جاتا ہے اور پانی برسایا جاتا ہے، وہ ہر زمانہ میں بقیہ عشرہ مبشرہ چھ اصحاب رضی اللہ تعالےٰ عنہم کے قایم مقام ہوتے ہیں۔

وقال ایضاً علیہ الصلوٰۃ والسلام ابوبکرٍ وزیری والقائمُ فی اُمتی وعمر حبیبی وعثمان منی وعلی اخی وصاحب لوائی[۱] آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ ابوبکر میرا وزیر اور میری امت میں میرے بعد میرا قائم مقام ہے اور عمرؓ میرا حبیب ہے اور عثمانؓ مجھ سے ہے اور میرا بھائی علیؓ میرا صاحب لواء ہے رضی اللہ تعالےٰ عنہم۔

وقال ایضاً علیہ الصلوٰۃ والسلام لا یجتمع حبّ ھؤلاء الاربعۃ الّا فی قلب مومن ابوبکر وعمر وعثمان وعلی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ چار شخص یعنے ابوبکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ اور علیؓ کی محبت سوائے قلب مومن کے جمع نہیں ہوتی۔ رضی ہو اللہ تعالےٰ اُن سب پر۔

وقال ایضاً علیہ الصلوٰۃ والسلام ابوبکر بصری وعمر ینطق بلسانی وعثمان روحی فی جسدی وعلی منی وانا منہ آنحضرت[۲] علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ ابوبکر میری آنکھوں کی بینائی ہے اور عمر میری زبان سے گفتگو کرتا ہے اور عثمانؓ میری رُوح ہے جو میرے جسم میں ہے اور علی مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں رضی اللہ تعالےٰ عنہم۔

وقال ایضاً علیہ الصلوٰۃ والسلام انا مدینۃ الصدق وابوبکر سقفھا وانا مدینۃ الصلابۃ وعمر عمادھا وانا مدینۃ الحیاء وعثمان جدارھا وانا مدینۃ العلم وعلی بابھا آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ میں صدق کا شہر ہوں اور ابوبکر اس کی چھت ہے میں صلابت کا شہر ہوں اور عمر اس کا ستون ہے میں حیا کا شہر ہوں اور عثمان اس کی دیوار ہے میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے، راضی ہو اللہ تعالےٰ اُن سب پر۔

---

[۱] مشکوٰۃ شریف ؎ اس حدیث کو بروایت ابوسعید خدری رضے اللہ تعالےٰ عنہ ترمذی نے کسی قدر لفظی اختلاف کے ساتھ نقل کیا ہے۔

[۲] اس حدیث کو بروایت ابن خطیب ترمذی نے نقل کیا ہے۔

وقال ایضاً علیہ الصلوٰۃ والسلام یجمع اللہ امتی عند قبری و یجمع الصدیقین مع ابی بکرٍ ویدخلون الجنۃ والآمرین بالمعروف مع عمر و اھل الحیاء مع عثمان واھل السخاء وحسن الخلق مع علی واھل العلم مع معاذ بن جبلٍ واھل القراءۃ مع ابی ابن کعبٍ والفقراء مع ابی الدرداء واھل الزھد مع ابی ذرٍ والشھداء مع حمزۃ والمؤذنین مع بلالٍ فیدخلون الجنۃ وقد وعدنی ربی ان یدخل من امتی سبعین الفاً بلا حساب آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام ارشاد فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن اللہ تعالےٰ میری کل امت کو میری قبر کے پاس جمع کریگا۔ اُن میں سے صدیقین کو ابوبکرؓ کے ہمراہ۔ پس وہ اُن کے ساتھ بہشت میں داخل ہونگے۔ اور امر بالمعروف کرنے والوں کو عمرؓ کے ہمراہ اور حیا والوں کو عثمانؓ کے ہمراہ اور سخاوت اور اچھے اخلاق والوں کو علیؓ کے ساتھ اور علما کو معاذ بن جبلؓ کے ساتھ اور قاریوں کو اُبی بن کعبؓ کے ساتھ اور درویشوں کو ابی درداؓ کے ساتھ اور زاہدوں کو ابی ذرؓ کے ساتھ اور شہیدوں کو حضرت حمزہؓ کے ساتھ اور مؤذنوں کو بلالؓ کے ساتھ جمع کریگا۔ اور سب جنت میں جائینگے۔ خدائے پاک نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ میری امت کے ستر ہزار آدمی بے حساب جنت میں جائیں گے ⁂

حضرت پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ دس[1] صحابی میرے جنتی ہیں ابوبکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ اور علیؓ اور عبدالرحمٰنؓ بن عوف اور طلحہؓ اور زبیرؓ اور سعدؓ بن ابی وقاص اور ابوعبیدہؓ بن جراح اور سعیدؓ بن زید رضی اللہ تعالےٰ عنہم ⁂

چنانچہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے[2] لقد رضی اللہ عن المؤمنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ بے شک راضی ہو گیا حق سبحانہٗ تعالےٰ اُن مومنوں سے جو درخت کے نیچے تم سے بیعت کر رہے تھے ⁂

اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید میں چاروں صحابیوںؓ کو متعدد مقامات میں یاد فرمایا ہے اُن میں سے بعض آیتیں یہ ہیں۔ الصابرین والصادقین والقانتین والمنفقین والمستغفرین بالاسحار۔ صبر کرنے والے اور سچ کہنے والے اور دعا کرنے والے

[1] اس حدیث کو کسی قدر اضافہ کے ساتھ ترمذی نے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے اور ابن ماجہ نے سعید بن زید رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت کیا ہے [2] سورہ فتح رکوع ۳ ⁂

اور صبح میں مغفرت چاہنے والے ، مفسرین نے کہا ہے کہ اس آیت میں صابرین سے مراد خود حضرت خاتم النبیین ہیں ۔ اور صادقین سے ابو بکر صدیق رضؓ اور قانتین سے عمر فاروقؓ اور منفقین سے عثمان ذی النورین رضؓ اور مستغفرین بالاسحار سے حیدرؓ کرار مراد ہیں ۔ رضی اللہ تعالےٰ عنہم +

نیز اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۚ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّاۗءُ عَلَي الْكُفَّارِ رُحَمَاۗءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا ۔ محمد خدا کے رسول ہیں اور جو لوگ اُن کے ساتھ ہیں یعنی ابو بکر رضؓ ۔ زیادہ سخت ہیں کافروں پر یعنی عمر رضؓ ۔ مہربان ہیں آپس میں یعنی عثمان رضؓ ۔ تو اُن کو رکوع کرتے ہوئے سجدہ کرتے ہوئے دیکھے یعنی علی رضؓ +

دوسری آیت میں فرماتا ہے مِنَ النَّبِيّٖنَ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَاۗءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰۗىِٕكَ رَفِيْقًا ۔ نبیین یعنی حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلّم اور صدیقین یعنی صدیق اکبر رضؓ اور شہدا یعنی فاروق اعظم اور صالحین یعنے ذی النورین رضؓ اور یہی لوگ رفاقت کیلئے بہتر ہیں یعنی علی المرتضےٰ +

نیز فرمایا جل جلالہٗ نے اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ بیشک تمہارا اولی خدا اور اُس کے رسول (یعنی محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم) ہیں ۔ اور وہ لوگ جو اُن کے ساتھ مومنین ہیں (یعنی ابو بکر صدیقؓ) قایم کرتے ہیں نماز کو (یعنی فاروق اعظمؓ) اور زکوٰۃ دیتے ہیں (یعنی عثمان ذی النورین رضؓ) اور وہ رکوع میں رہتے ہیں (یعنی علی مرتضےٰ) +

نیز فرمایا اللہ جل جلالہٗ نے فَاُولٰۗىِٕكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَاۗءِ وَالصّٰلِحِيْنَ پس یہ بھی ان لوگوں میں سے ہیں جن پر اللہ نے انعام کیا ۔ نبیوں میں سے یعنی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور صدیقوں میں سے یعنی صدیق اکبر رضؓ اور شہدا میں سے یعنی تینوں خلفا جنہوں نے شہادت پائی ۔ اور صالحین میں سے یعنی تمام صحابہ رضؓ +

نیز خدائے تبارک و تعالےٰ فرماتا ہے ۔ اَلَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰھُمْ يُنْفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ جو لوگ ایمان لے آئے یعنی ابو بکر صدیق کہ تمام بوڑھوں میں ایمان لانے میں سبقت لے گئے ۔ اور قایم کیا اُنہوں

نے نماز کو یعنی عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور ہمارے دئے ہوئے میں سے خرچ کرتے ہیں۔ یعنی عثمان ذی النورین رض اور وہ لوگ جو ایمان لائے اُس پر جو تم پر نازل کی گئی یعنی علی مرتضےٰ جو ایمان لانے میں تمام جوانوں پر سبقت لے گئے ✦

نیز خدائے جل علا فرماتا ہے۔ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَ اٰتَى الزَّكٰوةَ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ۔ مال خرچ کیا اُس نے خدا کی محبت میں (ابوبکر رض) اور قائم کیا اُس نے نماز کو (عمر رض) اور زکوٰۃ دی (عثمان رض) اور اپنے وعدوں کو پورا کرنے والے (علی مرتضیٰ رض) ✦

نیز فرمایا اللہ تبارک تعالےٰ نے اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ وَ الْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ۔ جو لوگ علانیہ اور پوشیدہ خرچ کرتے ہیں (ابوبکر رض) اور پی جانے والے غصہ کے (عمر رض) اور معاف کرنیوالے لوگوں کو (عثمان رض) اور اللہ نیکی کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے (علی رض) ✦

اللہ جل جلالہٗ فرماتا ہے۔ وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ۔ اور قسم ہے آخر دن کی بیشک انسان نقصان میں ہے مراد اس سے ابوجہل ہے مگر جو لوگ ایمان لے آئے مراد اس سے ابوبکر رض ہیں۔ اور نیک کام کئے یعنی عمر رض اور وصیت کی انہوں نے حق کے ساتھ یعنی عثمان رض اور وصیت کی اُنہوں نے صبر کے ساتھ یعنی حضرت علی رض ✦

حضرت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے[ل] لَا تَسُبُّوْا اَصْحَابِيْ فَاِنَّهُمْ اٰمَنُوْا مِنْ خَوْفِ اللّٰهِ وَاٰمَنَ النَّاسُ مِنْ خَوْفِ السُّيُوْفِ۔ بُرا نہ کہو میرے اصحاب رض کو کیونکہ ایمان لائے ہیں وہ خدا کے خوف سے بخلاف دوسرے لوگوں کے کہ وہ ایمان لائے ہیں تلوار کے ڈر سے ✦

حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ جب تخت خلافت پر بیٹھے۔ تو آپ ممبر پر چڑھے۔ اور نہایت فصاحت اور بلاغت کے ساتھ خطبہ پڑھا۔ اور خداوند تعالےٰ کی حمد و ثنا کرنے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر درود بھیجنے کے بعد فرمایا کہ اے بھائیو!

ل اس حدیث کو ترمذی نے ابن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے اور طبرانی ابن عباس رض سے تھوڑے اختلاف کے ساتھ نقل کیا ہے ✦

معلوم کرو کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تمام آدمیوں میں بہتر ابو بکر رضؓ اور عمر رضؓ اور عثمان رضؓ ہیں۔ اللہ تعالےٰ اُن سے راضی ہو۔ جو شخص اُن کو بُرا کہے اور ان کے حق میں بہتان لگائے اُس پر خدا اور رسولؐ اور فرشتے اور تمام لوگوں کی لعنت ہو ۔

محمدؐ حنیفہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کہتے ہیں کہ ایک وزمیں نے اپنے باپ امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ سے پوچھا کہ حضرت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے بعد کون شخص بہتر ہے آپ نے فرمایا کہ ابو بکر رضؓ ہیں۔ میں نے کہا اُن کے بعد کون ہے فرمایا عمر رضی اللہ عنہ۔ میں نے پوچھا اُن کے بعد کون ہے فرمایا عثمان رضی اللہ عنہ۔ میں نے کہا کہ اُن کے بعد اے امیر المومنین آپ ہی افضل ہیں۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں بھی خدا تعالےٰ کے بندوں میں سے ایک بندہ ہوں۔

حضرت امیر المومنین ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات

آپ خلفاء خیر الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام میں سے خلیفہ اوّل ہیں۔ آپ کو علوم ظاہری اور باطنی میں حضرت سید الاولین والآخرین کے ساتھ انتساب ہے آپ کا نسب حضرت سید کونین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ جناب مرہ بن کعب میں مل جاتا ہے عدد آباء میں حضرت افضل الرسل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ آپ کو مناسبت تامہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے نسب میں جناب مرہ تک چھ کرسی ہیں۔ ابو بکر عبد اللہ ابن ابی قحافہ عثمان بن عامر بن عمر بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ۔ آپ کی ماں کا نام سلمٰی اور ان کی کنیت اُم الخیر بنت صخر بن عمر و مذکورہ تیمیہ ہے۔ آپ کی پیدائش سنہ فیل سے دو برس چند روز کم چار ماہ کے بعد ہوئی ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مَا صَبَّ اللّٰہُ فِی صَدْرِیْ شَیْئًا اِلَّا وَصَبَّتُہٗ فِیْ صَدْرِ اَبِیْ بَکْرٍ کوئی چیز ایسی اللہ تعالےٰ نے میرے سینہ میں نہیں ڈالی جس کو

لہ یہ حدیث بطور قول کے محمد بن الحنفیہ سے امام بخاریؒ نے نقل کی ہے ۔

سلہ آپ کا رنگ گورا بدن لاغر تھا چھتیس سال کی عمر میں خدمت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوتے تھے۔ آپ کی چھ اولادیں تھیں ۳ فرزند محمد۔ عبداللہ۔ عبدالرحمٰن۔ اور ۳ دختریں تھیں۔ اُم کلثوم۔ عائشہ رضؓ۔ اسماء ۱۲ تحفۃ المواعظ ۔

سلہ اس حدیث کو حضرت ابوہریرہ رضؓ سے حاکم نے مستدرک میں نقل کیا ہے ۔

میں نے ابو بکرؓ کے سینہ میں ڈال دیا ہو۔

نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آخر عمر میں یہ خطبہ پڑھا۔ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ اِتَّخَذَ صَاحِبَکُمْ خَلِیْلًا وَ لَوْ کُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِیْلًا دُوْنَ رَبِّیْ لَاتَّخَذْتُ اَبَا بَکْرٍ خَلِیْلًا لٰکِنْ ھُوَ شَرِیْکِیْ فِیْ دِیْنِیْ وَصَاحِبِی الَّذِیْ اَوْجَبْتُ لَہٗ صُحْبَتِیْ فِی الْغَارِ وَخَلِیْفَتِیْ فِیْ اُمَّتِیْ[1] کہ خدائے بزرگ و برتر کی حمد و ثنا کے بعد معلوم ہو کہ اُس نے تمہارے صاحب کو اپنا دوست بنایا ہے۔ (اس میں اشارہ اپنی ذات پاک کی طرف ہے) اور اگر میں اپنے پروردگار کے سوا کسی اور کو خلیل بناتا تو ابو بکرؓ کو بناتا۔ لیکن وہ میرے دین میں میرے شریک ہیں یعنی میرے ناصر اور معین اور میرے دین اور یقین کو ظاہر کرنے والے ہیں وہ میرے دوست ہیں میں نے غار میں اپنی صحبت کیلئے انہیں کو منتخب کیا وہ میری امت میں میرے جانشین ہیں۔

دوسری[2] حدیث میں ارشاد فرمایا ہے اِنَّ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ اِتَّخَذَ اِبْرَاھِیْمَ خَلِیْلًا وَمُوْسٰی نَجِیًّا وَاتَّخَذَنِیْ حَبِیْبًا ثُمَّ قَالَ وَعِزَّتِیْ وَجَلَالِیْ لَاُوْثِرَنَّ حَبِیْبِیْ عَلٰی خَلِیْلِیْ وَنَجِیِّیْ کہ خدائے بزرگ و برتر نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل بنایا اور حضرت موسےٰ کو اپنا نجی اور مجھ کو اپنا حبیب۔ پھر اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا کہ البتہ پسند کیا میں نے اپنے حبیب کو مقابلہ اپنے خلیل اور اپنے نجی کے۔

اِن دونوں حدیثوں کے مضمون کو اہل دانش اور ارباب تحقیق نے اس طرح بیان کیا ہے۔ کہ خلت کے دو مقام ہیں ایک مرتبۂ محبیت کی انتہا۔ یہ مقام دوسری حدیث میں مراد ہے۔ دوسرا مقام مراتب و درجات محبوبیت کی انتہا۔ یہ مقام پہلی حدیث میں مراد لیا گیا ہے۔ جس مرتبہ میں حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ دوسرا کوئی شریک نہیں ہے۔ اور مقامِ محمود اسی درجۂ کمال کے انتہا کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ ارشاد کہ اگر اور کوئی شخص اس مقام خاص میں

---

[1] اس حدیث کو مختلف طریقوں سے محدثین نے نقل کیا ہے۔ چنانچہ صحیحین بخاری و مسلم نے ابو سعید خدری زبیر بن العوام اور ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہم سے اور ترمذی نے ابن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے اور احمد نے زبیر سے اور ابو یعلیٰ نے باختلاف یسیر نقل کیا ہے۔

[2] اس حدیث کو حکیم ترمذی نے اور طبرانی نے کبیر میں نقل کیا ہے اور دیلمی نے اور ابن عساکر نے ابو ہریرہؓ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے ہے۔

میرا شریک ہوتا تو ابوبکرؓ ہوتا اس امر کی دلیل ہے۔ کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ علم باطن میں علم باللہ کی وجہ سے اولیاء امت میں اکمل اور افضل اور اعلم ہیں اور پیغمبروں کے بعد گروہ صدیقین میں اکمل اور صدیق اکبر ہیں۔ اکابر ارباب انش قدس اللہ تعالےٰ اسرارہم کا اس امر پر اتفاق ہے۔ کہ حضرت پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے وَاللّٰہِ مَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ وَلَا غَرَبَتْ عَلٰی اَحَدٍ بَعْدَ النَّبِیّٖنَ وَالْمُرْسَلِیْنَ عَلٰی اَفْضَلَ مِنْ اَبِیْ بَکْرٍؓ۔ قسم خدا کی پیغمبروں اور رسولوں کے بعد ابوبکرؓ سے کسی اور بہتر شخص پر آفتاب طلوع نہیں ہوا ✤

نیز حضرت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں ابوبکرؓ کو تم سب سے جو بہتر جانتا ہوں وہ کچھ اُن کے نماز روزہ کے سبب نہیں ہے بلکہ اس چیز کی وجہ سے ہے جو اُس کے سینہ میں ہے یعنی یقین ✤

ہمارے حضرت قدس سرہٗ نے لکھا ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا سلوک حصولِ جذبہ کے بعد سلوکِ فوقانی سے تعلق ہے جو حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ سے منسوب ہے اس نکتہ کو اس عبارت میں آپ نے بیان فرمایا ہے سَلُوْنِیْ عَنْ طُرُقِ السَّمَآءِ فَاِنِّیْ لَاَعْلَمُ طُرُقَ السَّمٰوٰتِ مِنْ طُرُقِ الْاَرْضِ کہ مجھ سے آسمانوں کے راستے دریافت کرو کیونکہ میں آسمانوں کے راستوں کا علم زیادہ رکھتا ہوں بمقابلہ تمہارے زمین کے راستوں کے یہ سلوک سیر آفاقی سے تعلق رکھتا ہے۔ بلکہ سیر انفسی کے ساتھ اس سلوک کی مثال ایسی ہے جیسے کہ جذب کے گھر میں ایک سوراخ کھود کر ذاتِ غیب تک راہ پہنچائی جائے اور اس راہ سے راستہ طے کیا جائے۔ حضرت رسالت پناہ علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی اسی راہ سے انتہاءِ مقام تک واصل ہوئے۔ اور فوقانی سلوک جس کا سیرِ آفاقی سے تعلق ہے۔ اگرچہ وہ بھی آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے انوار مقدس سے ہی ہے لیکن جناب علی کرم اللہ وجہہٗ سے مخصوص ہے۔ بقیہ تینوں خلفائے راشدین رضی اللہ تعالےٰ عنہم دوسرے راستوں سے عالمِ غیب تک واصل ہوئے ہیں۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا مسلک تو معلوم ہو چکا ہے۔ اسی طرح سے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا مسلک بھی علیحدہ ہے اور حضرت ذی النورین رضی اللہ عنہ بھی جداگانہ طریقہ رکھتے ہیں یا لوگوں کا سلوک ان چاروں راہ سے طے

---

[1] ابوداؤد رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اس کو روایت کیا ہے ۱۲

ہوتا ہے۔ چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے مسلک کا سلوک خود شائع اور مشہور ہے۔ اکثر اہل سلسلہ اسی راہ سے سلوک طے کرتے ہیں۔ اسی طرح سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا سلسلہ مخصوص خواجگان نقشبندیہ سے ہے۔ لیکن دیگر سلسلوں کے مشائخ کبار نے بھی اس مسلک صدیقیہ پر سلوک طے کیا ہے۔ اور وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوئے ہیں +

مصنف کتاب کہتا ہے کہ اس نے بعض اکابر مشائخ کو دیکھا ہے۔ جنہوں نے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے مسلک پر سلوک طے کیا ہے۔ چنانچہ حضرت غوث الثقلین قدس سرہٗ اسی راہ سے غیب ذات تک پہنچے۔ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کے طریقہ کی فنا و بقا میں جو ولایت کا پہلا قدم ہے آپ نے بہت کچھ ترقی کی۔ اور حضرت شیخ ابوسعید خراز قدس سرہٗ نے بھی حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے مسلک پر سلوک طے کیا ہے۔ آپ نے سنا ہوگا کہ حضرت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے[1] لَوْ کَانَ بَعْدِیْ نَبِیًّا لَکَانَ عُمَرُ اگر میرے بعد کوئی اور نبی ہوتا تو وہ عمرؓ ہوتے۔ اس سے ظاہر ہے کہ اگر آپ میں تکمیل اور پیشیروی کی شان نہ ہوتی تو مقام نبوت سے کیونکر مناسبت رکھتے۔ پس غور فرمائیے اور تحقیق میں کمی نہ کیجیئے +

سالم بن عبیدہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب آنحضرت[2] صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو اس بیماری کے زمانہ میں جس میں آپ کی وفات ہوئی کسی قدر ہوش ہوا تو آپ نے فرمایا کیا نماز کا وقت ہو گیا حاضرین نے عرض کیا کہ ہاں یارسول اللہ نماز کا وقت ہو گیا۔ آپ نے فرمایا کہ بلالؓ سے کہو اذان دے اور ابوبکرؓ سے کہو کہ امامت کریں اور لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ یہ کلمات فرماکے آپ پھر بے ہوش ہو گئے۔ جب پھر آپ ہوش میں آئے تو فرمایا کہو بلالؓ سے کہ اذان کہے اور ابوبکرؓ سے کہو کہ امامت کریں۔ اور لوگوں کو نماز پڑھائیں +

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے والد نرم دل آدمی ہیں وہ جب امامت کریں گے تو آپ کی بجائے کھڑے ہونگے گھبراہٹ

---

[1] اس حدیث کو ترمذی اور احمدؒ نے اور ابو یعلیٰ اور طبرانی اور بیہقی اور حاکم اور ابو نعیم نے عقبتہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے +

[2] امام مسلم اور بخاری اور ترمذی اور ابوداؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے اس حدیث کو باختلاف لفظی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے نقل کیا ہے +

اور بے قراری اُن پر غالب آئے گی - برداشت نہ کر سکیں گے۔ کیوں آپ اور کسی کے واسطے ارشاد نہیں فرماتے ۔ اُس کے بعد آنحضرت علیہ الصّلوٰۃ والسّلام پھر بے ہوش ہو گئے جب ہوش میں آئے ۔ فرمایا کہ بلالؓ سے کہو اذان دے اور ابو بکرؓ سے امامت کریں اور لوگوں کو نماز پڑھاویں ۔ اور بیشک تم (اے عائشہؓ) یوسف پیغمبر (علیہ السّلام) کے ساتھ والی عورتیں ہو جنہوں نے اُن کو فتنے میں ڈال دیا تھا ۔ اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کہتے ہیں ۔ کہ لوگوں نے بلالؓ سے کہا تب اُنہوں نے اذان کہی اور ابو بکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ امامت کے لئے آگے بڑھے اور نماز پڑھانی شروع کی ۔ اِس کے بعد حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرض میں کمی پائی اور ارشاد فرمایا کہ تلاش کرو کسی ایسے شخص کو جس پر میں ٹیکا کروں اور مسجد میں چلا جاؤں پس بریدہؓ اور اور ایک صحابی آئے ان دونو پر آپ نے ٹیکا کیا اور مسجد میں تشریف لیگئے ۔ جب ابو بکر رضی اللہ عنہ نے آنحضرت علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کو دیکھا تو پیچھے ہٹنا چاہا آنحضرت علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے ارشاد فرمایا کہ اپنی جگہ پر قائم رہو +

اور صحیح مسلم میں اس طرح سے روایت ہے کہ آنحضرت علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے فرمایا کہ تو اپنے باپ اور بھائی کو بلوا کہ میں ایک تحریر لکھوا دوں ۔ کیونکہ لوگوں کی آوازوں سے میں ڈرتا ہوں ممکن ہے کہ کوئی شخص مدعی خلافت کا ہو جائے اور خدائے تعالیٰ اور مومنین سوائے ابو بکرؓ کے اور کسی کی خلافت منظور نہیں کرتے"

ترمذی میں یہ بھی ہے کہ اس کے بعد حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے وصال فرمایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ننگی تلوار ہاتھ میں لیکر فرمایا کہ اگر کسی سے میں یہ سنوں گا کہ پیغمبر خدا علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے وفات پائی تو اُس کا سر اس کے بدن سے جدا کر دونگا ۔ تا آخر حدیث ۔ اس حدیث کے آخر میں یہ ہے کہ اُس کے بعد ابو بکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ آئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر کو بوسہ دیا اور چھوا اور یہ آیت شریف پڑھی اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ۔ بیشک تو ایک دن اس جہان سے پردہ کریگا ۔ اور سب لوگ بھی مرجائیں گے ۔ اِس سے لوگوں نے جان لیا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کا کہنا درست ہے اور پیغمبر علیہ الصّلوٰۃ والسّلام اس جہان سے پردہ کر گئے +

ل اس حدیث کو مسلم میں بروایت حضرت عائشہ ام المومنین رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے نیز حمیدی نے اپنی صحاح میں نقل کیا ہے ۔ کسی قدر اضافہ کے ساتھ +

ل سورۂ زمر رکوع ۳ +

دوسری روایت یہ ہے کہ جب ابوبکر رضی اللہ عنہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس سے باہر آئے۔ یہ آیت بزرگ پڑھی وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَاِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓی اَعْقَابِكُمْ محمد بھی اللہ تعالےٰ کے ایک رسول ہیں ان سے پہلے بھی بہت سے رسول ہوئے ہیں۔ اگر (بالفرض) یہ مر جائیں یا قتل ہو جائیں تو کیا تم اُلٹے پاؤں (دین سے) پھر جاؤ گے" (سورۂ آل عمران۔ رکوع ۱۵)

صحابۂ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم نے آپ سے کہا کہ اے یارِ غار پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کیا تم آپ کی نماز جنازہ پڑھو گے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ ہاں۔ لوگوں نے کہا کس طرح سے آپ نے کہا کہ جتنے آدمی آتے جائیں تکبیر کہیں نماز پڑھ لیں اور دعا کریں اور باہر نکل آئیں۔ پھر اسی طرح سے دوسرے لوگ آتے جائیں اور نماز پڑھتے جائیں۔ تا آخرِ حدیث ؎

اور اسی حدیث میں یہ بھی مضمون ہے کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ کو غسل دلانے کیلئے کہا تو آپ کے چچا زاد بھائی حضرت عباس[۱] اور حضرت علی رضہ اور فرزندانِ عباس رضہ فضل رضہ اور قثم رضہ نے آپ کو غسل دیا، اور اُسامہ بن زید اور صالح حبشی اور مہاجرین نے کہا کہ ہمارے برادران انصار کی طرف چلو کہ اُن سے ہم مشورہ کریں کہ ایک امیر ہماری طرف سے مقرر ہو اور ایک تمہاری طرف سے۔ حضرت فاروق اعظم رضہ نے یہ سُن کر کہا کہ صحابہ میں سوائے ابوبکر رضہ کے کون ایسا ہے کہ اس کی تعریف خدائے پاک نے ایسے تین کلمہ فرمائے ہوں ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا (سورۂ توبہ رکوع ۶) اُن دو میں سے وہ دوسرا شخص ہے جس کے واسطے غار حرا میں اُس کے صاحب نے فرمایا تھا کہ غم نہ کرو کہ اللہ تعالےٰ ہمارے ساتھ ہے، اس کے بعد عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہو کر کہا کہ آپ اپنا ہاتھ بڑھائیں! ابوبکر رضہ نے ہاتھ بڑھایا عمر رضہ نے سب سے پہلے آپ کے دستِ مبارک پر بیعت کی اور سب صحابہ رضہ نے بھی بہت خوبی کے ساتھ ؎ (تاریخ امام یافعی رحہ)[۲]

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے مناقب میں سے یہ بھی ہے کہ حضرت پیغمبر خدا

---

[۱] اول نام عباس بن ابی طالب کا ہے اور دوبارہ نام جو عباس ہے یہ ابن عبد المطلب ہیں ۱۲

[۲] اس حدیث کو امام احمد اور بخاری نے ابو سعید خدری رضہ سے کچھ لفظی فرق کے ساتھ نقل کیا ہے ۱۲

علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کی شان میں یہ فرمایا جب کہ خدائے تعالیٰ نے مجھ کو پیغمبر بنا کر تم پر بھیجا تو تم نے کہا کہ (محمدؐ) جھوٹ بولتے ہیں اور ابوبکرؓ نے کہا کہ یہ سچ کہتے ہیں۔ پھر ابوبکرؓ نے اپنے جان و مال سے میری مدد کی۔ پس آیا چھوڑتے ہو تم میرے لئے میرے صاحب کو؟

امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یہ انتہائی تعریف حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایمان کی ہے۔ سچائی اور یقین کامل میں کیونکہ اس حدیث میں آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ خبر دی ہے کہ اور سب نے آپ کے روبرو آپ کو جھٹلایا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ کے غیاب میں آپ کی تصدیق کی اور یہ اُن کی تصدیق کا کمال ہے کیونکہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ مروّتاً کسی کے سامنے اس کی تکذیب نہیں کی جاتی۔ مگر یہ نہیں ہوتا کہ کسی کے غیاب میں اُس کی تصدیق کی جائے۔ اسی طرح غیاب میں کسی کی تکذیب کی جاتی ہے نہ کہ اُس کے روبرو اس کا مطلب غور کرنے والے کے لئے بالکل واضح ہے ✧

اور یہ حدیث شریف لَوْ تُزِنَ اِیْمَانُ اَبِیْ بَکْرٍ مَعَ اِیْمَانِ الثَّقَلَیْنِ لَرَجَحَ اِیْمَانُ اَبِیْ بَکْرٍ[۱] اگر ابوبکرؓ کے ایمان کا تمام جن و انس کے ایمان کے مقابلہ میں موازنہ کیا جائے تو ابوبکرؓ کے ایمان کا پلہ زیادہ ہوگا (یعنی باستثناء ایمانِ انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام)

اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگوں نے دریافت کیا کہ آپ کو کون شخص سب سے زیادہ محبوب ہے آپ نے فرمایا کہ عائشہؓ لوگوں نے عرض کیا کہ مردوں میں سے کون فرمایا اُس کا پدر[۲] ✧

نیز[۳] یہ کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مسجد میں بجز ابوبکر رضی اللہ عنہ کے کسی کی کھڑکی باقی مت رکھو ✧

اور حضرت ابن عمر[۴] رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ پیغمبر خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد زمانہ میں ہم لوگوں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو چن لیا تھا اُن کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اُن کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ سب حدیثیں صحاح میں مروی ہیں ✧

صحیح مسلم میں روایت[۵] ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تم میں سے ایسا

---

[۱] اس حدیث کو بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت عمرؓ سے موقوفاً بدیں الفاظ نقل کیا ہے لَوْ وُزِنَ اِیْمَانُ اَبِیْ بَکْرٍ بِاِیْمَانِ اَھْلِ الْاَرْضِ لَرَجَحَ بِھِمْ اور حکیم ترمذی نے بھی فضائل الصحابہ میں اس کو نقل کیا ہے ۱۲ [۲] اس حدیث کو امام مسلم اور امام بخاری نے بروایت عمرو بن العاص نقل کیا ہے [۳] اس حدیث کو امام مسلم اور امام بخاری نے ابوسعید خدریؓ سے نقل کیا ہے ۱۲ [۴] اس قول کو بخاری اور ابوداؤد نے ابن عمرؓ سے نقل کیا ہے [۵] اس حدیث کو صحیح مسلم میں بروایت ابی ہریرہؓ نقل کیا گیا ہے ۱۲

کون شخص ہے جس نے آج روزہ کی نیت کی ہو۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ ایسا شخص کون ہے جو کسی جنازہ کے ہمراہ رہا ہو۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں۔ پھر آپ نے فرمایا کہ ایسا شخص کون ہے کہ جس نے آج کسی مسکین کو کھانا دیا ہو۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ ایسا شخص کون ہے کہ جس نے آج کسی بیمار کی خبر گیری کی ہو۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے۔ اس کو سن کر آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ یہ سب کام جمع نہیں ہوتے سوائے جنتی آدمی کے۔

اس کا مطلب یہ بیان کیا گیا ہے کہ وہ شخص بے حساب بلا پرسش کے جنت میں جائیگا ورنہ ایمان لانا ہی خدائے جل و علا کے فضل سے سبب ہے جنت میں جانے کا۔

ترمذی شریف میں روایت ہے کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا[۱] کہ میری امت میں سب سے مہربان میری امت پر ابو بکر رضی اللہ عنہ ہے اور جس کسی پر میں نے اسلام کو پیش کیا (کہ قبول کرو) وہ فکر میں سرگرداں ہو گیا سوائے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے اور جب کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنا تمام مال آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں لیکر حاضر ہوئے۔ تو آپ[۲] نے ارشاد فرمایا کہ اپنے گھر والوں کے واسطے کیا چھوڑ کر آئے ہو تو عرض کیا۔ کہ خدائے تعالیٰ اور اس کے رسول علیہ السلام کو۔

نیز آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا۔ لَمَّا عُرِجَ بِیْ اِلَی السَّمَاءِ فَمَا مَرَرْتُ بِسَمَاءٍ اِلَّا وَجَدْتُ فِیْهَا اِسْمِیْ مَكْتُوْبًا مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَ اَبُوْ بَكْرٍ خَلْفِیْ جب مجھ کو آسمان پر معراج ہوئی تو میں نے ہر ایک آسمان پر اپنا نام مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ لکھا ہوا پایا اور ابو بکر (رضی اللہ عنہ) کو اپنے ساتھ پیچھے پیچھے دیکھا۔

نیز آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا كُلُّ النَّاسِ یَقِفُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اِلَّا اَبَا بَكْرٍ فَاِنْ شَاءَ قَامَ وَاِنْ شَاءَ مَضٰی فَاِنَّهٗ یُعْطٰی كِتَابَهٗ فَیُقَالُ لَهٗ اِنْ شِئْتَ فَلَا تَقْرَاْ وَلَهٗ قُبَّةٌ فِیْ اَعْلٰی عِلِّیِّیْنَ مِنْ یَاقُوْتٍ حَمْرَاءَ وَلَهٗ اَرْبَعَةُ اٰلَافِ بَابٍ كُلَّمَا اشْتَاقَ اِلَی اللّٰهِ انْفَتَحَ مِنْهَا بَابٌ فَیَنْظُرُ اِلَی اللّٰهِ بِلَا حِجَابٍ۔ روز قیامت سب لوگوں کو کھڑے رہنے کے لئے حکم ہوگا۔ سوائے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے کہ ان کو اختیار رہے گا خواہ کھڑے رہیں خواہ وہ (پل صراط سے) گذر جائیں اور جب ان کو

---

[۱] اس حدیث کو طبرانی نے اوسط میں اور ابن عساکر نے جابر اور حسن سے نقل کیا ہے۔

[۲] اس حدیث کو ترمذی اور ابو داؤد نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

نامۂ اعمال دیا جائیگا تو یہ حکم ہوگا کہ آپ کو اختیار ہے چاہے آپ اس کو پڑھیں چاہے نہ پڑھیں اور اُن کے لئے ایک قُبّہ (محل گنبد نما) یاقوت سُرخ کا اعلےٰ علیین میں بنایا گیا ہے جس کے چار ہزار دروازے ہیں جب وہ خدا کے ملنے کے مشتاق ہونگے ایک دروازہ اُن میں سے کُھل جائیگا اُس ہی سے وہ خدا تعالےٰ کا جمال با کمال بے پردہ دیکھ لیا کرینگے +

نیز آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ میں نے ایک روز جبرئیل امین سے دریافت کیا کہ کیا میری اُمت سے قیامت کے دن حساب لیا جائیگا ؟ کہا کہ ہاں سوائے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے سب سے لیا جائیگا۔ ابو بکرؓ سے کہا جائیگا کہ بے حساب جنت میں جاؤ۔ وہ جواب دینگے کہ میں بغیر اپنے دوستوں کے ہمراہ لئے جنت میں نہ جاؤنگا۔ ارشادِ ربُ العزۃ جل شانہٗ ہوگا کہ اپنے دوستوں کو بھی جنت میں لے جاؤ۔ کہ میں نے تیری ولادت کے روز یہ عدہ کر لیا تھا اور اُسی دن بہشت کو حکم دے دیا تھا کہ جو کوئی ابو بکر کا دوست ہوگا وہ اے بہشت تجھ میں ضرور داخل ہوگا +

نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا لَمَّا وُلِدَ اَبُوْ بَکْرٍ طَلَعَ اللّٰہُ عَلٰی جَنَّتِہٖ عَدْنٍ فَقَالَ وَعِزَّتِیْ وَجَلَالِیْ لَا اُدْخِلَنَّكِ اِلَّا مَنْ اَحَبَّ ھٰذَا الْمَوْلُوْدَ ابو بکرؓ کی ولادت کے دن اللہ تعالےٰ نے جنت عدن پر تجلی فرمائی۔ اور ارشاد فرمایا کہ مجھ کو میری عزت وجلال کی قسم ہے کہ اے جنت عدن تجھ میں سوائے اس شخص کے جو اس مولود لڑکے کو دوست رکھے داخل نہ کرونگا +

نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا اَلَا اُعْطِیْكِ خَبَرَكِ قَالَتْ بَلٰی یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ اِنَّ اِسْمَ اَبِیْكِ مَكْتُوْبٌ عَلٰی قَلْبِ الشَّمْسِ وَاِنَّ الشَّمْسَ یُقَابِلُ الْكَعْبَةَ فِیْ كُلِّ یَوْمٍ فَتَمْتَنِعُ عَنِ الْعُبُوْرِ عَلَیْھَا فَزَجَرَھَا الْمَلَكُ الْمُوَكَّلُ بِھَا وَیَقُوْلُ بِحَقِّ مَا فِیْكِ مِنَ الْاِسْمِ اَعْبُرِیْ فَتَعْبُرُ اے عائشہؓ کیا میں تیری ایک بات تجھ سے نہ کہوں اُنہوں نے عرض کیا کہ ہاں یا رسول اللہ صلعم۔ آپ نے فرمایا کہ تیرے باپ کا نام آفتاب کے دل پر لکھا ہوا ہے۔ اور جب روزانہ آفتاب خانۂ کعبہ کے مقابل ہوتا ہے اُس پر سے گزرتے وقت رُک جاتا ہے۔ تب فرشتہ مؤکل آفتاب کو ڈانٹ کر یہ کہتا ہے کہ گذر اے آفتاب اس اسم پاک کی برکت سے جو تجھ میں ہے۔ تب کہیں آفتاب خانہ کعبہ سے عبور کرتا ہے +

ایک روز آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے اصحاب رض سے ارشاد فرمایا کہ تم کو قیامت کے حالات سے مطلع کرتا ہوں۔ اِذَا کَانَ یَوْمُ الْقِیٰمَۃِ یُنْصَبُ مِنْبَرٌ عَلٰی یَمِیْنِ الصِّرَاطِ فَاَجْلِسُ عَلَیْہِ فَیُنْصَبُ مِنْبَرٌ ثَانٍ فَیَجْلِسُ عَلَیْہِ اِبْرَاھِیْمُ ثُمَّ یُنْصَبُ کُرْسِیٌّ بَیْنَھُمَا فَیَجْلِسُ عَلَیْہِ اَبُوْ بَکْرٍ ثُمَّ یَاْتِیْ مَلَکٌ وَیَقِفُ عَلٰی مِرْقَاتٍ مِنْ مِنْبَرِیْ ثُمَّ یُنَادِیْ یَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِیْنَ مَنْ عَرَفَنِیْ فَقَدْ عَرَفَنِیْ وَمَنْ لَمْ یَعْرِفْنِیْ فَاَنَا مَلَکٌ خَازِنُ جَھَنَّمَ اِنَّ اللّٰہَ اَمَرَنِیْ اَنْ اَدْفَعَ مَفَاتِیْحَ جَھَنَّمَ اِلٰی مُحَمَّدٍ وَمُحَمَّدٌ اَمَرَنِیْ اَنْ اَدْفَعَھَا اِلٰی اَبِیْ بَکْرٍ ثُمَّ یَاْتِیْ مَلَکٌ اٰخَرُ یَقِفُ عَلَی الْمِرْقَاتِ الثَّانِیْ مِنْ مِنْبَرِیْ ثُمَّ یُنَادِیْ یَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِیْنَ مَنْ عَرَفَنِیْ فَقَدْ عَرَفَنِیْ وَمَنْ لَمْ یَعْرِفْنِیْ فَاَنَا رِضْوَانُ خَازِنُ الْجِنَانِ اِنَّ اللّٰہَ اَمَرَنِیْ اَنْ اَدْفَعَ مَفَاتِیْحَ الْجَنَّۃِ اِلٰی مُحَمَّدٍ وَاَنَّ مُحَمَّدًا اَمَرَنِیْ اَنْ اَدْفَعَھَا اِلٰی اَبِیْ بَکْرٍ ثُمَّ یَتَجَلّٰی لَنَا الْجَلِیْلُ الْجَبَّارُ جَلَّ جَلَالُہٗ وَیَقُوْلُ مَرْحَبًا لِخَلِیْلٍ وَحَبِیْبٍ وَصِدِّیْقٍ۔ قیامت کے دن ایک منبر پلصراط کی سیدھی جانب رکھا جائیگا کہ میں اُس پر جلاس کرونگا۔ پھر دُوسرا منبر رکھا جائیگا جس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام تشریف رکھینگے۔ اس کے بعد دونوں منبروں کے بیچ میں ایک کُرسی رکھی جائیگی اُس پر ابوبکر رضی اللہ عنہ بیٹھیں گے۔ پھر ایک فرشتہ آئیگا اور میرے منبر کی ایک سیڑھی پر کھڑا ہوکر یہ آواز دے گا۔ کہ مسلمانو! تم میں سے جس کسی نے مجھ کو پہچانا اُس نے پہچانا اور جس نے نہ پہچانا اُس کو معلوم ہو کہ میں دوزخ کا داروغہ ہوں (مالک) خدا تعالےٰ نے مجھ کو یہ حکم دیا تھا کہ میں دوزخ کی کنجیاں حضرت محمد رسول اللہ کے حوالہ کردوں اور آپ نے یہ ارشاد فرمایا کہ ان کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دے دو۔ اس کے بعد ایک اور فرشتہ آئیگا وہ میرے منبر کی دوسری سیڑھی پر کھڑا ہوکر یہ آواز دیگا کہ مسلمانو! تم میں سے جس نے مجھ کو پہچانا اُس نے پہچانا۔ اور جس نے نہ پہچانا اس کو معلوم ہو کہ میں رضوان ہوں جنّت کا داروغہ۔ خدائے تعالےٰ نے مجھ کو یہ حکم دیا تھا کہ میں جنت کی کُنجیاں حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حوالہ کردوں اور آپ نے یہ ارشاد فرمایا کہ اُن کو حضرت ابوبکر رض کو دے دو۔ اس کے بعد ہم پر خدائے تعالےٰ جس کی شان بڑی اور بزرگ مرتبہ ہے۔ خود تجلی فرمائیگا اور ارشاد ہوگا کہ مبارکباد ہو میرے خلیل ع اور

حبیب اصلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صدیق رضؓ کو +

ایک روز حضرت پیغمبر خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو بشارت دی کہ اَعْطَاکَ اللّٰہُ الرِّضْوَانَ الْاَکْبَرْ خدائے تعالےٰ نے تم کو اے ابو بکر رضؓ مقام رضوانِ اکبر عطا فرمایا ہے۔ آپ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ رضوانِ اکبر سے کیا مراد ہے۔ ارشاد فرمایا کہ یَتَجَلّٰی اللّٰہُ لِلْمُؤْمِنِیْنَ عَامَّۃً وَّ یَتَجَلّٰی لَکَ خَاصَّۃً خدائے پاک سب مسلمانوں کے لئے عام طور پر تجلی فرمائیگا۔ اور تمہارے واسطے خاص طور سے +

مروی ہے کہ ایک روز حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ نے اسی ہزار دینار بلکہ جو کچھ اُن کے پاس تھا سب راہِ خدائے وحدہٗ لاشریک میں خرچ کر دیا اور درویشی اختیار کر لی۔ اور کمبلی پہن لی۔ اور بجائے گھنڈیوں کے اُس میں کانٹے لگا کر بارگاہ حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے حضرت پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ اے ابو بکر رضؓ یہ کیا حال ہے آپ ابھی اس کا کچھ جواب دینے نہ پائے تھے کہ جبریل علیہ السلام حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی سی کمبلی پہنے ہوئے ویسے ہی کانٹے لگاتے ہوئے پہنچے۔ ان کو دیکھ کر حضرت پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اور تعجب ہوا اور آپ نے فرمایا کہ اے اخی جبریل آج یہ آپ کا لباس کیسا ہے انہوں نے عرض کیا کہ صدیق اکبر رضؓ کے اتباع میں اس کو پہنا ہے سب ملائک مقربین کے لئے بارگاہ الٰہی سے احکام پہنچ چکے ہیں کہ آج کل فرشتے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے اتباع میں کمبلی پہنیں اور ویسے ہی اس میں کانٹے لگائیں۔ مجھ کو خدائے پاک نے آپ کے پاس بھیجا ہے تاکہ آپ خدا کا سلام ابو بکر رضؓ کو پہنچا دیں اور اُن سے کہیں کہ کیا اس فقیری کے حال میں بھی آپ اللہ تعالےٰ سے خوشنود ہیں۔ حضرت رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالےٰ کا سلام اور پیغام ابو بکر رضی اللہ عنہ کو پہنچا دیا۔ یہ سُن کر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے تین مرتبہ خوشی کے نعرے بلند کر کے کہا کہ میں اپنے خدا سے رضامند ہوں۔ حضرت پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اے ابو بکرؓ تم سے کون سا نیک کام سرزد ہوا ہے جو خدائے پاک نے تم کو سلام کہلا بھیجا۔ اور اپنی رضامندی ظاہر فرمائی۔ اس کا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کچھ جواب نہیں دیا۔ کہ جبریل علیہ السلام اُترے اور کہا کہ اے محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ کو شاید معلوم نہیں ہے کہ ابو بکر رضؓ کا جو کچھ دنیاوی مال و اسباب اور ملک و املاک تھی وہ سب اُنہوں نے راہِ خدا پاک میں دے دی اور سات آدمی

مسلمان جن کو کافروں نے شکنجہ میں بند کر رکھا تھا تاکہ آپ کے دین متین سے وہ برگشتہ ہو جائیں ان سب کو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے دس گنی قیمت دیکر خرید لیا۔ بلال۔ عامر۔ نہدر۔ دختر نہدیہ۔ زبیرہ۔ اُم عمیس۔ کنیز ک بنی مومل۔ اس وقت جبریل علیہ السلام سورہ واللیل لے کر نازل ہوئے +

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے آیت فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰی وَاتَّقٰی وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰی کی تفسیر میں مروی ہے یعنی دونو جہان عطا فرما دئے اور اُس کی طرف متوجہ نہیں ہوئے۔ اور لغو کاموں اور خطاؤں سے پرہیز کیا۔ اور رضا اور قرب مولیٰ جلّ وعلا کی طلب میں سچائی کے ساتھ رہے۔ جب آپ اس آیت پر پہنچے کہ وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰی اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْاَعْلٰی وَلَسَوْفَ یَرْضٰی یعنی اس کے پاس کوئی ایسی نعمت نہیں جس کی جزا وہ چاہتا ہو۔ سوائے اپنے پروردگار کی رضا اور خوشنودی کے۔ اور عنقریب وہ راضی ہوگا۔ تو حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس جماعت کو خریدا اور آزاد کر دیا۔ نہ اس خیال سے کہ کوئی شخص اس کا عوض آپ کو ادا کرے بلکہ اس نیت سے کہ خدائے تعالےٰ آپ سے راضی ہوئے۔ اور یہ فعل نیک اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں جلد پہنچے اور اللہ تعالےٰ آپ سے خوشنود ہو۔ حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے لئے دعا فرمائی اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ اَبَا بَكْرٍ مَعِیَ فِیْ دَرَجَتِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ فَاَوْحَی اللّٰهُ اِلَیْهِ اَنْ قَدِ اسْتَجَابَ اللّٰهُ دُعَآءَكَ اے میرے خدا ابو بکر کو قیامت میں میرے ساتھ اُٹھا۔ اللہ تعالےٰ نے آپ پر وحی بھیجی کہ بیشک ہم نے آپ کی یہ دُعا قبول کر لی +

آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے مَا لِاَحَدٍ عِنْدَنَا یَدٌ اِلَّا كَافَیْنَا مَا خَلَا اَبَا بَكْرٍ فَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا یَدًا یُكَافِیْهِ اللّٰهُ[1] کہ کسی شخص کا مجھ پر احسان باقی نہیں ہے جس کا میں نے معاوضہ نہ کر دیا ہو سوائے ابو بکر کے کہ اس کا مجھ پر ایسا احسان ہے جس کا معاوضہ اللہ تعالےٰ ہی دیگا +

نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے مَا نَفَعَنِیْ مَالُ اَحَدٍ كَمَالِ اَبِیْ بَكْرٍ فَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِیْلًا غَیْرَ رَبِّیْ لَاتَّخَذْتُ اَبَا بَكْرٍ خَلِیْلًا

[1] اس حدیث کو ترمذی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے +

مجھ کو کسی شخص کے مال نے ابو بکر رضؓ کے مال کی طرح نفع نہیں دیا ہے۔ اور اگر میں اللہ تعالےٰ کے سوا کسی اور کو اپنا خلیل بناتا تو ابو بکر کو بناتا ؛

منقول ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہجرت کا حکم ہوا تو آپ نے جبرئیل علیہ السلام سے دریافت فرمایا کہ میرے ساتھ کون شخص ہجرت کریگا۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ۔ اُسی روز اللہ تعالےٰ نے آپ کو صدیق کا لقب عطا کیا۔ علماءٔ نے آپ کا عتیق نام رکھے جانے کی دلیل میں اختلاف کیا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کی شان میں فرمایا ہے کہ مَنۡ اَرَادَ اَنۡ یَّنۡظُرُ اِلیٰ عَتِیۡقٍ مِنَ النَّارِ فَلۡیَنۡظُرۡ اِلیٰ وَجۡہِ اَبِیۡ بَکۡرِ ابۡنِ اَبِیۡ قُحَافَۃَ جو شخص دوزخ سے آزاد کئے ہوئے انسان کی صُورت دیکھنا چاہتا ہو وہ ابو بکر ابن قحافہ کی صورت کو دیکھے۔ علما کی دوسری جماعت کہتی ہے کہ آپ کے حسن وجمال صورت کی وجہ سے آپ اس لقب سے ملقّب ہوئے ؛

منقول ہے کہ جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تخت خلافت پر متمکّن ہوئے اور تمام صحابۂ کبار نے مہاجرین اور انصار میں سے اپنی رضا و رغبت کے ساتھ آپ کے ہاتھ پر بیعت کی اور صحابہ کبار رضی اللہ عنہم اظہار اطاعت اور اصول پیروی میں باہم سبقت کرنے لگے۔ تو حضرت امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا کہ بالفرض اگر لوگ مجھ کو مجبور کرنے کی غرض سے گرفتار کریں اور گردن ماریں تو میں اس کو بھی پسند کروں بمقابلہ اس کے کہ میں ایسی قوم میں امیر بنایا جاؤں۔ جس میں کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ موجود ہوں ۔

امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے کہا کہ اے ابو بکر رضؓ تم کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دین کے کاموں میں آگے رکھا۔ اپنے سامنے نماز میں امام بنایا۔ اور تمہاری اقتدا کی۔ ہم بھی آپ کو دین و دنیا کے کاموں میں آگے رکھیں گے۔ پس آپ اپنا ہاتھ دیجیے تاکہ میں بیعت کروں۔ آپ کی کمال عظمت و حشمت و رعب داب اور کمال یقین کی وجہ سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم میں کسی قسم کا اختلاف پیدا نہ ہوا۔ آپ نے دین کے مخالفین کی بیخ و بنیاد اکھیڑ دی۔ آپ کی خلافت کے زمانہ میں اسلامی لشکر ممالک شام و عراق وغیرہ کی فتح

۱؎ اس حدیث کو بروایت ابو ہریرہ رضؓ احمدؒ نے اپنے مسند میں نقل کیا ہے ؛

۲؎ اس حدیث کو بروایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ترمذی اور ابو یعلیٰ اور ابن سعد اور حاکم نے روایت کیا ہے ؛

اور تاراج کرنے میں مصروف رہے۔ اور بے دین بادشاہوں کے زیر وزبر کرنے میں مشغول
ہوئے۔ جس قدر صدقہ اور زکوٰۃ اور جزیہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں لیا جاتا
تھا۔ آپ کے عہد میں بھی تمام ملک عرب سے وصول ہوتا رہا۔ ان کی ادائی میں کوئی فرق نہ
ہوا۔ مسیلمۂ کذاب جس نے نبوت کا دعوے کیا تھا اور اسود عنسی جو خدائی کا مدعی ہوا
تھا۔ ان دو نوں سے بہت بڑے فتنے برپا ہو گئے تھے۔ ستر، اسی آدمی ان کے ساتھ
ہو گئے تھے۔ آپ ہی کی تیغ بے دریغ کے زخم سے یہ فتنے فرو ہوئے۔

قدسیہ آپ فرماتے ہیں کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت سے پہلے
میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک نور عظیم آسمان سے کعبہ کی چھت پر اترا اور مکہ میں کوئی
گھر ایسا باقی نہ رہا جس میں وہ کچھ نہ کچھ نہ پہنچا ہو۔ اس کے بعد یہ تمام انوار جمع ہو کر پہلے
کی طرح ایک نور بن گئے۔ پھر یہ نور میرے گھر میں اتر آیا۔ میں اس نور کو اپنے گھر میں دیکھ رہا
تھا۔ صبح کو میں نے یہ خواب ایک راہب سے بیان کر کے تعبیر طلب کی۔ اس نے کہا یہ ایک قسم کی
بدخوابی ہے۔ اس کا کوئی اعتبار نہ کرنا چاہیئے۔ اس خواب کو دیکھ کر ایک زمانہ گذر گیا تھا
کہ تجارت کی وجہ سے میں دیر بحیر میں جو بحیرا راہب کا مسکن تھا پہنچا۔ میں نے اس
خواب کی تعبیر اس راہب سے چاہی اس نے کہا تو کون شخص ہے میں نے کہا میں ایک مرد ہوں
قریش سے راہب نے کہا کہ اللہ تعالیٰ تمہاری قوم میں ایک نبی مبعوث کرے گا اور تم ان
کی زندگی میں ان کے وزیر ہو جاؤ گے۔ اور ان کی وفات کے بعد ان کے جانشین ہو گے۔
پس جب حضرت محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام رسول ہوئے مجھ کو مسلمان ہونے کیلئے آپ نے یاد فرمایا
میں نے کہا کہ ہر پیغمبر کی نبوت کی کچھ دلیل ہوا کرتی ہے آپ کی نبوت کی کیا دلیل ہے
آپ نے فرمایا کہ میری نبوت کی دلیل تمہارا وہ خواب ہے جو تم نے دیکھا تھا۔ اول راہب نے
اس کی تعبیر یہ دی تھی کہ یہ ایک قسم کی بدخوابی ہے اس کا کچھ اعتبار نہیں ہے۔ پھر تم نے
مقام بحیر میں ایک راہب سے اس کا تذکرہ کیا تو اس نے یہ تعبیر دی کہ تمہاری قوم میں
ایک پیغمبر آئیگا۔ اور تم اس کے وزیر ہو گے۔ اور ان کی وفات کے بعد تم ان کے جانشین ہو
میں نے کہا آپ کو اس واقعہ کی کس نے اطلاع دی۔ فرمایا جبرئیل علیہ السلام نے۔ میں نے
کہا کہ اس سے زیادہ میں آپ سے اور کوئی دلیل اور برہان طلب کرنا نہیں چاہتا ہوں اشھد

---

۱ امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو نقل کیا ہے کچھ اضافہ کے ساتھ (عمدۃ التحقیق) ۲

اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ
میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے وہ اکیلا ہے اُس کا کوئی شریک نہیں۔ اور اس امر کی تصدیق کرتا ہوں کہ محمدؐ اُس کے بندے اور اُس کے رسول ہیں ؛

قدسیہ زہری نے روایت کیا ہے کہ جب صحابہؓ نے آپ کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت کر لی تو آپ منبر پر چڑھے اور خطبہ پڑھا۔ آپ نے اُس خطبہ میں فرمایا۔ کہ وَاللّٰہِ مَا کُنْتُ حَرِیْصًا عَلَی الْاِمَارَۃِ یَوْمًا وَلَیْلَۃً قَطُّ وَلَا کُنْتُ فِیْہَا رَاغِبًا وَلَا سَأَلْتُہَا اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ سِرًّا اَوْ عَلَانِیَۃً وَمَالِیْ فِی الْاِمَارَۃِ مِنْ رَاحَۃٍ قسم ہے خدا کی میں نے کبھی امارت کے لئے حرص نہیں کی۔ اور دن میں یا رات میں میرے دل میں اُس کا خیال بھی نہیں گذرا۔ اور نہ کبھی پوشیدہ و یا ظاہر اللہ تعالےٰ سے اس کی درخواست کی کیونکہ اس امارت میں مجھے کوئی آرام نہیں ہے ؛

صاحب کشف المحجوب کہتے ہیں کہ جب خدائے پاک بندے کو کمال صدق پر پہنچاتا ہے۔ اور مقام تمکین سے مشرف کرتا ہے تو بندہ اُس کی مرضی کا منتظر رہتا ہے تاکہ جو صفت آئے اُس پر قائم ہو جائے۔ اگر حکم ہو تو فقیر ہو جائے۔ جیسے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابتدا میں فقیر ہوئے اگر فرمان ہو تو امیر بن جائے گا۔ جیسے کہ صدیق اکبرؓ انتہا میں امیر ہوئے۔ پس تجرید اور تمکین میں اور فقر کے لئے حرص کرنے اور ریاست چھوڑنے کی خواہش کرنے میں اس جماعت کی اقتدا حضرت صدیق اکبر رضے اللہ عنہ ہی کے طریقہ پر ہے۔ رضی اللہ تعالےٰ عنہ ؛

قدسیہ۔ آپ فرماتے ہیں۔ دَارُنَا فَانِیَۃٌ وَاَحْوَالُنَا عَارِیَۃٌ وَاَنْفَاسُنَا مَعْدُوْدَۃٌ وَکَسْلُنَا مَوْجُوْدٌ ہماری سرائے یعنی دنیا فانی ہے اور ہمارے حالات عاریتی ہیں اور ہمارے سانس شمار کئے ہوئے ہیں اور ہماری سستی موجود ہے۔ دنیا اور دنیاداری کی کوئی ایسی قدر نہیں ہو سکتی جس کی طرف دل کو مشغول کیا جائے جب تو فانی میں مشغول ہوا تو ذات باقی سے محجوب ہو گیا۔ نفس اور دنیا خدائے پاک سے باعث حجاب ہیں۔ خدا کے دوستوں نے دونوں سے کنارہ کشی کی۔ اور سمجھ گئے کہ دنیا عاریت ہے اور لوگوں کا مال ہے پس اُنہوں نے لوگوں کے مال سے اپنے تصرف کے ہاتھ کو کھینچ لیا۔ اور انفاس معدودہ پر دل لگانے کو غفلت میں شمار کیا۔ وہ سمجھ گئے کہ اُن کا جسم ناقہ عمل ہے تاکہ کشتی

قدسیہ۔ منقول ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ دعا میں کہا کرتے تھے اَللّٰھُمَّ ابسط لی الدنیا وزھدنی فیھا خدایا دنیا میرے لئے کشادہ کر اور اس وقت مجھ کو اُس کی آفت سے محفوظ رکھ۔ مجھ کو دنیا عطا فرما تاکہ اس کا شکر ادا کروں اور پھر توفیق دے تاکہ تیری رضا کے لئے اُس سے کنارہ کش ہو جاؤں۔ اور اس سے منہ پھیر لوں تاکہ شکر کا اور خدا کے رستہ میں خرچ کرنے کا مرتبہ بھی پاؤں۔ اور مقام صبر اور رضا بھی حاصل کروں۔ اس مناجات میں ایک رمز ہے یعنی میں فقیری میں مضطر نہ ہوں بلکہ میرا فقر اختیاری ہو۔ اور تمام مشائخین صوفیہ قدس اللہ اسرارہم کا یہی قول ہے مگر ایک بزرگ نے کہا ہے کہ فقر اضطراری کامل ہے۔ بہ نسبت فقر اختیاری کے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ انبیا اور رسل صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہم کے بعد تمامی خلائق سے افضل ہیں ممکن نہیں ہے کہ کوئی شخص آپ کے آگے قدم بڑھا سکے ٭

کہتے ہیں کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ تہجد کی نماز ہمیشہ آہستہ پڑھا کرتے تھے۔ اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ بلند آواز سے پڑھتے تھے حضرت رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ نماز میں قرأت آہستہ کیوں کرتے ہو۔ آپ نے عرض کیا کہ میں جانتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ مجھ سے غائب نہیں ہے اور اس کے سُننے کیلئے پست آواز اور بلند مساوی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ تم کیوں بلند آواز سے پڑھتے ہو۔ آپ نے کہا کہ سوتے ہوئے لوگوں کو بیدار کرتا ہوں۔ اور شیطان کو اپنے پاس سے دور کرتا ہوں۔ یہیں سے مشائخ طریقت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو ارباب مشائخ میں مشاہدہ میں مقدم جانتے ہیں۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مشاہدہ کا پتہ دیا اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے مجاہدہ کی خبر دی۔ مقام مجاہدہ بمقابلہ مقام مشاہدہ کے ایسا ہے جیسے قطرہ دریائے محیط میں۔ اسی لئے آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا ھل انت الا حسنۃ من حسنات ابی بکر تم (ابوبکر رضی اللہ عنہ کی) نیکیوں میں سے ایک نیکی ہو۔ جب عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ جو اسلام کی عزت ہیں۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی نیکیوں میں سے ایک نیکی ہیں۔ تو اوروں کا کیا حساب ٭

۱؎ اس حدیث کو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے رزین نے روایت کیا ہے ٭

کرامت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کہتی ہیں کہ جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے وفات پائی تو بعض صحابہ رضوان اللہ علیہم نے کہا کہ ہم آپ کو شہدا میں دفن کرینگے۔ اور بقیع میں لے جائینگے۔ مَیں نے کہا کہ اپنے حجرہ میں اپنے حبیب کے پاس دفن کرونگی۔ ہم اسی اختلاف میں تھے کہ نیند کا مجھ پر غلبہ ہوا۔ میں نے سُنا کہ کوئی شخص یہ کہہ رہا ہے ضُمُّوا الْحَبِیْبَ اِلَی الْحَبِیْبِ "دوست کو دوست کے پاس پہنچادو"۔ میں بیدار ہوگئی۔ تو معلوم ہوا کہ سب لوگوں نے اِس آواز کو سُن لیا یہاں تک کہ مسجد میں بھی لوگوں نے سُنا۔

کرامت۔ شواہد النبوۃ میں منقول ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے وصال کے وقت وصیت فرمائی تھی۔ کہ اُن کے تابوت کو روضۂ رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم پر لیجائیں اور عرض کریں کہ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اے خدا کے رسول یا بو بکر ہے آپ کے آستانہ پر آیا ہے۔ اگر یہ بات مقبول ہو جائے گی تو دروازہ کُھل جائے گا۔ پس مجھ کو وہیں رکھنا۔ اگر دروازہ نہ کُھلا تو بقیع میں لیجانا۔ راوی کہتا ہے کہ ہم نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی وصیت کے مطابق عمل کیا ابھی یہ بات ختم نہ ہونے پائی تھی کہ پردہ اُٹھ گیا اور ہمارے کانوں میں یہ آواز آئی کہ حبیب کو حبیب کے پاس لے آؤ۔[1]

کرامت۔ شیخ ابو محمد شنبکی کہتے ہیں کہ ہمارے شیخ ابو بکر بن ہرار قدس سرہ ابتدا زمانہ میں قزاقی میں موضع بطائح میں مشہور تھے جب آپ نے صدق اور اخلاص کے ساتھ توبہ کرلی اور سب سے آپ نے یکسوئی اختیار کی تو آپ کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ وہ اپنے کو ایسے شخص کو سونپیں جو آپ کو خدا تک پہنچادے۔ اُس زمانہ میں عراق میں کوئی بزرگ شیخ مشہور موجود نہ تھا۔ آپ نے آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو خواب میں دیکھا اور عرض کیا کہ اے خدا کے رسول اَلْبِسْنِیْ خِرْقَۃً مجھ کو خرقہ پہنائیے۔ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا یَا ابْنَ ہرار اَنَا نَبِیُّكَ وَھٰذَا شَیْخُكَ اے ابن ہرار میں تیرا نبی ہوں اور یہ یعنی ابو بکر تیرے شیخ ہیں۔ پھر آپ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے ابو بکر اپنے ہمنام کو خرقہ پہناؤ۔ پس حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اُن کو پیراہن اور کلاہ پہنائی اور اپنا ہاتھ[2]

---

[1] اس حدیث کو کتاب صفوۃ میں حضرت عائشہ رض سے اور امام سیوطی نے اس کا خلاصہ تاریخ الخلفاء میں نقل کیا ہے۔

[2] اس واقعہ کو امام شعرانی نے طبقات کبرے کی جلد دوم میں ثبت نمبر ۲۵ اور امام یافعی نے خلاصۃ المفاخر کی حکایت ثالثہ میں نقل کیا ہے۔

اُن کی پیشانی اور سر پر پھیرا۔ اور کہا کہ برکت دے اللہ تجھ کو۔ اس کے بعد آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اے ابوبکر ابن ہوارا تجھ سے میری اُمت کے اہل طریقت کی سُنتیں زندہ ہونگی۔ اور ارباب خلائق (خدا کے دوستوں کی منزلیں مٹ جانے کے بعد تیری ذات سے استقامت پائینگی۔ اور عراق کی مشیخت قیام قیامت تک تیری وجہ سے قائم رہیگی۔ اور تیرے ظہور کے سبب سے عنایت باری تعالٰے کی ٹھنڈی ہوائیں چلیں گی۔ اور خدائے پاک کی مہربانیوں کی خوشبوؤں کی لپٹیں تیری وجہ سے نکلینگی۔ اس کے بعد ابوبکر بن ہوارا بیدار ہو گئے۔ اور وہی پیراہن اور کلاہ جو حضرت صدیق اکبر رضؓ نے عطا فرمائے تھے۔ بعینہٖ اپنے پاس پائے۔ شیخ کے سر مبارک پر جو پھوڑے تھے وہ سب کے سب یک لخت اچھے ہو گئے۔ اور عالم میں گویا ندا کر دی گئی کہ شیخ ابوبکر وَصَلَ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی شیخ ابوبکر اللہ تعالٰے سے واصل اور عارف باللہ ہو گئے۔ چاروں طرف سے مخلوق شیخ کی طرف متوجہ ہوئی۔ حق تعالٰے کی طرف سے شیخ میں قرب الٰہی کی علامتوں اور شیخ کی باتوں کی تصدیق اور سچائی پے در پے ظاہر اور مشتہر ہوئی۔ راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے بارہا شیخ ابوبکر کے اطراف بہت سے شیر بیٹھے ہوئے دیکھے۔ اور بعض اوقات شیروں کو شیخ کے پائے مبارک پر لوٹتے ہوئے دیکھا۔ شیخ ابن ہوارا سب سے پہلے شخص ہیں جنہوں نے قرون اولےٰ طبقۂ رسالت کے فاصلوں اور مشائخوں کے گزر جانے کے بعد عراق میں مشیخت کی بنیاد ڈالی۔ اور میں اُن کا مُلہم تھا۔

کرامت شیخ علی بن وہب سنجاری قدس سرہٗ کہتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اے علی مجھ کو حکم دیا گیا ہے کہ یہ کلاہ تجھ کو پہناؤں پس حضرت نے اپنی آستین مبارک سے کلاہ نکالی۔ اور میرے سر پر رکھی۔ میں جب بیدار ہُوا تو بعینہٖ وہی کُلاہ اپنے سر پر رکھی ہوئی پائی۔

امام یافعی دیباچہ تکملہ کتاب روضۃ الریاحین میں لکھتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں روضہ مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں اس کتاب کو جب میں نے سُنایا تو حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی طرف رُخ انور کو پھیر کر تبسم فرمایا میں نے اس واقعہ کو بیداری میں مشاہدہ کیا ہے۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ کی بقیہ کرامتوں اور خوارق عادات کو

کتاب کراماتُ الاولیاء کے حوالہ کرتا ہوں۔ وہاں ان کو تفصیل اور تشریح کے ساتھ بیان کیا گیا ہے ؀

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت دو برس چار مہینے رہی بعض روایتوں میں تیس[1] ماہ یعنی اڑھائی برس مذکور ہے۔ اور آپ کی عمر عزیز ترسٹھ سال مطابق عمر اشرف نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہوئی۔ بتاریخ تیئیسویں[23] جمادی الاول یا اٹھائیسویں جمادی الاول اور بعض کے نزدیک تیسویں[23] جمادی الثانی منگل کی رات میں مغرب اور عشا کے درمیان اور بعضوں نے کہا نو[9] ربیع الثانی کو آپ[1] نے رحلت فرمائی۔ اور آپ کی وصیت کے موجب آپ کی بیوی اسما بنت عمیس نے آپ کو غسل دیا۔ اور پرانے دو کپڑوں میں آپ کی تکفین کی۔ کیونکہ زندہ آدمی نئے لباس کا زیادہ مستحق ہوتا ہے ؀

امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صحابہ کبار رضی اللہ عنہم کے ساتھ نماز جنازہ پڑھی۔ اور روضہ مقدسہ حضرت سرور کائنات علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والتحیات میں آپ دفن ہوئے۔ جیسا کہ مذکور ہوا۔ چونکہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بعد سب بنی آدم میں آپ کی شان فضیلت یکتا ہے۔ اس لئے کلمۂ احد میں آپکی تاریخ وفات نکلتی ہے ؀

حضرت امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات

آپ کا انتساب علوم[1] ظاہر اور حقائق باطن اور حصول کمالات اور قرب الٰہی میں حضرت صدیق[2] اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور ان کو حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے

---

[1] تحفۃ الواعظین میں واقعہ وفات یہ لکھا ہے کہ ایک یہودی نے آپکی دعوت کی اور کھانے میں زہر ملوا دیا۔ ایک سال تک آپ اس سے بیمار رہے اور انتقال فرمایا ؀ [2] آپ کے بدن کا رنگ سفید تھا اور آپکے دونوں شانوں کے درمیان بہت کشادگی تھی۔ اور آپکا سر مبارک اصلع تھا۔ اور آپ چھبیس سال کی عمر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔ اور آپ ہفتہ میں ایک بار محاسبہ کیا کرتے تھے یعنی اپنے اعمال کا حساب کیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ اپنی خطاؤں کو یاد کرکے اتنے کوڑے اپنی جسم اطہر پر مارے کہ خون جاری ہو گیا تھا۔ آپکے نو[9] لڑکے یعنی عبداللہ کنیت ابو عبدالرحمن۔ عبدالرحمن اکبر۔ زید اکبر۔ عاصم۔ عیاض۔ زید اصغر۔ عبیداللہ۔ عبدالرحمن اوسط۔ عبدالرحمن اصغر اور چھ[6] لڑکیاں حضرت حفصہ۔ رقیہ۔ فاطمہ۔ زینب ۱۲ مناقب مخلق ؀ [3] یہ مقولہ بلحاظ فیضان باہمی کے ہے ورنہ کل خلفا کو تمام نعمتیں علم ظاہری و باطنی کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بلاواسطہ حاصل ہوئی ہیں ؀

اور حسب فرمان آنسرور علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بعد باشارۂ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لَوْ کَانَ بَعْدِیْ نَبِیًّا لَکَانَ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ لٰکِنْ اَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ اگر میرے[۱] بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر ہوتا۔ لیکن میں خاتم النبیین ہوں کہ میرے بعد اور کوئی نبی مبعوث نہ ہوگا، آپ خلیفہ ہوئے۔ جب صدیق عتیق اس عالم سے سفر فرمانے لگے تو فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا نام ایک کاغذ پر آپ نے لکھا اور تمام اصحاب کبار وصغار کو جمع کیا اور فرمایا کہ جس شخص کا نام اس کاغذ پر میں نے لکھا ہے اس کو بلا کسی اختلاف کے قبول کرو۔ سب نے قبول کر لیا۔ حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ قبول کیا میں نے اگرچہ عمرؓ ہی کیوں نہ ہوں۔ پس جب حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ تخت خلافت پر متمکن ہوئے۔ تو امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ اور امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ نے حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین اور تمام صحابہ رضی اللہ تعالےٰ عنہم کے ساتھ آپکے ہاتھ پر بیعت کی اور آپکی اطاعت اور پیروی کے لیئے گردن رکھی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا نسب مبارک حضرت سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ جناب کعب میں اس طرح سے ملتا ہے۔ عمر بن الخطاب بن نفیل بن عبد العزّٰے بن رباح بن عبد اللہ بن قرط بن فرلح بن عدی بن کعب بن لوئی۔ آپ کی ولادت مکہ مکرمہ میں سال فیل کے بعد ہوئی۔

آنحضرت[۲] علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کی بابت ارشاد فرمایا کہ اَلْحَقُّ یَنْطِقُ عَلٰی لِسَانِ عُمَرَ حضرت عمرؓ کی زبان سے حق گویا ہے۔

ایک روز آنحضرت[۳] علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ابو جہل اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ایک جگہ دیکھا اور آپ نے دعا فرمائی کہ اَللّٰھُمَّ اَشْدُدْ دِیْنَکَ بِاَحَبِّ الرَّجُلَیْنِ اِلَیْکَ اے خدا ان دونوں میں سے جو تجھ کو پسند ہو اس کے اسلام لانے سے اپنے دین کو قوت دے۔ پس اللہ تعالےٰ نے اپنے دین کو عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام سے قوی کیا۔

کہتے ہیں کہ جس روز آپ مسلمان ہوئے جبرئیل امین حضرت سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام

---

[۱] اس حدیث کو ترمذی اور احمد نے اور ابو یعلی اور طبرانی اور بیہقی اور حاکم اور ابو نعیم نے عقبہ بن عامرؓ سے نقل کیا ہے ۱۲
[۲] ترمذی نے ابن عمرؓ سے روایت کیا ہے اور ابو داؤد نے ابی ذر سے بہ تبدیل الفاظ نقل کیا ہے۔ نیز حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے بیہقی نے دلائل النبوت میں ۱۲
[۳] ترمذی نے ابن عمرؓ سے اور ابن ماجہ اور احمد نے اور حاکم نے ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے ۱۲۔

کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ یَا مُحَمَّدُ قَدِ اسْتَبْشَرَ اَهْلُ السَّمَاءِ بِاِسْلَامِ عُمَرَ اے محمد آج آسمان کے فرشتے عمر ابن خطاب کے مسلمان ہونے سے خوش ہوئے ہیں، اس آیۂ کریمہ میں کہ یَا اَیُّهَا النَّبِیُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اے نبی کافی ہے تم کو اللہ تعالےٰ اور جو شخص کہ تمہاری پیروی کرے مومنوں میں سے، حضرت عمر خطاب مراد ہیں۔ رضی اللہ تعالےٰ عنہ ؂

آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ اَلْاِسْلَامُ قَوِیٌّ بِدُرَّۃِ عُمَرَ دین متین عمر رضہ کے دُرہ سے قوی ہوا۔ یہ بھی آپ نے ارشاد فرمایا کہ اَلشَّیْطَانُ یَفِرُّ مِنْ ظِلِّ عُمَرَ شیطان مکار عمر رضہ کے سایہ سے بھاگتا ہے ؂

دوسری حدیث میں وارد ہوا ہے کہ اَتَانِیْ جِبْرَائِیْلُ یَوْمًا فَقُلْتُ یَا جِبْرَئِیْلُ حَدِّثْنِیْ بِفَضَائِلِ عُمَرَ فِی السَّمَاءِ قَالَ لَوْ لَبِثْتُ مَا لَبِثَ نُوْحٌ فِیْ قَوْمِهٖ اَلْفَ سَنَةٍ اِلَّا خَمْسِیْنَ عَامًا مَا نَفِدَتْ فَضَائِلُ عُمَرَ ایک روز جبرائیل میرے پاس آئے میں نے کہا اے جبرئیل امین عمر رضہ کے فضائل مجھ سے بیان کرو کہ فرشتے اُن کو کیسا بزرگ جانتے ہیں۔ جبرئیل نے کہا کہ اے محمد اگر عمر رضہ کے آسمانی مرتبہ بیان کرنے میں میں اتنی مدت صرف کروں جتنی کہ نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کی ہدایت میں صرف کی تھی یعنی ساڑھے نو سو سال تو بھی عمر رضہ کے فضائل ختم نہ ہو سکینگے ؂

آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ مَنْ اَحَبَّ عُمَرَ فَقَدْ اَحَبَّنِیْ وَمَنْ اَبْغَضَ عُمَرَ فَقَدْ اَبْغَضَنِیْ۔ جو شخص عمر رضہ کو دوست رکھتا ہے وہ مجھے دوست رکھتا ہے اور جو کوئی عمر رضہ سے دشمنی رکھتا ہے وہ مجھ سے دشمنی رکھتا ہے ؂

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اِنَّ اللّٰهَ بَاهٰی عَشِیَّةَ عَرَفَةَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ عَامَّةً وَبَاهٰی بِعُمَرَ خَاصَّةً اللہ تعالےٰ نے بوقت شام بروز عرفہ سب

---

۱ اس حدیث کو ابن ماجہ اور حاکم نے ابن عباس رضہ سے نقل کیا ہے ؂
۲ بیہقی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے ؂
۳ یہ حدیث فوائد رازی میں مذکور ہے اور حافظ عبدالملک بن سعد الواعظ نے کتاب شرف النبوۃ میں نقل کیا ہے ؂
۴ ابن حبان ابوذر رضہ سے اور ابن عدی نے کامل میں اور حاکم نے مستدرک میں ابو سعید خدری سے نقل کیا ہے اور اسکے آخر میں یہ الفاظ بھی ہیں عُمَرُ مِنِّیْ وَاَنَا مَعَ عُمَرَ حَیْثُ حَلَّ وَعُمَرُ مَعِیْ حَیْثُ یعنی عمر مجھ کر ہیں اور میں عمر کے ساتھ ہوں جہاں کہیں وہ اتریں اور میرے ساتھ ہیں جہاں میں خیمہ زن ہوں ؂
۵ اس حدیث کو ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں اور طبرانی نے کبیر میں روایت کیا ہے ؂

مومنوں کے ساتھ عام طور سے مخروم مباہات فرمائی۔ اور عمر رضہ کے ساتھ اُن کا نام لیکر خاص طور سے فرمائی ٭

نیز آنحضرت[1] علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ مَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ عَلٰی اَحَدٍ خَیْرٍ مِّنْ عُمَرَ عمر رضہ سے بہتر کسی شخص پر آفتاب نہیں طلوع ہوا (اس سے بلحاظ دوسری احادیث اور بموجب اجماع اُمت انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام اور صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ مستثنے ہیں) ٭

نیز آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام ارشاد فرماتے ہیں کہ اِذَا ذُکِرَ الصَّالِحُوْنَ فَبَادِرُوْا بِذِکْرِ عُمَرَ جب صالحین کا ذکر ہو تو اُن میں عمر کا ذکر پہلے کرو ٭

نیز آنحضرت[2] علیہ الصلوٰۃ والسلام ارشاد فرماتے ہیں کہ فِیْ کُلِّ اُمَّۃٍ مُحَدَّثُوْنَ وَاِنَّ فِیْ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ عُمَرُ سابقہ ہر ایک اُمت میں محدَّث (بفتحہ دال یعنی خدا کا ہمکلام بلا کسی واسطہ کے) ہوتا رہتا ہے۔ اس اُمت کے محدث عمر رضہ ہیں ٭

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں منقول ہے کہ ایک روز قبیلہ قریش کی کچھ عورتیں حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مبارک میں حاضر تھیں جن کی آواز آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آواز سے بلند ہو جاتی تھی۔ اس اثناء میں حضرت عمر خطاب رضی اللہ عنہ حجرۂ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دروازہ پر حاضر ہوئے اور اندر آنے کی اجازت چاہی عورتوں نے جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آواز سُنی تو ڈریں اور بھاگ کر حجرہ میں چلی گئیں آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اجازت دی اور عمر رضہ اندر آئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مُسکرائے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے خدا کے رسول اس وقت مُسکرانے کا کیا سبب ہے۔ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ان عورتوں سے مجھ کو تعجب آتا ہے کہ میرے پاس بیٹھی ہوئی باتیں کر رہی تھیں تمہاری آواز سُنتے ہی بھاگ گئیں اور حجرہ میں جا چھپیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ حجرہ کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ اے اپنے نفسوں کی دشمنو! عمر رضہ سے ڈرتی ہو اور خدا کے رسول سے نہیں ڈرتیں۔ عورتوں نے حجرہ کے اندر سے جواب دیا کہ تم سخت آدمی ہو اور خدا کے رسول حلیم و کریم ہیں۔ اس کے بعد آنحضرت علیہ الصلوٰۃ

[1] اس روایت کو ترمذی نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے ٭

[2] امام مسلم اور امام بخاری نے اس حدیث کو کسی قدر فرق کے ساتھ سعد بن وقاص اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے ٭

وسلم نے یہ ارشاد فرمایا کہ یَا عُمَرُ مَا لَقِیَکَ الشَّیْطَانُ فَجًّا اِلَّا سَلَکَ غَیْرَ فَجِّکَ
اے عمرؓ جب شیطان تم سے رستہ میں ملتا ہے تو تمہارا رستہ چھوڑ کر دوسرے رستہ سے چلنے لگتا ہے۔

آپ کا نام فاروق رکھے جانے کی وجہ یہ ہوئی کہ ایک بار ایک یہودی اور ایک منافق مردود میں باہم جھگڑا ہوا۔ یہودی نے کہا کہ آؤ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس چلیں کہ وہ ہمارا فیصلہ کردیں۔ منافق نے کہا کہ کعب کے پاس چلو۔ بالآخر یہودی منافق کو لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور منافق اُس کے دعوے کے متعلق صحیح جواب نہ دے سکا حضرت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے یہودی کے موافق فیصلہ فرما دیا۔ یہودی وہاں سے اُٹھا تاکہ منافق سے اپنا پورا پورا حق حاصل کرے منافق نے کہا کہ محمدؐ کے اس حکم کو میں قبول نہیں کرتا کعب صحابی کے پاس چلو۔ یہودی نے کہا کہ عمر خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس چلو۔ منافق نے بھی اس کو مان لیا۔ اور وہ دونوں ملکر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ یہودی نے آپ سے اپنا دعوے اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ اور منافق کا انکار تفصیل سے بیان کیا۔ امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے تلوار کھینچی اور منافق کا سر بدن سے جدا کر دیا۔ اور فرمایا کہ جو شخص حکم خدا اور رسولؐ سے رُوگردانی کرتا ہے اس کے لئے یہی حکم ہے۔ کہ اُس کا سر اُس کے تن سے جدا کر دیا جائے۔ اُسی وقت بارگاہ رب العالمین سے جبریل امین علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے۔ اور فرمان پہنچایا کہ عمر رضی اللہ عنہ کا نام فاروق رکھو کہ اُنھوں نے حق و باطل میں اچھا فرق کیا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا اپنے والد حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتی ہیں کہ اُنھوں نے وقت وفات فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے زیادہ کوئی شخص میرا دوست نہیں ہے۔ ۲

قدسیہ۔ آپ فرماتے ہیں کہ اَلْعُزْلَۃُ رَاحَۃٌ مِّنْ خُلَطَاءِ السُّوْءِ
گوشہ نشینی اور خلوت اختیار کرنا بُرے ہم نشینوں کی صحبت سے اپنے کو آرام پہنچانا ہے۔
قدسیہ۔ آپ فرماتے ہیں کہ اَلدُّنْیَا اُسِّسَتْ عَلَی الْبَلْوٰی وَبِلَا بَلْوٰی

العزلة

---

۱ امام مسلم اور بخاری اور حمیدی نے اس کو سعد بن ابی وقاص سے نقل کیا ہے۔
۲ اس کو ابو الفرج ابن جوزی نے کتاب منہاج الاصابہ فی تمیز الصحابہ میں شعبی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔

محال ہے دنیا دار البلا ہے یعنی ایسی سرا جس کی بنیاد بلاؤں پر ہے۔ اور اس کا بلاؤں سے خالی رہنا محال ہے۔

منقول ہے کہ زمانۂ خلافت حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالے عنہ میں بہترین اقالیم ربع مسکون مسلمانوں کے قبضہ و تصرف میں آئیں اور شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام مشرق اور مغرب میں جاری ہوئے۔ اور اسلام و طریقۂ شریعت کے جھنڈے بلند اور مرتفع ہوئے اور کامل طور پر ملک عرب اور حجاز اور یمن مطیع و مسخر ہوئے۔ اور بعض حصے ملک روم کے اور کامل ملک شام اور مصر اور زیادہ حصہ خراسان اور ماوراء النہر کا فتح ہوا۔ اور کوفہ اور بصرہ آباد کئے گئے۔ اور کفر و شرک اور مجوسیت کی بنیاد اکھیڑ دی گئی۔ اور آتش پرستی کا مذہب جو کئی ہزار سال سے عالم میں قایم تھا مٹا دیا گیا۔ تمام ممالک میں جزیہ اور خراج مقرر کیا گیا۔ اور سال بسال وصول ہونے لگا۔ فقیر اور محتاج صحابہ بڑے بڑے صاحب جاہ و جلال بادشاہوں کے دار السلطنتوں کے مالک اور امیر ہو گئے۔ اور دور و دراز کے امراء و سلاطین اُن کے مطیع اور فرمانبردار بن گئے۔ ایران کے بادشاہوں نے جو بے شمار خزانے مدتوں میں جمع کئے تھے۔ اور ان کے مالک تھے۔ اور اس کی قوت و غرور پر انہوں نے خدائی کا دعوے کیا تھا وہ سب مجاہدانِ دین اسلام کے قبضہ میں آ گئے اور غنیمت کے مال عراق و شام و مصر اور دوسرے ممالک اور ولائتیوں سے مدینہ منورہ میں لے آئے۔ اور امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہ نے حکم دے دیا تھا کہ خزانوں اور غنیمتوں کو مدینہ کے جنگلوں میں زمین پر ڈال دیں اور سونے اور چاندی اور جواہر اور مروارید اور نفیس چیزوں اور عطریات و فرش و فروش اور ریشمی لباسوں کا انبار لگا دیں تاکہ اسلام کی عزت اور آبرو اور اہل دنیا کی ذلت سب پر ظاہر ہو جائے۔ اور اُن کو یقین ہو جائے۔ کہ اگر خدائے بزرگ و برتر کی بارگاہ میں دنیا کی ذرہ برابر بھی وقعت ہوتی تو وہ اتنے خزانے اپنے دشمنوں کو نہ دیتا اور قرنوں تک اُن کے پاس نہ چھوڑ رکھتا۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ مال و زر کے یہ انبار مدینہ کے باہر ہی مہاجرین اور انصار کو اور اُن لوگوں کو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مسلمان ہوئے تھے تقسیم کر دیتے تھے۔ اور تقسیم کرنے میں اسلامی حقوق کا اور ہر ایک شخص کے مرتبہ اور درجہ ضرور لحاظ رکھتے تھے تقسیم اموال سے فراغت پانے کے بعد آپ اپنے مکان کو خالی ہاتھ واپس ہوتے تھے۔ اور اپنے

گھر کے لئے کچھ نہ لے جاتے۔ باوجود اس قدرت کے کہ ایسے وسیع ممالک آپ کے زیر اقتدار تھے۔ آپ فقر وفاقہ کے ساتھ گذر فرماتے تھے۔

حضرت انسؓ بن مالک رضی اللہ عنہ خادم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ بزمانہ خلافت حضرت عمر رضی اللہ عنہ نماز جمعہ میں حاضر تھا۔ آپ نے خطبہ پڑھا۔ میں نے آپ کے جبہ کے پیوندوں کو شمار کیا تو نو تھے۔ حالانکہ آپ کے عہد میں صدر بیت المال کی یہ حالت تھی۔ کہ ہر وقت بارہ ہزار تازی گھوڑے کافروں کے ساتھ جنگ و جہاد اور ان بے دین بادشاہوں کو تباہ کرنے کیلئے جو تکبر و نخوت کی ٹوپی سر پر رکھتے تھے۔ اور مال و دولت کے نشہ میں چور اور خدائی کے دعویدار بن بیٹھے تھے، موجود رہتے تھے۔ جمشیدی و سکندری کی شوکت و حشمت کو فقر و فاقہ کے ساتھ جمع کرنا اور پیوند لگے ہوئے لباس سے خزانوں کی بخشش کرنا حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر قیام قیامت تک بجز حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالٰے عنہ کے کسی شخص کو میسر نہیں ہوا۔ اور آپ کو بھی جو کچھ حاصل ہوا وہ نظرِ رحمت حضرت رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اثر اور آپ کا معجزہ ہے۔ اہل حقوق اور مجاہدین کے وظائف بیت المال سے مقرر فرمائے گئے۔ جو ہر سال اُن کو یکساں کئے جاتے تھے مسلمانوں میں آپ پہلے فرمانروا ہیں۔ جنہوں نے بلاد و امصار کی آبادی کی بنا رکھی اور آپ ہی نے صحابہ و تابعین کی ترتیب مدارج بغرض تقسیم عطیات مقرر فرمائے اور اسلامی دفاتر یعنی کچہریاں وغیرہ بنائیں۔ اور رسدی محصول اسلامی ملکوں کے باشندوں پر اور شہروں میں قاضیوں کا تقرر آپ ہی نے فرمایا۔ کرامتیں اور خرق عادات تو گویا آپ کی خانہ زاد تھیں چنانچہ آپکی بعض کنیزکوں سے بھی کرامتیں صادر ہوئی ہیں۔ ایک مرتبہ آپ کی کنیز زائدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور سلام عرض کیا۔ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ اے زائدہ آج تو دیر میں کیوں آئی کہ تو مقام رضوان کی رہنے والی ہے۔ اور میں تجھ کو عزیز رکھتا ہوں۔ زائدہ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے نبیؐ آج ایک عجیب و غریب ماجرا لیکر میں آئی ہوں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ بیان کر۔ اس نے عرض کیا کہ آج صبح میں جنگل کو لکڑیوں کی تلاش میں گئی ہوئی تھی۔ جب میں گٹھا باندھ چکی تو وہ بہت بھاری

لہ اس واقعہ کو امام مالکؒ نے موطا میں اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اور ابن جریرؒ نے تہذیب الآثار میں اور امام احمدؒ نے حسن ابن علی رضی اللہ عنہما سے مسند میں نقل کیا ہے۔

تھا۔ میں نے اُس کو اٹھانے کی غرض سے ایک پتھر پر رکھ دیا۔ اتنے میں کیا دیکھتی ہوں کہ ایک اسوار آسمان سے زمین پر اُترا اُس نے مجھ کو سلام کر کے کہا کہ اے زائدہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں میرا سلام پہنچا۔ اور کہیو کہ اے سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم رضوان داروغۂ جنت نے عرض کیا ہے کہ آپ کو خوشخبری ہو کہ آپ کی اُمت پر بہشت تین طرح سے تقسیم کی گئی ہے۔ ایک گروہ بے حساب اُس میں داخل ہوگا۔ دوسرے گروہ کے ساتھ حساب میں آسانی کی جائیگی۔ تیسرے گروہ کو آپ کی شفاعت سے بخشا جائیگا۔ اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے آپ کی کل اُمت بہشت میں جائیگی۔ یہ کہکر اُس نے آسمان کی طرف جانیکا ارادہ کیا۔ ابھی وہ آسمان اور زمین کے درمیان میں تھا کہ اُس نے پھر میری طرف دیکھا۔ میں جو ثقل کی وجہ سے اس لکڑیوں کے گٹھے کو نہیں اُٹھا سکتی تھی اور اُس کو میں نے پتھر پر رکھدیا تھا تاکہ مجھ کو سہولت ہو۔ اس فرشتہ نے پتھر سے کہا کہ اس پشتارہ کو اور زائدہ کو امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مکان پر پہنچا دے۔ وہ یہ کہکر آسمان کی طرف چلا گیا۔ مجھ کو پتھر نے مع اس گٹھے کے اٹھا کر میرے مکان پر پہنچا دیا۔ اور وہ پتھر جہاں سے آیا تھا واپس چلا گیا۔
آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب زائدہ کی گفتگو سُنی تو فوراً آپ اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اور اپنے اصحاب و احباب کے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مکان پر تشریف فرما ہوئے۔ آپ نے اور صحابہ کرام رضہ نے پتھر کے آنیکی علامت کو ملاحظہ فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالےٰ کا شکر ہے اُس نے دنیا سے اُٹھانے سے پیشتر ہی رضوان خازن جنت کو جنت کو بھیجکر مجھ کو میری پوری اُمت کے بہشت میں جانے کی بشارت دیدی اور میری اُمت میں سے ایک عورت کو مریم عہ کے درجہ پر پہنچا دیا۔

کرامت۔[1] ایک بار زمانہ خلافت امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ میں دریائے نیل اپنی عادت قدیمہ کے مطابق بہنے سے رُک گیا جس طرح کہ وہ زمانہ جاہلیت میں بہنے سے رُک جاتا تھا۔ اور ایک ماہ رُو لڑکی آراستہ کر کے اُس میں ڈالی جاتی تھی۔ اور کاہن کچھ پڑھتے تھے اُس کے بعد وہ جاری ہو جاتا تھا۔ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو جب اس واقعہ کی خبر ہوئی۔ تو اُس خلیفہ برحق نے ایک پرچہ کاغذ پر یہ تحریر فرمایا کہ اے دریائے نیل اگر تو خود بخود بہتا تھا تو مت جاری ہو اور اگر حکم خدائے تعالےٰ سے تو بہتا تھا

[1] اس کو ابن عساکر اور واقدی نے اپنی تواریخ میں نقل کیا ہے۔

تو تُجھ کہتا ہے جاری ہو جا۔ اور حکم دیا کہ اس رقعہ کو لیجا کر دریائے نیل میں ڈال دیں۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ اُس خط کو ڈالتے ہی دریائے نیل بہنے لگا۔

کرامت ایک بادشاہ نے کسی شخص کو امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے قتل کے لئے بھیجا۔ وہ مدینہ معظمہ میں آیا اور پوچھا کہ امیر المومنین کہاں ہیں۔ لوگوں نے کہا کہ امیر المومنین رضی اللہ عنہ یہیں کسی کے گھر میں ہونگے۔ یا باہر گئے ہونگے۔ جب اُس کو آپکے باہر تشریف لیجانے کی کیفیت معلوم ہوگئی تو وہ آپ کی تلاش میں روانہ ہوا۔ اُس نے آپ کو گورستان میں زمین پر سوتے ہوئے پایا۔ اور دُرّہ آپ کے سرہانے رکھا ہوا تھا۔ اُس کو یہ خیال پیدا ہوا کہ ان کی اتنی ہیبت اور جہان میں ایسا شہرہ ہے کہ بڑے بڑے زبردست پادشاہ رُعب سے کانپ کر فرمانبردار ہو گئے۔ اِن کا مار ڈالنا کیا دُشوار ہے۔ اُس نے اپنی تلوار کھینچی جونہی آپ کے نزدیک جانے کا ارادہ کیا دو شیر غرّاں ظاہر ہوئے قریب تھا کہ اُس کو مار ڈالیں۔ اُس نے بے اختیار چیخنا شروع کیا کہ الغیاث الغیاث یا امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیدار ہوئے اُس کو مع اُن دو شیروں کے کھڑے ہوئے دیکھا کہ اُس کو قتل کرنا چاہتے ہیں۔ اُس نے سارا واقعہ بیان کیا۔ اور وہ مسلمان ہوگیا۔ شیر غائب ہو گئے آپ نے اُس کو تربیت کی اور اُس کے ساتھ مسلوک ہوئے۔

کرامت ایک دن امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ منبر پر خطبہ پڑھ رہے تھے اسی اثنا میں آپ نے فرمایا کہ یَا سَارِیَۃَ الْجَبَلَ اے ساریہ پہاڑ کی پناہ لو پہاڑ کی۔ حاضرین مجلس اس کلام کو سُنکر حیران ہوئے اور آپ کے یہ کلام کرنے کا دن اور تاریخ لکھ لی۔ کہ اس میں کوئی نہ کوئی رمز ہے۔ اتنے میں جب وہ فوج کہ اُس کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کچھ دنوں کی مسافت پر دشمن کے مقابلہ پر متعین کیا تھا واپس آئی اُس کے بیان سے ظاہر ہوا کہ فلاں روز و تاریخ دشمن سے مقابلہ ہوا اور سخت جنگ ہوئی نوبت ہماری شکست کی پُہنچی کہ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی یہ آواز ہم کو دو مرتبہ سُنائی دی کہ یَا سَارِیَۃَ الْجَبَلَ اے ساریہ پہاڑ کو پکڑو" ہم نے اس آواز کو سُنتے ہی پہاڑ کے دامن میں پناہ لی۔ اور تھوڑی دیر میں ہم دشمنوں پر غالب آ گئے اور فتح ہمارے ہاتھ رہی۔

لہ اس حدیث کو بیہقی اور ابو نعیم اور ابن اعرابی نے نافع رضہ اور ابن عمر رضہ سے نقل کیا ہے۔

کرامت۔ ایک روز حضرت امام حسن و حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہما امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے پاس آئے۔ اور اپنے باپ علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ روایت بیان کی کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ عُمر ابن الخطاب نُورُ الاسلامِ فِی الدُّنیا و سِراجُ اھلِ الجنّۃِ فِی الجنّۃِ عمر ابن خطاب اسلام کے نور ہیں دنیا میں اور چراغ ہیں اہل جنت کے جنت میں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کو ایک کاغذ پر لکھ لیا اور اپنے صاحبزادہ کو وہ کاغذ دیا اور فرمایا کہ اس کو میری فات کے بعد میرے کفن میں رکھو۔ جب آپ نے اس عالم سے حلت فرمائی۔ تو اس کاغذ کو آپ کے کفن میں رکھ دیا گیا۔ دوسرے دن آپ کی قبر پر خطِ سبز سے یہ عبارت لکھی ہوئی دیکھی گئی کہ صَدَقَ الحَسَنُ وَالحُسَینُ وَ اَبُوھُمَا عَلِیٌّ وَ جَدُّھُمَا مُحَمَّدٌ اَنَّ عُمَرَ ابنَ الخَطَّابِ نُورُ الاِسلَامِ فِی الدُّنیَا وَ سِرَاجُ اَھلِ الجَنَّۃِ فِی الجَنَّۃِ سچ کہا حسنؓ و حسینؓ اور اُن کے والد علیؓ اور جدِ بزرگوار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کہ عمر بن خطاب دنیا میں اسلام کا نور ہے اور جنت میں اہل جنت کا چراغ +

آپ کی باقی کرامتوں کو کتاب کرامات الاولیا پر (ثبوتِ کرامات بعدِ موت کے بیان میں اُس کو میں نے تالیف کیا ہے) حوالہ کرتا ہوں۔ آپ کی مدتِ خلافت دس برس چند ماہ ہے۔ ماہِ ذی الحجہ کی تیئسویں تاریخ کو بعمر تریسٹھ سال ۲۳ھ میں آپ کی شہادت واقع ہوئی۔ اور حجرۂ نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم میں حضرت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مزار کے متصل مدفون ہوئے +

حضرت امیر المومنین عثمان ذی النورین رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے حالات کا بیان

آپ کا[2] علم ظاہری اور باطنی میں انتساب سید المرسلین سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے وابستہ ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے بعد خلافت آپ نے پائی۔ آپ کا نسب حضرت

---

[1] اس واقعہ کو ابن عبدہ نے اپنی کتاب بہجۃ المجالس اور حافظ ابو سعید بن علی السمان نے اپنی کتاب موافق میں نقل کیا ہے +

[2] آپ کا حلیہ ضعیف الجثہ دراز ریش صاحب جمال۔ آپکی اولاد میں ۹ لڑکے تھے یعنی عبداللہ۔ خالد۔ ریان۔ عمر۔ ابو سعید منفر۔ عبد الملک۔ عمر اصغر۔ خالد اصغر۔ اور ۷ لڑکیاں تھیں یعنی مریم بام سعد عائشہ۔ ام ابان۔ ام عمر۔ مریم صغری۔ ام البنین +

رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عبد مناف میں جاکر اس طرح سے مل جاتا ہے عثمان بن عفان بن عاص بن اُمیہ بن عبد شمس بن عبد مناف۔ آپ کی ولادت مکہ مکرمہ میں ہوئی۔ آپ اسلام میں تیسرے خلیفہ اور افضل الثقلین بعد الانبیا و الشیخین ہیں ✦

جب امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے وصال کا وقت قریب آگیا تو آپ نے خلافت کا کام چھ شخصوں کی مجلس مشورت کے سپرد کیا۔ ان سب نے اپنے کو یکے بعد دیگرے اس مجلس شورائے سے علٰحدہ کر لیا اور خلافت کا اہل سوائے ذی النورین رضی اللہ عنہ کے کسی اور کو نہ دیکھا اِس لئے انہوں نے آپ ہی کو اِس امرِ جلیل القدر کے لئے انتخاب کیا۔ اور برضا و رغبت آپ کی اطاعت کیلئے تیار ہو گئے۔ امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ اور جملہ صحابۂ کبار اور مہاجرین اور انصار نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ آپ کی حلم و حیا اور مروت اور جود و سخا کے محامد اور مناقب بہت کچھ ہیں۔ اُن کے منجملہ ایک یہ بھی ہے کہ آپ ہمیشہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غزوات میں اپنا مال و دولت قربان کرتے تھے۔ ہمیشہ آپ کی یہ کوشش رہتی تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ بٹاتے رہیں آپ کاتب وحی تھے اور حافظ۔ قرآن مجید کو آپ ہی نے یک جا مرتب کیا۔ اور بہت سے قرآن مجید لکھوا کر عالم میں شائع کر دئیے۔ آپ کے جمع کئے ہوئے قرآن پر تمام صحابہؓ نے اتفاق کیا آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دو دختران نیک اختر آپ کے نکاح میں آئیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہی میں دونو نے رحلت فرمائی۔ اِس لیے آپ کو ذی النورین کہتے ہیں ✦

آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ اِنَّ اللّٰہَ اَوْحیٰ اِلَیَّ اَنْ اُزَوِّجَ کَرِیْمَتِیْ مِنْ عُثْمَانَ[1] اللہ تعالےٰ نے مجھ پر وحی بھیجی کہ میں اپنی دو صاحبزادیوں کا نکاح عثمانؓ سے کروں ✦

اور آپ یہ بھی ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ اگر مجھ کو تیسری لڑکی اور ہوتی تو اس کا بھی عثمانؓ سے نکاح کر دیتا ✦

نیز آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اَنْتَ وَلِیّٖ[2]

---

۱ روایت کیا ابن خطیب نے ابن عباسؓ سے اور ابن عساکر نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ✦

۲ روایت کیا اس کو ابو یعلیٰ نے جابرؓ سے۔ اور خجندی نے اربعین میں اور حافظ عمر بن محمد الملا نے اپنی سیرت میں ۱۲

فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ تو میرا دوست ہے دنیا اور آخرت میں ۔

نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ شب معراج میں مجھ کو ایک سیب دیا گیا۔ وہ اسی وقت ٹوٹا اور اُس میں سے ایک حور نکلی جس کی آنکھ کی پلکیں نہایت سُرخ تھیں۔ مَیں نے کہا تو کس کے لئے ہے اُس نے کہا آپ کے اُس خلیفہ کے لئے ہوں۔ جو ظلماً شہید کیا جائیگا یعنی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ۔

نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ رَحِمَ اللّٰهُ عُثْمَانَ تَسْتَحْيِيْهِ الْمَلٰٓئِكَةُ اللہ تعالیٰ عثمانؓ پر رحمت بھیجے کہ فرشتے اُس سے حیا کرتے ہیں ۔

نیز آپ نے ارشاد فرمایا کہ اِذَا مَاتَ عُثْمَانُ بَكَتْ عَلَيْهِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ قِيْلَ هٰذَا لِعُثْمَانَ خَاصَّةً قَالَ نَعَمْ اِنَّ عُثْمَانَ يَسْتَحْيِيْ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ اَنْ يَّعْصِيَهٗ جب عثمان کی وفات ہوگی سب آسمان اور زمین اُس پر گریہ کرینگے ۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ اے خدا کے رسولؐ کیا یہ فضیلت خاص عثمانؓ ہی کے لئے ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ بے شک کیونکہ عثمانؓ اپنے پروردگار سے شرم کرتا ہے۔ کہ اس کی نافرمانی کرے ۔

نیز آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ يَبْرُقُ فِي الْجَنَّةِ بَرْقٌ يُضِيْئُ الْجَنَّةَ فَيَقُوْلُ اَهْلُ الْجَنَّةِ مَا هٰذَا الْبَرْقُ وَلَيْسَ هٰذَا مَوْضِعَ الْبَرْقِ فَيُقَالُ لَهُمْ هٰذَا عُثْمَانُ لَبِسَ نَعْلَيْهِ لِيَذْهَبَ مِنْ حُجْرَةٍ اِلَى حُجْرَةٍ فَهٰذَا نُوْرُ نَعْلَيْهِ جنت میں ایک بجلی چمکیگی جس سے تمام جنت روشن ہو جائیگی۔ اہل جنت کہینگے کہ یہ کیا ہے کیونکہ یہ جگہ بجلی چمکنے کی نہیں ہے پس اُن سے کہا جائیگا کہ یہ عثمان بن عفان ہیں اُنہوں نے ایک حجرہ سے دوسرے حجرہ میں جانے کیلئے نعلین پہنی ہیں یہ ضیا اور روشنی عثمان کے نعلین کی ہے ۔

نیز آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ لِكُلِّ نَبِيٍّ رَفِيْقٌ وَرَفِيْقِيْ فِي الْجَنَّةِ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ ہر نبی کا ایک رفیق ہوتا ہے اور میرے رفیق جنت میں عثمان بن عفان ہیں ۔

جب آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام غزوہ تبوک کیلئے روانہ ہوئے تو آپ کے ساتھ میں

---

۱ اس کو ابن عساکر نے انسؓ سے اپنی تاریخ میں اور طبرانی نے عثمان بن اوس سے کبیر میں نقل کیا ہے ۔

۲ یہ حدیث بہ تبدیل الفاظ جزو حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا ہے جس کو مسلم نے نقل کیا ہے ۱۲

۳ اس حدیث کو ترمذی نے طلحہ اور عبید اللہ سے اور ابن ماجہ نے ابی ہریرہ سے نقل کیا ہے ۔

بڑا لشکر تھا۔ کہتے ہیں کہ تیس ہزار سوار اور پیادے شمار کیے گئے تھے آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے مستطیع اصحاب سے ارشاد فرمایا کہ اپنے درویش دوستوں کی مدد کرو۔ ہر شخص نے اپنی وسعت کے بموجب امداد کی حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اپنے اصطبل سے نوسو پچاس گھوڑے زین اور لگام سے آراستہ کر کے مرحمت کیے۔ جن پر ایک سوار کے ہتھیار بھی رکھے ہوئے تھے۔ اس کے علاوہ پچاس اونٹ ہتھیاروں کی باربرداری کے لیے دیئے۔ اس کے علاوہ ایکہزار دینار زرنقد آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت مبارک میں پیش کیے آنحضرت[1] علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کے حق میں دعا فرمائی کہ اَللّٰھُمَّ ھٰذَا عُثْمَانُ رَضِیْتُ عَنْہُ فَارْضِ عَنْہُ "اے خدا میں عثمان سے راضی ہوں تو بھی اُس سے راضی رہ" اس حدیث کے راوی بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام اُس روز نماز عشا سے صبح تک یعنی تمام شب بیدار رہے اور یہی دعا فرماتے رہے۔ نیز آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ نِعْمَ الرَّجُلُ عُثْمَانُ جَمَعَ اللّٰہُ بِہٖ نُوْرَیْ فَھُوَ سَعِیْدٌ فِیْ حَیٰوتِہٖ وَشَھِیْدٌ فِیْ مَمَاتِہٖ عثمانؓ کیا اچھے شخص ہیں اللہ نے اُن کے ساتھ میرا نور جمع کیا پس وہ سعید ہیں زندگی میں اور شہید ہونگے بوقت وفات کے۔

عبد[2] اللہ بن رباح اور ابو قتادہ رضی اللہ تعالےٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ روز جنگِ دار یعنی بروز شہادت امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ ہم آپ کے پاس بیٹھے تھے جب اہل فتنہ آپ کے دروازہ پر جمع ہوئے تو آپ کے غلاموں نے مقابلہ کی غرض سے ہتھیار اُٹھائے۔ آپ نے فرمایا کہ جو غلام ہتھیار نہ اُٹھائیگا وہ آزاد ہے۔ ابو قتادہؓ کہتے ہیں کہ ہم اپنی جان کے ڈر سے باہر نکل آئے۔ اور قضائے حق تعالےٰ پر راضی ہو گئے۔ اس اثناء میں آپ سے عرض کیا گیا کہ امیر المومنین حسن رضی اللہ تعالےٰ عنہ آتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کیوں۔ اتنے میں حضرت امام حسن علیہ السلام تشریف لائے۔ اور سلام کیا اور سانحہ کی دریافت فرمائی اور کہا کہ اے امیر المومنین میں بغیر آپ کے حکم کے مسلمانوں پر ہتھیار نہیں اُٹھا سکتا ہوں۔ آپ امام برحق ہیں اور خلیفہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں مجھ کو حکم دیجئے تا کہ اس قوم کا شر آپ سے دفع کردوں۔ امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یَا ابْنَ اَخِیْ

---

[1] اس حدیث کو طبرانی نے نقل کیا ہے۔

[2] اس کو امام احمدؒ نے ابو سلمہ بن عبدالرحمن اور ابو قتادہ رضؓ سے روایت کیا ہے۔

اِرْجِعْ وَاجْلِسْ فِیْ بَیْتِکَ حَتّٰی یَاْتِیَ اللّٰہُ بِاَمْرِہٖ فَلَا حَاجَۃَ اِلٰی اِخْرَاقِ الدِّمَاءِ یعنی تم واپس چلے جاؤ اور اپنے گھر میں بیٹھو یہاں تک کہ اللہ تعالےٰ اپنے حکم کو پورا کرے کسی کا خون بہانے کی ضرورت نہیں ہے۔" بلاؤں پر یہ آپ کی کمال درجہ کی تسلیم و رضا ہے اور انتہا درجہ کی خُلّت ہے۔ جس طرح کہ نمرود نے آگ سلگائی تھی اور حضرت ابراہیم صلوٰت اللہ وسلامہ علیٰ نبینا وعلیہ منجنیق کے پلہ میں رکھا تھا۔ جبرئیل علیہ السلام آئے اور کہا کہ یَا اِبْرَاھِیْمُ ھَلْ لَکَ حَاجَۃٌ اے ابراہیم کیا تم کو کچھ ضرورت ہے، آپ نے فرمایا کہ اے جبرئیلؑ اِمَّا اِلَیْکَ فَلَا تم سے تو کوئی حاجت نہیں ہے، جبرئیلؑ نے کہا کہ اللہ تعالےٰ سے طلب فرمائیے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ حَسْبِیْ عِلْمُہٗ بِحَالِیْ کہ خدا تعالیٰ کا میری حالت کو جاننا ہی کافی ہے۔" پس امیر المومنین عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ اُس وقت ایسی حالت میں تھے جس طرح کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام پلہ منجنیق میں اور اہل فساد کا جمع ہونا بجائے آتش نمرود کے تھا اور حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ بجائے جبرئیلؑ کے۔ مگر حضرت ابراہیمؑ کے لئے اُس بلا سے نجات تھی۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے لئے شہادت۔ نجات کا تعلق بقا سے ہے اور شہادت کا تعلق فنا سے۔ پس جان اور مال کے صرف کرنے اور رضا و تسلیم ہونے اور خلوص عبادت میں گروہ فقرا کی امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ اقتداء ہے آپ حقیقتاً شریعت اور طریقت کے امام برحق ہیں ۔

کرامت جب بلوائیوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا تو تین روز تک جنات بام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نوحہ کرتے رہے۔ اور بطور مرثیہ اشعار پڑھتے تھے ۔

کرامت عدی ابن حاتم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کے روز میں نے سُنا کہ کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے کہ اَبْشِرْ ابْنَ عَفَّانَ بِرُوْحٍ وَّرَیْحَانٍ وَّرَبٍّ غَیْرِ غَضْبَانٍ وَاَبْشِرْ ابْنَ عَفَّانَ بِغُفْرَانٍ وَّرِضْوَانٍ ابن عفان کو خوشخبری و رُوح و ریحان کی اور پروردگار سے ملاقات کرنے کی جو اُن سے رضامند ہے اور بشارت دو ابن عفان کو بخشش اور رضوان کی، میں نے جب پلٹ کر دیکھا تو کسی کو نہ پایا ۔

کرامت۔ بلوائیوں نے جب آپ کو شہید کر دیا تو تین روز تک بلوائیوں کے خوف سے

لہ اس کو حافظ عمر ابن محمد نے عثمان ابن مرہ سے اپنی سیرت میں نقل کیا ہے ۔

آپ کو دفن نہیں کیا گیا۔ اتنے میں فرشتۂ غیب نے آواز دی کہ اُدْفِنُوْہُ وَلَا تُصَلُّوْا عَلَیْہِ فَاِنَّ اللّٰہَ قَدْ صَلّٰی عَلَیْہِ ان کو دفن کردو اور ان پر نماز مت پڑھو کہ اللہ تعالےٰ اِن پر نماز پڑھ چکا ہے ۔

کرامت۔ شہادت سے تین روز کے بعد جب آپ کی نعش دفن کرنے کیلئے جنت البقیع کو لیجارہے تھے ناگاہ پیچھے سے ایک جماعت ظاہر ہوئی۔ لوگوں پر ظالموں کا خوف طاری ہوا اور قریب تھا کہ آپکے جنازہ کو چھوڑ کر چلے جائیں۔ اس جماعت میں سے ایک شخص نے یہ آواز دی کہ ٹھیرے ہو اور مت ڈرو ہم اُن کے دفن میں شریک ہونے کے لیے آئے ہیں۔ بعض حاضرین نے کہا کہ وہ اللہ کے فرشتے تھے ۔

آپ کی باقی کرامتیں کتاب کِراماتُ الاولیا میں ہم لکھ چکے ہیں۔ اُس میں ملاحظہ فرمائی جائیں۔ آپ کی خلافت بارہ سال چند ماہ رہی۔ آپ کی شہادت بعمر بیاسی سال بروز جمعہ اٹھارہویں تاریخ ماہ ذی الحجہ ۳۵ھ میں بدست اسود زنجی سیاہ رُو واقع ہوئی ۔

حضرت امیر المومنین علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے حالات کا بیان

آپ کا انتساب[1] علم ظاہری اور باطنی اور کمالات اور مقامات میں صحبت بابرکت حضرت سید کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہے۔ حضرت ذی النورین رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے بعد آپ نے خلافت پائی۔ آپ چوتھے خلیفہ اور بعد انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام اور خلفاء ثلاثہ افضل بنی آدم ہیں۔ جب امیر المومنین عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے قضاء الٰہی سے شہادت پائی تمام اہل حل وعقد صحابہ کبار اور مہاجرین و انصار نے آپکے ہاتھ پر بیعت کی۔ کل اُمت کا اس پر

۱۔ آپ کا نسب بواسطہ جناب ابو طالب حضرت عبد المطلب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملجاتا ہے آپکی والدہ ماجدہ فاطمہ بنت اسد بن ہاشم بن عبد مناف ہیں۔ آپکا رنگ گندم گون فربہ جسم کاندھے کشادہ داڑھی چوڑی گردن شفاف صراحی دار سیاہ چشم بزرگ شکم بدن پر بہت بال تھے میانہ قد۔ آپ دس سال یا تیرہ سال یا ۱۵ سال کی عمر میں ایمان لائے ہیں آپکی اولاد میں ۱۵ لڑکے تھے۔ امام حسن۔ امام حسین۔ محسن۔ محمد اکبر۔ عبد اللہ۔ ابوبکر۔ اکبر لقب عباس۔ عثمان۔ جعفر۔ عبد اللہ۔ محمد اصغر۔ یحیٰی۔ عون۔ عمر اکبر۔ محمد اوسط۔ اور ۱۸ لڑکیاں تھیں۔ ام کلثوم کبرےٰ۔ زینب کبرےٰ۔ رقیہ۔ ام الحسن۔ رملہ کبریٰ۔ ام ہانی۔ میمونہ۔ رملہ صغرےٰ۔ ام کلثوم صغریٰ۔ زینب صغریٰ۔ فاطمہ۔ امامہ۔ خدیجہ۔ ام الخیر۔ ام سلمہ۔ ام جعفر۔ جمانہ۔ نفیسہ۔ مناقب الخلفاء ۔

اجماع ہے کہ حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ علم اور حلم اور فقر اور زہد اور ریاضت میں بعد انبیاء و خلفاء ثلثہ کے حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر قیام قیامت تک سبب علمائے آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام مستثنٰی تھے۔ آپ دلیری اور سخاوت اور فراست اور کرامت میں یکتا تھے۔ اور طریقت میں شان عظیم اور مرتبہ بزرگ رکھتے تھے ✦

آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ رَاَیْتُ مَکْتُوْبًا عَلٰی سَاقِ الْعَرْشِ اَنَا اللّٰہُ وَحْدِیْ لَآ اِلٰہَ غَیْرِیْ وَالْجَنَّۃُ مَخْلُوْقِیْ وَمُحَمَّدٌ صَفْوَتِیْ مِنْ خَلْقِیْ اَیَّدْتُہٗ وَنَصَرْتُہٗ بِعَلِیٍّ[1] میں نے ساقِ عرش پر ارشاد الٰہی لکھا ہوا دیکھا ہے کہ میں ہی ایک اکیلا خدا ہوں۔ میرے سوا کوئی اور خدا نہیں ہے جنت میری پیدا کی ہوئی ہے اور محمد میرے کل مخلوق میں چنے ہوئے ہیں۔ میں نے اُن کو علیؓ سے قوت اور مدد دی ہے ✦

نیز آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ[2] عَلٰی بَابِ الْجَنَّۃِ مَکْتُوْبٌ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ عَلِیٌّ اَخُوْ رَسُوْلِ اللّٰہِ قَبْلَ اَنْ یُّخْلَقَ الدُّنْیَا بِاَلْفَیْ عَامٍ جنت کے دروازے پر لکھا ہوا ہے کہ نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ کے اور محمد خدا کے رسول ہیں اور علیؓ برادر رسول خدا ہیں دنیا کے پیدا کئے جانے سے دو ہزار برس پہلے ✦

نیز آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ اِذَا کَانَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ نُوْدِیَ مِنَ الْعَرْشِ یَا مُحَمَّدُ نِعْمَ الْاَبُ اَبُوْکَ اِبْرَاہِیْمُ الْخَلِیْلُ نِعْمَ الْاَخُ اَخُوْکَ عَلِیُّ ابْنُ اَبِیْ طَالِبٍ جب قیامت کا دن ہوگا تو عرش سے ندا کی جائیگی کہ اے محمدؐ آپ کے باپ ابراہیمؑ اوروں کے باپوں سے کتنے اچھے ہیں! اور آپ کے بھائی علیؓ ابن ابی طالب اوروں کے بھائیوں سے کتنے اچھے ہیں ✦

اور آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ اِنَّکَ اُعْطِیْتَ ثَلٰثًا مَا اُعْطِیْتُ وَقَالَ عَلِیٌّ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَاذَا اُعْطِیْتُ قَالَ اُعْطِیْتَ صِہْرًا مِثْلِیْ وَلَمْ اُعْطَ وَاُعْطِیْتَ زَوْجَۃً مِثْلَ فَاطِمَۃَ وَلَمْ اُعْطَ وَاُعْطِیْتَ وَلَدًا مِثْلَ الْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ وَلَمْ اُعْطَ۔ اے علی تم کو تین چیزیں ایسی دی گئی ہیں جو

---

[1] اس کو حضرت امام احمد نے جابر رضی اللہ عنہ سے مناقب میں نقل کیا ہے ✦

[2] اس کو حافظ ابو سعد سمان نے شرف النبوۃ میں نقل کیا ہے ✦

مجھ کو نہیں دی گئیں۔ حضرت علیؓ نے کہا کہ اے خدا کے رسول وہ کیا چیزیں ہیں جو مجھ کو دی گئی ہیں۔ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ تم کو مجھ جیسا خسر دیا گیا ہے جو مجھ کو نہیں دیا گیا۔ اور تم کو فاطمہؓ جیسی بیوی دی گئی جو مجھ کو نہیں دی گئی۔ تم کو حسنؓ اور حسینؓ جیسے دو فرزند دئیے گئے جو مجھ کو نہیں دئیے گئے۔

مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا کہ یَا اَنَسُ اِنْطَلِقْ وَادْعُ لِیْ سَیِّدَ الْعَرَبِ یَعْنِیْ عَلِیًّا قَالَتْ عَائِشَۃُ اَلَسْتَ سَیِّدَ الْعَرَبِ قَالَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ وَعَلِیٌّ سَیِّدُ الْعَرَبِ اے انس جاؤ اور میرے پاس سردار عرب یعنی علیؓ کو بلاؤ۔ حضرت عائشہؓ نے کہا کہ یا رسول اللہؐ کیا آپ سردار عرب نہیں ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں سردار بنی آدم ہوں اور علیؓ سردار عرب ہیں۔

نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یَا مَعْشَرَ الْاَنْصَارِ اَلَا اَدُلُّکُمْ عَلٰی مَا اِنْ تَمَسَّکْتُمْ بِہٖ لَمْ تَضِلُّوْا بَعْدَہٗ قَالُوْا بَلٰی یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ ھٰذَا عَلِیٌّ فَاَحِبُّوْہُ لِحُبِّیْ وَاَکْرِمُوْہُ لِکَرَامَتِیْ فَاِنَّ جِبْرَئِیْلَ یَاْمُرُنِیْ بِالَّذِیْ قُلْتُ اے جماعت انصار کیا تم کو ایسی چیز کا پتہ بتاؤں کہ تم اس کو مضبوط پکڑ لو تو پھر ہرگز گمراہ نہ ہوں۔ انہوں نے عرض کیا کہ ہاں یا رسول اللہ ارشاد فرمائیے آپ نے فرمایا کہ یہ علیؓ ہے اس کو دوست رکھو میری دوستی کیلئے اور اس کی تعظیم کرو میری تعظیم کی غرض سے اسی طرح سے جبرئیلؑ نے مجھ سے بیان کیا ہے۔

منقول ہے۔ کہ اس آیت کریمہ کا نزول کہ وَیُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰی حُبِّہٖ مِسْکِیْنًا وَّیَتِیْمًا وَّاَسِیْرًا وہ کھانا کھلاتے ہیں مسکینوں اور یتیموں اور قیدیوں کو خدا کی محبت میں (سورۃ دھر رکوع ۱) حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کی شان میں ہے۔

کہتے ہیں کہ ایک روز آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کے مکان پر تشریف فرما ہوئے آپ نے حسن اور حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو نہایت لاغر اور کم رو دیکھا۔ آپ نے از راہِ شفقت فرمایا کہ آپ کے صاحبزادے کس قدر کمزور اور لاغر ہو گئے ہیں ان کی صحت کیلئے منت مانو۔ پس حضرت امیر المومنین اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور فضہ رضی اللہ عنہا آپ کی کنیزہ نے تین تین روزوں کی منت مانی۔ اللہ تعالیٰ نے شہزادوں کو صحت عطا فرمائی اور انہوں نے نذر ادا کی اور افطار کے لئے تین روٹیاں تیار کیں جب افطار کا وقت ہوا تو

سائل دروازہ پر آیا کہا اے اہلبیت میں بھوکا ہوں اور عاجز و مسکین ہوں حضرت امیر المومنینؓ نے اپنے حصّہ کی ایک روٹی اُس کو دے دی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے بھی اپنے حصّہ کی روٹی اس کو دے دی۔ اور فضہ نے بھی اپنے حصّہ کی روٹی اُس کو دے دی۔ دوسرے دن پھر روزہ رکھ لیا۔ اور افطار کے وقت ایک یتیم دروازہ پر آیا شب گذشتہ کی طرح اس رات کو بھی ہر ایک نے اپنے اپنے حصّہ کی روٹی اُس کو دے دی۔ اور پھر تیسرے دن بھی روزہ رکھ لیا افطار کے وقت ایک قیدی[۱] بھی دروازہ پر آیا اور سوال کیا۔ ہر ایک نے اپنے اپنے حصّہ کی روٹی اس کو دے دی۔ پس آیت مذکورہ بالا نازل ہوئی +

حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ کی بزرگیاں آفتاب سے بڑھ کر ظاہر ہیں آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا کے بیٹے آپکے داماد تھے آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپکے والدین کے زیر پرورش اور تربیت پائی آپ حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کے والد اور حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے شوہر ہیں۔ آپ صحابہ کرام میں زیادہ شجیع اور زیادہ عالم اور زیادہ زاہد تھے اور قبل نبوّت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی کبھی آپکے دل پر کفر اور شرک کا خطرہ نہیں گذرا۔ علم نحو اور حساب آپنے ایجاد کیا۔ آپ کو حیدر اس لئے کہتے ہیں کہ جب آپ پیدا ہوئے۔ تو دودھ نہیں پیتے تھے۔ بلکہ ناخن مارتے تھے۔ اتنے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے۔ اور چاہا کہ آپ کو گود میں لیں اور بوسہ دیں۔ آپ کی والدہ نے کہا کہ اے محمدؐ اس کو بوسہ مت دو کیونکہ یہ حیدر ہے ناخن مارتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کی بات سُنی اور آپ کا بوسہ لیا اور لعاب دہن مبارک آپکے منہ میں ڈالا۔ پہلی چیز جو حضرت امیرؓ کے مُنہ میں گئی وہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کا لعاب دہن تھا۔ اور آپ کو کرم اللہ وجہہٗ اس لئے کہتے ہیں کہ آپ اپنی والدہ کے شکم میں تھے (حسب عادت عرب) جب آپکی ماں کسی بُت کو سجدہ کرنا چاہتیں تو آپ شکم مادر میں ایسا لپٹ جاتے تھے کہ وہ سجدہ نہ کر سکتی تھیں۔ اللہ نے آپ کو مکرم کیا۔ کہ جب آپ شکم مادر میں تھے تو ماں آپ کی کسی بت کو سجدہ نہ کر سکیں +

کرامت۔ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالٰے عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب میرے باپ امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہٗ نے وفات پائی میں نے سُنا کہ کوئی کہنے والا کہتا ہے

[۱] سابقہ زمانہ میں دستور تھا کہ شام کے وقت قیدی نگہبانوں کے ساتھ بھیک مانگنے کیلئے جایا کرتے تھے +

کر باہر چلے جاؤ۔ اور اس بندۂ خدا کو ہمارے لئے چھوڑ دو۔ مَیں باہر چلا گیا۔ گھر میں سے ایک آواز آئی کہ محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام گذر گئے اور ان کا بھائی شہید ہوا۔ اب اُمت کی نگہبانی کون کریگا۔ دوسرے نے کہا کہ جو شخص اُن کی سیرت اختیار کریگا۔ اور اُن کی پیروی کریگا۔ جب وہ آواز ساکن ہو گئی تو ہم اندر گئے۔ ہم نے آپ کو غسل دیا ہوا اور کفن میں لپٹا ہوا پایا۔ ہم نے آپ کی نماز پڑھی اور آپ کو دفن کر دیا۔

کرامت۔ مروی ہے کہ حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کی قبر کو زمین کے برابر کر دیا گیا تھا۔ اور وہ چھپ گئی تھی۔ ایک روز خلیفہ ہارون رشید شکار کرتے ہوئے صحرا غزنین میں پہنچے دیکھا کہ کالے ہرن چر رہے ہیں۔ ہر چند کہ بجو اور کتے اُن پر شور کر رہے ہیں۔ مگر وہ اُن کے پاس نہیں آتے خلیفہ نے غزنین کے بعض بوڑھوں کو طلب کر کے اُس کا سبب دریافت کیا۔ اُنہوں نے کہا کہ ہم نے اپنے باپ دادا سے ایسا سُنا ہے۔ کہ امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کی قبر یہیں[1] ہے۔ ہارون رشید نے اس کو قبول کیا۔ اور تازیست وہ ہر سال زیارت کے لئے آیا کرتا تھا۔

کرامت۔ علی بن الحسین یعنی امام زین العابدین رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے مروی ہے کہ ابراہیم ہشام الحراق والی مدینہ ہم کو ہر جمعہ مسجد میں لا کر منبر کے پاس بٹھایا کرتا تھا۔ اور حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ تعالےٰ وجہہ کے بارہ میں جھگڑے کی باتیں کرتا اور آپ کی شان میں بُرا بھلا کہتا تھا۔ ایک جمعہ کو وہ جگہ لوگوں سے بھر گئی تھی۔ مَیں منبر سے علیحدہ ایک طرف کو لیٹ کر سو گیا۔ مَیں نے خواب میں دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک میں شگاف پیدا ہوا اور اُس میں سے ایک شخص سفید لباس پہنے ہوئے باہر آئے۔ اور مجھ سے کہنے لگے۔ اے عبداللہ کیا تجھ کو اس مردک (والی) کی گفتگو غمگین نہیں کرتی۔ مَیں نے کہا ہاں غمگین کرتی ہے۔ بولے اپنی آنکھوں کو کھول کر دیکھ کہ خدائے غالب اُس کے ساتھ کیا کرتا ہے۔ جب میری آنکھ کھُلی تو وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ذکر کر رہا تھا۔ یکایک منبر سے گرا اور مر گیا۔

کرامت۔ مروی ہے کہ ایک نیک مرد نے کسی رات قیامت کو خواب میں دیکھا

---

[1] بعض مقامات پر ظہور کرامات حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہوا ہے وہاں آپ کے نام کا چلّہ بنایا گیا ہے جیسے غزنین میں کابل میں درگاہ سخی مرداں حیدرآباد میں کوہ مولا۔ در اصل آپ کی قبر شریف نجف شریف میں ہے۔

کہ ساری خلقت کو ایک جگہ جمع کیا گیا ہے۔ مَیں پل صراط کے پاس گیا اور آگے بڑھا کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حوض کوثر کے کنارہ پر تشریف فرما ہیں اور جناب امام حسین رضؓ لوگوں کو پانی دے رہے ہیں۔ مَیں بھی اُن کے رُوبرُو گیا۔ کہ مجھ کو بھی پانی دیں۔ مگر دیا نہیں مَیں نے کہا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حضرت حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے فرمائیے کہ مجھے بھی پانی دیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تجھ کو پانی نہیں دینگے کیونکہ تیرے پڑوس میں ایک ایسا شخص ہے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بُرا کہتا رہتا ہے۔ تو اس کو منع نہیں کرتا۔ پس آپ نے برہنہ چھُری میرے ہاتھ میں دی اور فرمایا کہ جا اس کو قتل کر۔ مَیں نے چھُری سے اس شخص کو قتل کیا اور واپس آیا اُس وقت آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا۔ کہ اے حسینؓ اس کو پانی پلاؤ۔ مَیں نے امام حسین رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے پانی لیا لیکن یہ مجھ کو یاد نہیں کہ مَیں نے پیا یا نہیں۔ مَیں اس ہولناک خواب سے بیدار ہُوا تھوڑی دیر نہیں گذری تھی کہ شہرت ہوگئی کہ فلاں شخص کو کسی نے اُس کی خوابگاہ میں قتل کر دیا +

آنحضرت رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی باقی کرامتوں کو کتاب "کرامات الاولیا" میں مَیں نے نقل کیا ہے اُس میں ملاحظہ فرمائی جائیں +

آپ کی ولادت خانہ کعبہ میں جمعہ کے دن تیرھویں ۱۳ یا ستائیسویں شعبان کو ہوئی۔ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت آپ پندرہ سال کے تھے بعض کے نزدیک تیرہ سال کے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ دس سال کے بعضوں نے نو اور سات سال بھی کہا ہے۔ مگر پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔ آپ کی عمر شریف کے متعلق چار قول یعنی ترسٹھ ۶۳ پینسٹھ ۶۵ ستاون ۵۷ اٹھاون ۵۸ سال ہیں۔ ان میں سے پہلا قول صحیح تر ہے تاریخ سترہویں ۱۷ ماہ رمضان سنہ ۴۰ ہجری بمقام کوفہ عبدالرحمٰن ابن ملجم نے کہ جعلہ اللہ تعالیٰ مُلجماً بلجامٍ مِنَ النّار (اللہ تعالےٰ اُس کو آگ کا لگام لگائے) آپ کو زخمی کیا اور اُنیسویں ۱۹ ماہ مذکور شب یکشنبہ میں اور بعضوں کے نزدیک اکیسویں ۲۱ اور بعض کے پاس چوبیسویں ۲۴ شب جمعہ میں آپ کی شہادت ہوئی۔ مگر اکیسویں تاریخ اصح ہے آپکی قبر شریف نجف اشرف میں ہے +

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات

علم باطن میں آپ کا انتساب باوجود صحبت حضرت خیر البشر علیہ علےٰ آلہ الصلوٰۃ والتسلیمات حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے ہے۔ آپ کو صحبت حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے بھی رہی ہے۔ آپ زمانہ شباب ہی سے دین حق کی طلب میں کوشاں تھے اس لئے آپ یہود و نصاریٰ اور دوسرے مذاہب کے علماء کے پاس آتے جاتے تھے۔ اور اس طلب میں جو سختیاں آپ کو پہنچیں آپ نے ان پر صبر کیا۔ یہاں تک کہ اس راستہ کے سلوک میں دس شخصوں کے پاس یکے بعد دیگرے آپ کو فروخت کیا گیا۔ آخر الامر نوبت بخواجۂ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام پہنچی۔ کہ حضرت نے آپ کو قوم یہود سے قیمتاً خرید فرمایا۔

منقول ہے کہ حضرت رضی اللہ عنہ کے اقربا حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور درخواست کی کہ سلمان ہم کو لوٹا دئے جائیں۔ آپ نے سلمانؓ کو اختیار دیا سلمان نے صحبت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار کیا۔

تفسیر ابو القاسم میں مذکور ہے کہ جب زیادہ حصہ قرآن کا نازل ہو گیا۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرآن مجید کو متعدد مقامات پر روانہ کیا۔ جب فارس میں پہنچا۔ تو فارسیوں نے قرآن کو سینہ پر رکھا۔ اور مسلمان ہوئے اور سلمان فارسی اور دُلدُل اور ماریہ قبطیہ کنیز کو تحفوں اور ہدیوں کے ساتھ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں روانہ کیا۔ اور جب قرآن مجید ترکوں کے پاس پہنچا۔ تو ترکوں نے قرآن مجید کو سر پر رکھا اور ہدیے اور تحفے حضرت کے پاس روانہ کئے۔ جب یہ تمام حالات بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کئے گئے۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ فارسی مقبول دل اور صادق سینہ والے ہو گئے۔ اور ترک سردار ہو گئے۔ الحاصل محبت اور اخلاص سلمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا خاندان مقدس نبوی سے اس حد تک پہنچا تھا کہ سید کونین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی زبان گوہر فشان سے یہ مضمون عنایت مشحون ارشاد فرمایا کہ سَلْمَانُ مِنَّا اَهْلَ الْبَيْتِ سلمان میری اہل بیت سے ہے۔

شیخ الموحدین محی الدین ابن عربی قدس سرہٗ نے اس حدیث سے سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی بے گناہی اور پاکی کا استدلال فرمایا ہے اور ایک مقام پر اپنی کتاب فتوحات مکیہ میں تحریر

وبایا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَلْمَانُ مِنَّا اَھْلَ الْبَیْتِ وَشَھِدَ اللّٰہُ لَھُمْ بِالتَّطْھِیْرِ وَذِھَابِ الرِّجْسِ مِنْھُمْ لِقَوْلِہٖ تَعَالٰی اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا آحضرت رسول اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا سلمان ہم سے ہے اور ہمارے اہل بیت میں داخل ہے۔ اور اللہ تعالٰے نے اہلبیت کو پاک کرنے اور اُن سے برائیوں کے بیجانے کی شہادت دی بموجب آیہ شریف اے اہلبیت اللہ تعالٰے چاہتا ہے کہ تم سے معصیت کی پلیدی کو دُور رکھے اور تم کو بالکل پاک اور مطہر کردے ؎

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے اپنی سند سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کیا ہے کہ اس حدیث کا کہ سلمان ہمارے اہلبیت میں داخل ہے اخیر وہ ہے جو کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مَوْلَی الْقَوْمِ مِنْھُمْ قوم کا غلام قوم میں داخل ہوتا ہے پس پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ حدیث شہادت ہے سلمان کی طہارت اور عصمت پر کیونکہ اگر وہ پاک اور مقدس نہ ہوتے تو اہل بیت میں کس طرح سے شامل ہو جاتے۔ اور بمجرد اضافت کیسے عنایت الٰہی میں داخل ہو جاتے۔ اب اہل بیت (علیہم الرضوان) کی نسبت آپ کا کیا خیال ہے۔ اور یہ بات دلالت کرتی ہے اس امر پر کہ خدائے پاک نے اہلبیتؓ اور جناب سلمان کو اس آیت میں بھی حضرت پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کا شریک بنایا ہے یعنی چاہتا ہے اللہ تعالٰے لِیَغْفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ بخش دے تمہارے گناہوں کو جو گذر چکے ہیں اور آیندہ گزریں۔ پس اہل بیت پاک کئے ہوئے اور بخشے ہوئے ہیں حق سبحانہٗ تعالٰے کی خاص عنایتوں سے اور پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے شرف کی وجہ سے اہل بیت کا یہ شرف کر وہ بخشے ہوئے ہیں قیامت میں ظاہر ہوگا حضرت سلمان رضی اللہ عنہ بموجب نص قطعی و خبر صحیح اہل بیت میں داخل ہیں بلا کسی غبار و شک و شبہ کے ہم امید رکھتے ہیں کہ تمام اولاد حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت سلمان رضی اللہ عنہ بھی اس عنایت بے غایت میں شامل ہونگے۔ حضرت سلمانؓ جنگ خندق میں دو بدو خدمت آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ میں حاضر ہوئے۔ آپ اصحاب صفہ میں سے ہیں اور ان اصحابیوں میں سے ایک صحابی ہیں جن کے لئے بہشت مشتاق ہے امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے آپ کو مدائن کا والی (حاکم) بنایا اور پانچہزار درہم سالانہ

بیت المال سے آپ کے لئے مقرر کر دئے آپ یہ رقم لیکر فقیروں کو دیدیتے اور خود زنبیل بنکر اپنا خرچ چلاتے۔ آپ کے پاس ایک کمبل اونٹ کے بالوں کا بنا ہوا تھا۔ آپ دن میں اُس کو پہنتے۔ اور رات کو اس کو اوڑھ لیتے۔ اور بارہ مہینے آپ جہاد کرتے بکریوں کے اُون کو صاف کرکے اس کی رسیاں بُنتے۔ اور چمڑے جمع کرتے رہتے۔ اگر جنگل میں کسی کو رسی یا زنبیل کی ضرورت ہوتی تو اُس کو دیدیتے تھے۔

کہتے ہیں کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آپ بازار میں جا رہے تھے۔ ایک شخص نے بہت سے سیب خریدے اور وہ مزدور کی تلاش میں تھا کہ ان کو اُٹھوا کر اپنے گھر لیجائے اس درمیان میں اس نے حضرت سلمان کو کمبل پہنے ہوئے دیکھا اور سمجھا کہ آپ مزدور ہیں آپ کو آواز دی کہ ہمارے سیب اٹھا کر ہمارے گھر تک پہنچا دو۔ حضرت سلمان ؓ نے سیب اُٹھا لئے اور یہ نہیں کہا کہ میں امیر ہوں۔ تھوڑی دُور چلنے پائے تھے کہ کوئی شخص راہ میں مل گیا۔ اُس نے کہا کہ اللہ اچھا رکھے۔ امیر کو کیا سبب ہے جو آپ نے سیب کا پشتارہ اپنی پشت پر اُٹھا لیا۔ اُس وقت وہ سمجھا کہ آپ ہیں۔ پس فوراً آپ کے قدموں پر گر پڑا اور آپ سے معافی چاہی۔ آپ نے فرمایا کہ تو نے مجھ کو گھر تک لیجانے کے لئے اپنے دل میں ارادہ کیا تھا۔ پس جب تک کہ تیرے گھر تک نہ لیجاؤنگا نہ جاؤنگا۔

مروی ہے کہ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے قبیلہ بنی کندہ کی ایک عورت سے شادی کی تھی جس سے دو لڑکے پیدا ہوئے۔ اور بہت کچھ آپ کی نسل چلی۔ چنانچہ اُس ملک میں اب تک آپ کی نسل موجود ہے۔ اور سب اہل علم اور صاحب کمال ہیں اور یہ جو مشہور ہے کہ آپ مجبوب تھے۔ اور آپ نے شادی نہیں کی غلط ہے۔ آپ کے وصال کے وقت بہت لوگ آپکی عیادت کے لئے پہنچے۔ آپ کو دیکھا کہ رانوں پر ہاتھ رکھے ہوئے شور و فریاد کرکے زار و زار رو رہے ہیں۔ انہوں نے آپ سے پوچھا کہ آپ کیوں روتے ہیں۔ آپ نے کہا کہ میری گریہ وزاری موت کے خوف سے نہیں ہے۔ اور نہ دنیائے دُنی کی آرزو کی وجہ سے ہے نہیں نہیں بات یہ ہے کہ حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے عہد کیا تھا۔ کہ اگر تو بروز قیامت مجھ کو دیکھنا اور مجھ تک پہنچنا چاہتا ہے۔ تو دنیا سے دُور ہو اور اس طرح جا جس طرح سے میں جاتا ہوں۔

اور اب میں دنیا سے رخصت ہوتا ہوں اس وقت میرے پاس بہت کچھ مال و اسباب

موجود ہے۔ ایسا نہ ہو کہ میں آپ کے جمال جہاں آرا سے محروم رہوں۔ حالانکہ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کے پاس اس وقت سوائے ایک تغارہ اور ایک بدہنے اور ایک پالان اور ایک پوستین اور ایک کمبل کے اور کچھ نہ تھا۔ آپ کی عمر بعض روایت میں ہے کہ دو سو پچاس سال کی ہوئی اور بعض میں تین سو پچاس سال ہے۔ بہرحال ۳۳ھ ہجری مدائن میں آپ نے رحلت فرمائی۔ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ ایک رات میں مدینہ سے مداین کو تشریف لے گئے۔ اور آپ کو غسل دیکر اوسی شب مدینہ طیبہ کو واپس تشریف لے آئے۔

حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ کے حالات

علم باطن میں آپ کا انتساب حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالے عنہ سے ہے آپ نے اپنے جد بزرگوار کی نعمت بطور مریدی اور ہدایت آپ ہی سے حاصل فرمائی حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالے عنہ سے بھی آپ کو صحبت رہی ہے اسی طرح حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی نسبت بھی آپ نے حاصل فرمائی۔ آپ کبار تابعین میں سے ہیں اور آپ مدینہ کے مشہور سات فقہا میں سے ہیں۔ آپ امام زمانہ اور یکتائے عصر تھے آپ صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت سے ملے اور ان سے روایت کی ہے اور بہت سے تابعین نے آپ سے روایت کی ہے یحیٰی بن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ ہم نے کوئی شخص ایسا نہیں دیکھا جس کو قاسم بن محمد پر فضیلت دے سکیں۔ مالک بن انس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں۔ کہ قاسم اس اُمت کے سات فقہا میں سے تھے۔ محمد بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہما روایت کرتے ہیں کہ کسی شخص نے قاسم رضی اللہ تعالے عنہ سے پوچھا کہ آپ زیادہ عالم ہیں یا سالم بن عبداللہ بن عمر الخطاب رضی اللہ عنہ۔ آپ نے کہا سالم مبارک مرد ہیں۔ آپ کا ارادہ تھا کہ سالم کو اعلم کہیں مگر اس لئے نہ فرمایا کہ جھوٹ نہ ہو جائے۔ اور یہ بھی نہیں فرمایا کہ میں اعلم ہوں تاکہ نفس میں خودی نہ پیدا ہو حضرت قاسم رضی اللہ تعالے عنہ امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کے خالہ زاد بھائی ہیں۔ آپ کی ماں یزدجرد شہریار کی لڑکی تھی۔ جو عجم کا آخری بادشاہ تھا۔ آپ کے سن وفات میں اختلاف ہے۔ ہمارے نزدیک معتبر روایت یہ ہے کہ سنہ ۱۰۱ ہجری

میں آپ نے وفات پائی۔ اور آپ کی عمر ستتر[1] یا بیاسی[2] سال کی ہوئی ؂

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے حالات

علم باطن میں آپ کا انتساب آپ کے نانا قاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ سے بھی ہے۔ نیز آپ کے والد ماجد امام محمد باقر رضی اللہ عنہ سے اور ان کا انتساب اُن کے والد ماجد سید الشہدا امام حسین رضی اللہ عنہ سے اُن کا انتساب اُن کے والد ماجد حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے ہے ؂

قدس سرہ امام جعفر صادق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا کہ وَلَدَنِي اَبُوْبَكْرٍ مَرَّتَيْنِ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے میں دو بار پیدا ہوا، (۱) پہلی ولادت ظاہری کہ میرے نانا قاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق ہیں (۲) دوسری ولادت معنوی کہ علم باطن بھی میں نے اپنے نانا سے پایا ہے۔ آپ کی اسی سچی گفتگو کی وجہ سے آپ کا لقب صادق تھا جس طرح کہ آپ کے جدِ مادری کا لقب صدیق رضی اللہ عنہ تھا ؂

اور وہ اُن کو حضرت سید اولاد آدم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے رفتہ رفتہ پہنچا تھا جو کہ جبرئیل علیہ السلام خدائے تعالےٰ کے پاس سے لائے تھے۔ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سادات اہل بیت سے ہیں۔ آپ نے اپنے والد ماجد اور اپنے نانا قاسم بن محمد رضی اللہ عنہما اور نافع اور عطا اور محمد بن منکدر اور زہری وغیرہ سے احادیث نقل کی ہیں۔ اور آپ سے اور آئمہ اسلام نے جیسے امام ابو حنیفہ رح اور یحییٰ بن سعید انصاری رح اور ابن جریح۔ اور امام مالک اور محمد بن اسحاق اور آپ کے صاحبزادے حضرت موسیٰ بن جعفر اور سُفیان ثوری رح سُفیان بن عنیہ اور ان کے سوا اوروں نے آپ سے روایت کی ہے۔ آپ کی امامت اور بزرگی اور سیادت پر رضی اللہ تعالےٰ عنہ۔ جمہور کا اتفاق ہے عمر بن المقدام رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے کہا ہے۔ کہ جب میں حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کو دیکھتا تھا۔ تو مجھے معلوم ہوتا تھا کہ آپ سلالۂ انبیا سے ہیں۔ آپ کے اخلاق حسنہ اور ہمتِ ظاہری و اشارات لسانی تفسیر قرآنی سے ظاہر ہیں۔ بلکہ آپ کے اشاراتِ جمیلہ اور اسرار جلیلہ تمام علوم میں موجود ہیں۔ اور کلام کی باریکی اور معانی کی بلندی میں مشائخ عظام میں آپ کی بڑی شہرت ہے۔ طریقہ صوفیہ میں آپ کی کئی کتابیں ہیں۔ کہتے ہیں کہ طبقہ مشائخ صوفیہ کا علم مختص ہے

قرن اوّل اور دوم اور سوم امام جعفر صادق رضؓ تک ہے۔ آپ کے بعد اس کو حاصل ہوا
جس نے فقراکی صحبت اختیار کی۔ آپ اپنے تمام ہمعصروں میں اہل بیت سے فائق تھے۔
اور آنحضرت رضی اللہ تعالےٰ عنہ صاحب زہد کامل بڑے متقی تھے۔ اور شہوات اور لذتیں سے
پوری طرح سے بچنے والے تھے۔ اور نہایت ہی باادب تھے مدینہ سکینہ میں ایک مدت
تک اقامت گزیں رہے۔ اور اپنے علوم کا فیض اور فائدہ اپنے شاگردوں کو پہنچاتے
رہے۔ پھر آپ عراق میں تشریف لائے۔ اور ایک مدت تک مقیم رہے۔ آپ نے کبھی
امامت کی خواہش نہ فرمائی اور نہ کسی سے امر خلافت میں نزاع کی۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ جو
شخص دریائے معرفت میں ڈوب جاتا ہے۔ اس کو ایک جَو برابر طمع نہیں ہوتی۔ اور جو شخص حقیقت
کے زینوں پر عروج کرتا ہے وہ حجاز کے گڑھوں کی کبھی خواہش نہیں کرتا۔ ہمارے حضرت
قدس سرہٗ نے لکھا ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے یہ نسبت سلمان فارسی کو پہنچی۔
اور راہ دروی سے مقصود تک پہنچے۔ پھر یہی نسبت بعینہٖ حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکر
الصدیق رضؓ کو پہنچی۔ پھر حضرت قاسم رضؓ سے امام جعفر صادق رضؓ کو حاصل ہوئی حضرت امام قاسم رضؓ
امام جعفر صادق رضؓ کے نانا تھے۔ چونکہ حضرت امام نے اپنے آباءِ کرام سے نور لیا تھا۔
اور یہ نسبت سلوک خانی سے مناسبت رکھتی تھی۔ بعد حاصل کرنے جذبہ کے سلوکِ فوقانی
کے طے کرنے کے لئے مقصد تک پہنچ گئے۔ اور دونوں نسبتوں کے جامع ہو گئے پھر
یہ نسبت حضرت امامؒ سے بطریق امانت سلطان العارفین کو روحانیت کے رستہ سے جو
اویسیوں کا طریقہ ہے پہنچی گویا اوس نورِ ودیعت کو اُن کی پشت میں امانت رکھا گیا تھا
تاکہ اُسے اُس کے اہل کو پہنچا دیں۔ مگر توجہ سلطان العارفین کا رُخ دوسری طرف ہے۔
اس امانت کو اُٹھانے سے پہلے اس نسبت کے ساتھ کوئی تعلق مفہوم نہیں ہوتا ہے۔
پھر بھی یہ نسبت شرح مذکور کے ساتھ بعینہٖ سلطان العارفینؒ سے شیخ خرقانیؒ کو پہنچی
اور اُن سے شیخ بو علی فارمدیؒ کو اور اُن سے خواجہ یوسف ہمدانیؒ کو بطریق امانت
پہنچی۔ حضرت خواجہ یوسف کے بعد یہ نسبت اُس کے اہل یعنی حضرت خواجہ عبدالخالق
غجدوانیؒ کو پہنچی جو سلسلۂ خواجگان کے پیر حلقہ ہیں۔ اس وقت یہ نسبت جذبہ اور سلوک
فوقانی کے رستہ سے (جو حضرت امامؒ کا خاصہ تھا) پھر میدان ظہور میں آئی۔ اور
از سرِ نو اس نسبت کو تازگی پہنچی۔ آپ اس مقام سے عروج فرما کر مقامِ صدیقیت تک

پہنچے اور کمال و تکمیل کا درجۂ علیا حاصل کیا۔ باوجودیکہ آپ بارہ اقطاب کے رئیس تھے۔ پیر مشائخ سلسلہ پر جذبہ حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی قدس سرہٗ نے اس نسبت کی انتہا کو یادداشت سے تعبیر کیا ہے۔ حضرت خواجہ عبدالخالق کے بعد زمانہ حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہٗ تک اس سلسلہ کے مشائخ جذبہ سے غیب تک راہ دروتی اور سیر آفاقی سے متوجہ مقصود تک ہو کر اپنی اپنی استعدادوں کے بموجب حصہ پاتے رہے ہیں۔ جب خواجہ نقشبند کا زمانہ ظہور پہنچا تو حضرت خواجہ عبدالخالق نے آپ کو روحانیت کے ذریعہ سے تعلیم کی اور یہی نسبت بعینہٖ جذبہ و سلوک حضرت خواجہ نقشبند تک منتقل ہو کر درجہ کمال کو پہنچی۔ آپ کے خلفا میں سے حضرت خواجہ علاؤالدین عطار اور حضرت خواجہ محمد پارسا قدس اللہ اسرارہم اس نسبت کو حاصل کر کے آپ کی تربیت سے مشرف ہوئے ✤

قدسیہ ۸۔ حضرت امام نے کہا ہے کہ عارف غیر سے کنارہ کش ہو جاتا ہے اور اسباب کو منقطع کر دیتا ہے۔ کیونکہ اُس کی خدا سے معرفت اوروں سے عین نکرت ہے عارف ماسواء حق سے چھوٹا ہوا اور حق سے ملا ہوا رہتا ہے۔ عارف کے باطن میں غیر حق کی مطلقاً وقعت باقی نہیں رہتی۔ جو عارف کو اپنی طرف متوجہ کر سکے ✤

قدسیہ۔ نقل کرتے ہیں کہ داؤد طائی قدس سرہٗ حضرت امام کی خدمت میں آئے اور عرض کی کہ اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے مجھ کو کچھ نصیحت فرمائیے کہ میرا دل جاتا رہا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اے ابا سلیمان تو خود اپنے زمانہ کا عابد اور زاہد ہے تجھ کو میری نصیحت کی کیا حاجت۔ داؤد طائی علیہ الرحمۃ نے کہا کہ اے سلالۂ اولاد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی بزرگی تمام عالم کے نزدیک مسلّم ہے اور آپ کی نصیحت پر عمل سب کے لئے لازم۔ آپ نے فرمایا کہ اے ابا سلیمان میں اس امر سے خوف عظیم رکھتا ہوں۔ کہ میرے دادا حضرت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم میرا گلہ کریں کہ کیوں تو میری پیروی بجا نہیں لایا۔ کیونکہ یہ کام نسب کی شرافت اور اعلےٰ خاندانی پر منحصر نہیں ہے۔ بلکہ درگاہ حق تعالےٰ میں عمل کی پسندیدگی معتبر ہے حضرت داؤد زار زار روئے اور فریاد کر کے کہنے لگے۔ کہ اے خدا جس کی طینت کا خمیر انوار نبوت سے ہے اور جس کی طبیعت کی ترکیب آثار رسالت سے ہوئی ہے۔ اور جن کے دادا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور ماں بتول رضی اللہ تعالےٰ عنہا ہیں وہ خود اس میں حیران ہیں تو داؤد کس شمار میں ہے۔ جو اپنے حال کو اچھا سمجھے ✤

قد سیرہ۔ آپ نے فرمایا ہے کہ لَا تَصِحُّ الْعِبَادَۃُ اِلَّا بِالتَّوْبَۃِ تَقَدَّمِ التَّوْبَۃَ عَلَی الْعِبَادَۃِ عبادت بغیر توبہ کے درست نہیں ہو سکتی۔ اللہ تعالےٰ نے توبہ کو عبادت پر مقدم کیا ہے کہ ارشاد فرمایا اَلتَّائِبُوْنَ الْعَابِدُوْنَ توبہ مقامات کی ابتدا ہے اور عبودیت درجات کی انتہا +

قد سیرہ۔ آپ کے بارہ میں بیان کیا گیا ہے کہ ایک بار آپ اپنے موالی کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے! اور اُن کو کہہ رہے تھے کہ آؤ ہم سب ملکر متابعت کریں اور اس بات کا معاہدہ کریں کہ جو شخص ہم میں سے قیامت میں نجات پا جائے وہ اور سب کی شفاعت کرے اُنہوں نے کہا کہ اے ابن رسول اللہ آپ کو ہماری شفاعت کی کیا حاجت۔ آپکے جدِ امجد تمام مخلوقات کے شفاعت کرنیوالے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ مَیں اپنے اعمال اور افعال سے شرم رکھتا ہوں کہ جدِ امجد سے شفاعت کی استدعا کروں +

قد سیرہ۔ سُفیان ثوری قدّس سرّہٗ نے آپ سے وصیت کی درخواست کی آپ نے فرمایا کہ اے سُفیان دروغ گو آدمی میں مروّت نہیں ہوتی۔ اور حاسد کو راحت میسّر نہیں ہوتی۔ اور بد خُلق میں مروّت نہیں ہوتی۔ اور بادشاہوں میں اخوت نہیں ہوتی۔ سُفیان نے کہا کچھ اور ارشاد فرمائیے۔ آپ نے فرمایا کہ اے سُفیان خدا کی حرام کی ہوئی چیزوں سے محترز ہو تاکہ عابد بن سکو۔ اور خدا نے جو مقسُوم میں رکھا ہے اس پر راضی ہو تاکہ مسلمان بن سکو۔ بدکار آدمی سے صحبت مت رکھو۔ ورنہ بدکاری تم پر غالب ہو جائیگی اور اپنے کاموں میں ان لوگوں سے مشورہ کرو۔ جو اللہ تعالےٰ کی اچھی طرح فرمانبرداری کرتے ہیں۔ سفیان رحؒ نے کہا کچھ اور ارشاد فرمائیے آپ نے فرمایا اے سفیان! جو شخص بلا توسط قبیلہ اور خاندان کے خواہانِ عزّت اور بغیر دبدبہ جتلائے رعب کا طالب ہو تو وہ معصیت کی ذلتوں سے نکل کر اطاعت کی عزّتوں کی طرف آ رہا ہے۔ سُفیان رضؓ نے کہا کچھ اور فرمائیے آپ نے کہا کہ اے سُفیان! جو شخص مصاحبِ بد کی صحبت رکھتا ہے وہ سلامت نہیں رہتا اور جو شخص بُرے رستہ میں چلتا ہے وہ بدنام ہو جاتا ہے۔ اور جو شخص اپنی زبان محفوظ نہیں رکھتا ہے۔ وہ پشیمانی اُٹھاتا ہے +

قد سیرہ ایسی معرفت جس سے حق سُبحانہٗ کے ساتھ مراقبہ کی ہمیشگی ملی ہوئی نہ ہو وہ جہالت ہے۔ اور وہ محبت جس سے موافقت کی ہمیشگی ملی ہوئی نہ ہو دھوکا اور استدراج ہے

قدسیہ۔ جو شخص حق سُبحانہٗ تعالےٰ کے ساتھ محبّت رکھتا ہے مخلوق سے تنہائی اختیار کرتا ہے۔ اور جو شخص حق کے ساتھ موافقت کرتا ہے وسوسے اس کی بربادی کے لئے کوشش کرتے ہیں +

قدسیہ۔ بہت سی نافرمانیاں ایسی ہیں جو بندہ کو خدا سے قریب کرتی ہیں اور بہت سی طاعتیں ایسی ہیں جو بندہ کو خدا سے دُور کر دیتی ہیں۔ کیونکہ اطاعت کرنیوالا خود پسند عاصی ہے۔ اور نادم گنہگار طاعت گذار ہے +

قدسیہ۔ آپ نے فرمایا کہ اگر کسی کو کوئی تکلیف پہنچے اور اُس کو غمگین کر دے تو پانچ بار رَبَّنَا رَبَّنَا کہنا چاہیئے۔ حق سُبحانہٗ تعالےٰ اُس کو اُس غم سے نجات دیگا۔ اور جو کچھ وہ مانگے اُس کو ملیگا۔ پھر آپ نے اس آیت کو پڑھا اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الخ یہ لوگ ہمیشہ رَبَّنَا رَبَّنَا کہتے تھے۔ یہاں تک کہ اُن کی دُعا قبول ہو گئی +

قدسیہ۔ ایک روز امام جعفر صادق رضی اللہ تعالےٰ عنہ بیٹھے ہوئے تھے اور آپ کے داہنے اور بائیں جانب بہت سے درویش تھے اس اثنا میں بعض اُمرا وارد ہوئے۔ آپنے اُن کو اپنے سامنے بٹھایا۔ اِس پر بعض لوگوں نے آپ پر اعتراض کیا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ لوگ حق کی طرف لیجانے والے ہیں۔ اگر رعیت اپنے بادشاہ کے سامنے بیٹھے تو کچھ حرج نہیں ہے +

قدسیہ۔ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ عاقل کون ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ وہ شخص عاقل ہے جو بھلائی اور برائی میں تمیز کرے۔ آپنے فرمایا کہ چوپائے بھی تمیز کرتے ہیں۔ مارنے والے اور چارہ دینے والے میں۔ امام ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ نے آپ سے پوچھا کہ آپکے نزدیک کون عاقل ہے۔ آپنے فرمایا کہ جو تمیز کر سکے دو بھلائیوں اور دو برائیوں میں۔ تاکہ دو بھلائیوں میں سے بہتر بھلائی اختیار کر سکے۔ اور دو برائیوں میں سے بدتر برائی رد کرے +

قدسیہ۔ ایک شخص آپکے پاس آیا اور کہا کہ مجھے اللہ تعالےٰ کا دیدار دکھائیے آپ نے فرمایا کہ تو نے نہیں سُنا کہ موسٰے کو لَنْ تَرَانِیْ کہا گیا تھا۔ اُس نے کہا کہ یہ ملّتِ محمدی صلے اللہ علیہ وسلم ہے۔ ایک فریاد کرتا ہے کہ میرے دل نے میرے خدا کو دیکھا۔ اور دوسرا شخص نعرہ مارتا ہے کہ مَیں ایسے پروردگار کی عبادت ہی نہیں کرتا ہوں۔ جس کو

میں نہ دیکھ رہا ہوں۔ امام جعفر صادق رضی اللہ تعالٰے عنہ نے فرمایا کہ اس شخص کو باندھ کر دجلہ میں ڈال دو۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ پانی اس نیچے لیگیا۔ اور پھر پانی نے اس کو اوپر پھینک دیا۔ اُس نے فریاد کی۔ یَا ابْنَ رَسُوْلَ اللّٰہِ اَلْغِیَاث اَلْغِیَاث اے فرزند رسول خدا فریاد ہے فریاد۔ آپ نے فرمایا کہ اے پانی پھر نیچے لے جا۔ پانی اُس کو نیچے لیجاتا۔ اور پھر اوپر پھینک دیتا تھا اور وہ شخص امام جعفر صادق ؓ سے پناہ ڈھونڈتا تھا۔ جب اس کی اُمید مخلوق سے منقطع ہوگئی تو اس وقت پھر پانی اُس کو نیچے لے گیا۔ اُس نے فریاد کی۔ کہ اِلٰھِیْ اَلْغِیَاث اَلْغِیَاث اے معبود فریاد ہے فریاد۔ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اب اس کو نکال لو۔ چنانچہ اس کو نکال لیا گیا۔ تھوڑی دیر نہ ہوئی تھی کہ اس کو راحت پہنچی۔ تو آپ نے اُس سے فرمایا کہ کیا تو نے اللہ تعالٰے کو دیکھا۔ اُس نے کہا کہ جب تک میں غیر حق میں مصروف رہا اس وقت تک مجھ میں اور خدا میں حجاب تھا۔ مگر جب میں بالکل اپنے معبود کی طرف ملتجی ہوا تو اُس وقت میرے دل میں ایک روزن کھلا۔ میں نے اس روزن سے دیکھا تو حق سُبحانہٗ کا دیدار مجھے حاصل ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ جب تک اضطرار نہ ہو یہ بات حاصل نہیں ہوتی۔ اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاہُ خدا تعالٰے مضطر کی دعا قبول کرتا ہے، جب کہ وہ اس کو پکارتا ہے۔ جب تک تو صادق کو پکارتا رہا کاذب تھا۔ اب اس روزن کو محفوظ رکھ تاکہ مطلوب کو تو وہاں سے دیکھتا رہے۔ جو شخص یہ کہے کہ اللہ تعالٰے کسی چیز پر ہے یا کسی چیز سے ہے۔ وہ کافر ہے۔ بقول شاعر ؎

مکاں تیرا بنائے گا وہی جو کوئی کافر ہو
نہ بالائے فلک ہے تو، نہ بالائے زمیں ہے تو

کرامت ایک بزرگ نے کہا کہ ایک روز امام جعفر صادق رضی اللہ کے ساتھ میں مکہ شریف کو گیا۔ ناگاہ ایک عورت کے پاس گذرے جس کے سامنے ایک مادہ گاؤ مردہ پڑی ہوئی تھی۔ اور وہ عورت اپنے بچوں کے ساتھ رو رہی تھی۔ امام ؓ نے اس سے حقیقت واقعہ دریافت فرمائی۔ عورت نے کہا کہ میں اور میرے لڑکے اس گائے کا دودھ پی کر زندگی بسر کرتے تھے۔ اب اس گائے کے مرجانے کی وجہ سے ہم اپنے بارہ میں متحیر ہیں۔ امام نے فرمایا کہ کیا تو چاہتی ہے کہ اللہ تعالٰے تیری گائے کو زندہ کر دے۔ اُس نے کہا کہ آپ میرے ساتھ ایسی مصیبت کے وقت مذاق کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ یہ مذاق نہیں ہے۔ پھر

آپ نے دعا فرمائی۔ اور اپنے پاؤں کو اس مردہ گائے پر مارا اور آواز دی۔ گائے اُٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ اور تندرست ہو گئی حضرت امام لوگوں میں چلے گئے تاکہ کوئی آپ کو پہچان نہ سکے۔
امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی ولادت مدینہ سکینہ میں ۸۰ھ ہجری میں ہوئی۔ اور مدینہ ہی میں اڑسٹھ سال کی عمر میں شوال کے مہینہ میں ۱۴۸ھ ہجری اس عالم سے رحلت فرمائی ؛

حضرت شیخ بایزید بسطامی قدس سرہ السامی کے حالات

علم باطن میں آپ کا انتساب امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے ہے آپکی تربیت بھی اویسی امام عالیشان کی رُوحانیت سے ہوئی۔ کیونکہ شیخ کی ولادت امام کی وفات کے بعد ہوئی۔ آپ امام کے اویسی فیض یافتہ ہیں۔ تذکرۃ الاولیا میں ہے کہ آپ نے ایک سو تیرہ (۱۱۳) پیروں کی خدمت کی اور سب پیروں سے برکتیں حاصل کیں۔ منجملہ اُن کے ایک امام جعفر صادق ہیں۔ نقل ہے کہ آپ ایک روز امام کی خدمت میں حاضر تھے۔ امام نے فرمایا کہ اے بایزید اُس کتاب کو طاق سے اُتار لا۔ بایزید نے کہا کہ طاق کہاں ہے امام نے فرمایا کہ تم اتنی مدت سے یہاں ہو ابھی تک تم نے طاق بھی نہیں دیکھا آپ نے کہا کہ مجھ کو طاق سے کیا کام جو سر اوپر اُٹھاؤں میں آپ کی دید کے لئے آیا ہوں نہ کہ طاق کے نظارہ کے لئے۔ امام نے فرمایا کہ جب ایسا ہے تو اب تم بسطام کو چلے جاؤ تمہارا کام پورا ہو گیا۔ آپکا نام طیفور عیسیٰ بن آدم بن شرعسان ہے۔ آپ کے دادا آتش پرست تھے بعد کو مسلمان ہو گئے۔ آپ احمد خضرویہ اور ابی حفص اور یحییٰ بن معاذ کے ہمعصروں میں ہیں۔ اور شقیق بلخی سے ملاقات کی ہے۔ آپ اپنے وقت کے بڑے مشائخ اور ولی اور عارفوں کے بادشاہ۔ صدیقوں کے برہان اور خدا کی حجت اور خلیفہ برحق اور قطب عالم اور اوتاد کے رئیس تھے۔ آپ کے ریاضات اور مجاہدات اور مقامات و کرامات بہت ہیں۔ اور آپ کے ارشادات اور کمالات پوشیدہ نہیں ہیں۔ اور روایت اور حدیث میں سند عالی رکھتے تھے۔ اور طریقت کے معانی کے اخذ کرنے میں لوگوں کے تعریف کرنے سے آپ مستغنی ہیں ؛

سید الطائفہ قدس سرہ فرماتے ہیں کہ بایزید ہماری جماعت میں ایسے ہیں جیسے جبرئیل ملائکہ میں۔ نیز حضرت سید الطائفہ فرماتے ہیں کہ میدان توحید میں چلنے والوں کی انتہا خرسانی (یعنی بایزید) کی ابتدا ہے۔ اور مردان خدا جب آپکے ابتدائی قدم پر پہنچتے ہیں تو وہ اُنکی

انتہا ہے۔ اِس لئے وہ اُس مقام پر اتر جاتے ہیں۔ اور وہیں رہ جاتے ہیں۔ اس کلام کی دلیل وہی ہے۔ جو بایزید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ دو سو سال باغ میں گذر ینگے تو ہماری طرح کا ایک پھول پیدا ہوگا۔ شیخ ابو سعید ابوالخیر قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔ کہ اٹھارہ ہزار عالم بایزید سے بھرے ہوئے دیکھتا ہوں۔ مگر بایزید ہم میں نہیں ہیں۔ یعنی بایزید بالکل حق میں محو ہے +

لڑکپن ہی میں خدا کی تلاش کی خواہش اُن کے دل میں پیدا ہوئی! آپ اُستاد کے پاس قرآن شریف پڑھ رہے تھے۔ جب سورہ لقمان پر پہنچے تو اِس آیت کا سبق ہوا آنِ اشکُرْ لِی وَلِوَالِدَیْکَ "شکر کر میرا اور اپنے ماں باپ کا" آپ نے تختی کو رکھ دیا۔ اور آپ اُستاد سے اجازت لیکر گھر آئے اور اپنی والدہ ماجدہ سے کہا کہ میں اسی آیت تک پہنچا ہوں جس میں اللہ تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے کہ میرا شکر کرو اور اپنے ماں باپ کا میں دو گھروں سے تعلق نہیں نبہا سکتا ہوں۔ اس آیت سے میں بہت پریشان ہوں۔ یا تو آپ مجھے خدائے تعالےٰ سے مانگ لیجئے کہ بالکل آپ ہی کا ہو رہوں یا خدا تعالےٰ ہی کو بخشدیجئے کہ اُسی کا ہو جاؤں۔ آپ کی والدہ نے کہا کہ میں نے تجھ کو راہ خدا کیلئے چھوڑ دیا۔ اور اپنا حق معاف کر دیا۔ پس آپ بسطام سے باہر نکلے اور تیس سال تک بادیہ شام میں پھرتے رہے۔ ریاضت اور مجاہدے کرتے تھے اور ہمیشہ بھوکے رہتے تھے جب آپ نماز پڑھتے ہیبت حق اور تعظیم شریعت کے سبب سے آپ کے سینہ کی ہڈیوں سے چرچراہٹ کی آواز نکلتی کہ لوگ سُن لیتے +

قدسیہ آپ فرماتے ہیں کہ مجھ سے ایک مرتبہ لوگوں نے ذکر کیا کہ فلاں مقام پر ایک پیر مرد ہیں۔ میں اُن کے دیکھنے کے لئے گیا۔ جب قریب پہنچا تو انہوں نے قبلہ کی طرف منہ کر کے تھوکا۔ میں اُسی وقت واپس ہوا۔ اور میں نے دل میں کہا کہ اگر اس پیر کا طریقت میں کچھ بھی مرتبہ ہوتا تو روش شریعت کے خلاف ہرگز عمل نہ کرتا +

قدسیہ۔ ایک مرتبہ آپ نے فرمایا کہ میرے گھر سے مسجد چالیس قدم پر ہے مسجد کی تعظیم کی وجہ سے میں نے کبھی رستہ میں نہیں تھوکا +

کہتے ہیں کہ آپ نے مکہ معظمہ کا سفر کیا اور بارہ سال میں وہاں جا کر پہنچے آپ ہر قدم پر جانماز بچھاتے اور دو رکعت نماز پڑھتے +

الہام ۔ آپنے فرمایا کہ خدا کا ملنا کچھ دنیا کے بادشاہ ہو کا دربار نہیں ہے کہ ایک دفعہ میں وہاں پہنچ جائیں۔ آپ اُس سال حج کو گئے۔ اور مدینہ منورہ نہیں گئے اور واپس چلے آئے کہ سفر مدینہ منورہ کو سفر کعبہ مکرمہ کے تابع بنانا ادب کے خلاف تھا۔ دوسرے سال آپنے زیارت روضہ منورہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے علیحدہ احرام باندھا۔ اور آپ ایک شہر میں داخل ہوئے۔ مخلوق کا ایک انبوہ آپکے پیچھے آرہا تھا۔ جب آپ شہر سے باہر نکل آئے۔ تو اُس مجمع کو اپنے ساتھ دیکھ کر اُن سے آپ نے پوچھا اُنہوں نے کہا کہ آپ کے ساتھ ہی رہینگے۔ پس آپ نے چاہا کہ اُن کی محبت کو اپنے سے دور کریں اور اپنی تکلیف رفع کریں۔ آپ صبح کی نماز سے فارغ ہوئے۔ آپ نے اُن کی طرف دیکھ کر یہ آیت پڑھی۔ اِنِّیْ اَنَا اللّٰہُ لَآ اِلٰـہَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ (سورہ طٰہٰ رکوع ۱) "بے شک میں ہی خدا ہوں اور میرے سوا اور کوئی خدا نہیں ہے پس میری عبادت کرو"۔ لوگوں نے کہا کہ یہ دیوانے آدمی ہیں اور آپ کو چھوڑ کر چلے گئے دیکھئے آپ نے آیت قرآنی تلاوت کی تھی۔ مگر اُن لوگوں نے سمجھا کہ آپ خود کو خدا کہہ رہے ہیں ۔

قدس سرہ ۔ ذوالنون مصری قدس سرہ نے ایک شخص کی زبانی آپ سے کہلا بھیجا کہ آپ تمام رات جنگل میں سوتے رہتے ہیں اور راحت میں مشغول ہیں۔ حالانکہ قافلہ گذر گیا۔ آپ نے فرمایا کہ مرد کامل وہ ہے کہ تمام رات سوئے اور صبح کو اُٹھے اور قافلہ کے پہنچنے سے پہلے منزل میں پہنچ جائے۔ ذوالنون ؒ نے جب یہ حال سُنا تو فرمایا کہ بایزید کے لئے مبارکباد ہو کہ اُس کا حال اس مرتبہ تک پہنچ گیا ۔

قدس سرہ ۔ آپ نے ایک مرد کو مسجد میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھ کر فرمایا کہ اگر تیرا یہ خیال ہے کہ نماز حق تک پہنچا دیتی ہے۔ تو تو غلطی کر رہا ہے کہ سراپندار ہے نہ خالق کی موصلت۔ اگر تو نماز بھی پڑھے تو تو کافر نہیں ہوگا۔ لیکن اگر ذرہ برابر بھی خود کو اعتبار کی آنکھ سے دیکھیگا تو مشرک ہو جائیگا ۔

قدس سرہ آپ فرماتے ہیں کہ بعض لوگ ایسے ہیں جن کے لئے ہماری ملاقات کا پھل نعمت ہے۔ اور بعضوں کیلئے رحمت ہے۔ لوگوں نے پوچھا کیسے آپنے فرمایا کہ ایک شخص آتا ہے اور اُس وقت ہم پر ایک حالت ہوتی ہے۔ کہ اس حالت میں ہم اپنے حواس میں نہیں رہتے وہ ہماری غیبت کرتا ہے۔ اور لعنت میں پھنستا ہے۔ اور دوسرا شخص آتا ہے اور حق کو ہم پر

غالب پاتا ہے۔ پس وہ ہم کو معذور خیال کرتا ہے۔ اُس کا پھل اُس کے لئے رحمت ہے ۔

قدس سرہ۔ آپ نے فرمایا کہ چاہتا ہوں کہ قیامت کا دن آئے اور میں اپنا خیمہ دوزخ کے کنارے لگاؤں۔ جب دوزخ مجھ کو دیکھیگا تو اُس کی آگ کم ہو جائیگی۔ تو میں مخلوق کی رحمت کا سبب بن جاؤنگا ۔

قدس سرہ۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے اللہ تبارک تعالےٰ کو خواب میں دیکھا میں نے کہا کہ خداوندا تیری طرف آنیکا کیا رستہ ہے۔ ارشاد ہوا کہ تو اپنے نفس کو چھوڑ اور آ یعنی جہاں تو اپنی خودی سے گذرا اور ہم سے مل گیا۔ آپ فرماتے ہیں کہ نماز میں سوائے کھڑے رہنے کے۔ اور روزہ میں سوائے بھوکے رہنے کے اور کچھ میں نے نہ دیکھا۔ جو کچھ مجھ کو ملا ہے وہ محض خدائے تعالےٰ کے فضل سے نہ عمل سے کہ محنت اور کسب سے کچھ حاصل نہیں ہو سکتا ۔

قدس سرہ۔ آخر وقت آپنے فرمایا کہ خدایا میں نے جو کچھ تیری یاد کی۔ غفلت سے کی۔ اور جو کچھ تیری عبادت کی خالی قصور اور فتور سے نہ تھی ۔

الہام۔ ایک دفعہ آپ نے ایک سُرخ سیب اُٹھایا اور فرمایا کیا لطیف ہے۔ اُسی وقت ان کو دل سے یہ آواز آئی کہ اے بایزید تجھے شرم نہیں آتی۔ کہ تو ہمارے نام لطیف سے سیب کو خطاب کر رہا ہے۔ چالیس دن تک اسم اعظم آپکے دل سے محو ہو گیا۔ آپ نے قسم کھائی کہ جب تک زندہ رہونگا میوہ کا نام نہ لونگا۔ اور نہ بسطام کا میوہ کھاؤنگا ۔

الہام۔ آپ نے فرمایا کہ ایک دفعہ مجھ پر سختی غالب آئی کہ طاعتوں سے میں نا اُمید ہو گیا۔ اور کہا کہ بازار جاتا ہوں کہ ایک زنار خرید کر لاؤں اور کمر میں باندھ لوں۔ ایک زنار لٹکا ہوا میں نے دیکھا۔ مجھے خیال ہوا کہ ایک درم میں مجھے ملجائیگا۔ میں نے پوچھا کہ کتنے میں بیچتا ہے۔ اُس نے کہا کہ ہزار دینار میں۔ میں سوچنے لگا۔ ہاتف نے آواز دی کہ کیا تو نہیں جانتا۔ کہ جو زنار تیری کمر میں باندھا جائیگا۔ وہ ہزار دینار سے کم میں نہیں مل سکتا مجھ کو خوشی ہوئی کہ اللہ تعالےٰ کی مجھ پر عنایت ہے ۔

الہام۔ آپنے کہا کہ میرے دل میں آواز دی گئی کہ اس طاعت مقبول اور خدمت پسندیدہ کے سوا جو تو ادا کر رہا ہے۔ اگر تو ہم کو چاہتا ہے تو وہ چیز لا جو ہمارے پاس نہیں ہے۔ میں نے

لہ چنانچہ آیت شریف وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا (سورہ عنکبوت) میں اسی طرف اشارہ ہے کہ جد وجہد سے وصول الی اللہ نہیں ہوتا بلکہ اسکے جد وجہد کو دیکھکر اللہ کو رحم آجاتا ہے۔ اور وہ اسکو اپنے فضل سے رہنمائی فرماتا ہے ۔

کہا کہ خداوندا وہ کیا چیز ہے۔ جو تیرے پاس نہ ہو۔ ارشاد ہوا کہ وہ بیچارگی اور عاجزی اور نیازمندی اور شکستگی ہے ✦

کرامت - سلطان العارفین قدس سرہ کی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں کہ جب میں شبہ کا لقمہ مُنہ میں رکھتی تو آپ پیٹ میں تڑپنے لگتے اور بیقرار ہو جاتے یہاں تک کہ میں اُس لقمہ کو نکال کر پھینک دیتی۔ اِس کلام کی تصدیق اِس سے ہوتی ہے کہ آپ سے ایک مرتبہ پوچھا گیا۔ کہ اِس رستہ میں مرد کے لیئے کیا بہتر ہے فرمایا دولتِ مادر زاد۔ کہا گیا اگر یہ نہ ہو۔ تو فرمایا کہ طاقت ور بدن۔ کہا گیا کہ اگر یہ بھی نہ ہو تو فرمایا موت ناگہانی بہتر ہے ✦

کرامت ایک بار خلوت میں آپ کی زبان سے یہ لفظ نکلا تھا کہ سُبحَانِی مَا اَعْظَمَ شَانِی یعنی پاک ہوں کیا بزرگ ہے میری شان، جب آپ ہوش میں آئے تو مریدوں نے آپ سے یہ واقعہ بیان کیا۔ آپ نے فرمایا کہ خدا بھی تمہارا دشمن ہے اور بایزید بھی تمہارا مخالف اگر پھر کبھی تم ایسی بات میری زبان سے سُنو تو مار کر میرے ٹکڑے ٹکڑے کر دینا۔ یہ کہکر ہر ایک کے ہاتھ میں ایک ایک چھُری دیدی۔ اتفاقاً آپ پر پھر وہی حالت طاری ہوئی۔ اور آپ نے اُسی کلمہ یا اُس کے مماثل کلمہ کا اعادہ کیا۔ آپ کے مریدوں نے آپ کے قتل کا ارادہ کیا۔ مکان آپ سے بھر گیا کہ گوشہ مکان کا خالی نہ رہا آپ کے احباب دیوار سے اینٹ پتھر لیکر مار رہے تھے۔ اور چھُریں آپ کے جسم پر چلا رہے تھے۔ معلوم ایسا ہوتا تھا کہ گویا پانی پر چھُری چلا رہے ہیں۔ جب وہ کیفیت ختم ہو گئی اور آپ اپنی اصلی شکل سے بھی چھوٹے معلوم ہونے لگے جیسے کہ ایک ممولا پرند ہوتا ہے، اور آپ کو محراب میں بیٹھے ہوئے دیکھا مرید آپ کے پاس آ گئے۔ اور سارا واقعہ بیان کیا۔ شیخ نے فرمایا کہ بایزید یہ ہے جس کو تم اب دیکھ رہے ہو۔ اُس وقت بایزید نہ تھا ✦

کرامت شقیق بلخی اور ابو تراب بخشی قدس سرہما آپ کے پاس آئے۔ کھانا جو پکا تھا سامنے لایا گیا۔ ایک مرید نے آپ کے ساتھ شرکت نہ کی۔ ابو تراب نے اُس سے فرمایا کہ ہمارے ساتھ کھانا کھاؤ۔ اُس نے کہا میں روزہ سے ہوں۔ ابو تراب نے کہا کہ ایک ماہ کا ثواب لے اور روزہ توڑ دے۔ اُس نے کہا روزہ نہیں توڑ سکتا۔ شقیق نے کہا کھانا کھا اور ایک سال کا ثواب لے۔ اُس نے کہا میں روزہ نہیں چھوڑ سکتا ہوں بایزید

نے کہا کہ اس کو چھوڑ دو۔ وہ راندۂ درگاہِ خدا ہو گیا۔ ایک مدت نہیں گذری کہ اُس کو چوری کی علت میں پکڑا گیا۔ اور دونو ہاتھ اُس کے کاٹ لئے گئے ✤

کرامت۔ ایک دفعہ آپ رستہ چل رہے تھے ایک کتا آپکے ساتھ ہو گیا آپ نے اپنا دامن اُس سے بچایا۔ اُس نے آپ سے کہا کہ اے شیخ اگر میں خشک ہوں تو مجھ میں کوئی برائی نہیں ہے اور اگر بھیگا ہوا ہوں تو مجھ میں اور آپ میں تین پانیوں میں صلح یعنی تین مرتبہ دھونے سے مساوات ہو سکتی ہے۔ لیکن اگر آپکا دامن خودی سے ملوث ہو جائے پھر اگر آپ سات دریا سے غسل کریں تب بھی پاک نہیں ہو سکتے۔ شیخ نے کہا کہ تو نجاست ظاہری رکھتا ہے۔ اور مَیں نجاست باطنی رکھتا ہوں۔ آ تُو اور مَیں ملکر رہینگے کتے نے جواب دیا کہ آپ میری ہمراہی کے لائق نہیں ہیں کیونکہ مَیں مردودِ خلائق ہوں اور آپ مقبولِ عالم۔ جو کوئی میرے پاس سے گذرتا ہے وہ اینٹ پتھر میرے پہلو پر مارتا ہے اور جو شخص آپ کے پاس سے گذرتا ہے اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سُلْطَانَ الْعَارِفِیْنَ کہتا ہے حالانکہ مَیں کبھی ایک ہڈی یا ایک ٹکڑا روٹی کا کل کے لیے نہیں رکھتا۔ اور آپکے گھر گیہوں کا مٹکا بھرا ہوا ہے۔ شیخ نے کہا کہ سبحان اللہ جب مَیں کتے کی ہمراہی کے لائق نہیں ہوں تو خدائے یکتا کی ہمراہی سے کیا نسبت ✤

کرامت۔ سلطان العارفین سے پوچھا گیا کہ آپکا پیر کون ہے؟ آپنے کہا کہ ایک بڑھیا ہے کہا گیا کہ کس طرح سے آپ نے کہا کہ ایک روز مَیں توحید اور شوق کے ایسے جوشوں میں تھا کہ کسی اور چیز کی ایک بال برابر بھی سمائی کی گنجائش نہ تھی۔ مَیں بیخود ہو کر جنگل میں چلا گیا۔ ایک بڑھیا ملی جو اپنے سر پہ بوجھ لئے ہوئے آ رہی تھی۔ اُس نے مجھ سے کہا کہ میرے وزن کو اُٹھاؤ۔ مَیں اِس کے اٹھانے کی طاقت نہیں رکھتی ہوں اِدھر میری یہ حالت تھی کہ مَیں خود کو نہیں اُٹھا سکتا تھا۔ پھر اُس کے اُٹھانے کی کہاں تاب تھی۔ مَیں نے ایک شیر کی طرف اشارہ کیا۔ وہ آیا مَیں نے وہ بوجھ شیر کی پُشت پر رکھ دیا۔ اور اُس بڑھیا سے کہا کہ تو شہر میں جائے تو اس واقعہ کا کسی سے ذکر نہ کرنا۔ مَیں یہ چاہتا تھا کہ وہ مجھ کو نہ پہچانے لیکن بڑھیا نے کہا کہ مَیں نے ایک ظالم اور ایک رعنا کو دیکھا۔ مَیں نے کہا کہ کس طرح۔ وہ بولی کہ اے بایزید کیا یہ شیر مکلف ہے۔ مَیں نے کہا کہ نہیں ہے وہ بولی کہ جس کو خدا نے تکلیف نہیں دی۔ تُو اس کو تکلیف دیتا ہے۔ کیا یہ ظلم نہیں ہے مَیں نے کہا کہ بیشک ظلم ہے

پھر اُس نے کہا کہ تو باوجود اِس ظلم کے چاہتا ہے کہ شہر کے لوگ جان جائیں کہ شیر بھی تیرے مطیع ہیں۔ اور تو صاحبِ کرامت ہے۔ کیا یہ رعنائی نہیں ہے۔ مَیں نے کہا کہ مَیں توبہ کرتا ہوں اِس فعل سے۔ اِس بات کا مجھ پر بہت اثر ہوا ♦

پندرہ شعبان سنہ ۲۶۱ ہجری میں اور بعض کے نزدیک سنہ ۲۳۴ ہجری میں بعمر تہتر ۷۳ سال آپ کی وفات ہوئی۔ اور بسطام میں مدفون ہوئے۔ بعد وفات آپکے لوگوں نے خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ اللہ تعالےٰ نے آپ کے ساتھ کیا کیا۔ آپنے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے پوچھا کہ اے بڈھے تو میرے لئے کیا لایا۔ مَیں نے کہا کہ خداوندا جب کوئی فقیر بادشاہ کی درگاہ میں آتا ہے تو اُس سے یہ نہیں پوچھتے ہیں کہ تو کیا لایا۔ بلکہ یہ پوچھتے ہیں کہ تو کیا مانگتا ہے ♦

حضرت شیخ ابو الحسن خرقانی قدس سرہٗ کے حالات کا بیان

تصوف میں آپ کا انتساب حضرت سلطان العارفین بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے اور سلوک میں آپ کی تربیت شیخ بایزیدؒ کی روحانیت سے ہوئی ہے کیونکہ شیخ ابو الحسنؒ کی ولادت شیخ بایزید کی وفات کے بعد ہوئی ♦

کہتے ہیں کہ سلطان العارفین ہر سال ایک مرتبہ رباطِ دہستان کی زیارت کیلئے جایا کرتے تھے۔ اُس گاؤں پر سے کہ جہاں شہیدوں کی قبریں ہیں۔ اور جب موضع خرقان سے گزرتے تو ٹھہر جاتے اور اِس طریقہ سے سانس لیتے جیسے کسی چیز کی خوشبو سونگھتے ہیں مُریدوں نے آپ سے پوچھا کہ آپ کس چیز کی بُو سونگھتے ہیں۔ ہم کو یہاں کوئی بُو نہیں معلوم ہوتی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ چوروں کے اس گاؤں میں مَیں ایک مردِ خدا کی بُو پاتا ہوں جس کا نام علی ہے اور کنیت ابو الحسن اُس کے تین مرتبے مجھ سے زیادہ ہونگے وہ اہل و عیال کا بار اُٹھائیگا۔ اور کھیتی کریگا۔ اور درخت جمائیگا۔ وہ مجھ سے سو برس کے بعد پیدا ہوگا ♦ منقول ہے کہ حضرت شیخ ابو الحسن قدس سرہٗ بارہ سال کی عمر سے عشا کی نماز جماعت سے خرقان میں پڑھ کر مزار پُر انوار سلطان العارفین پر جاتے اور آپ کی رُوح پر فتوح سے برکات اور استفادات کے منتظر اور مراقب رہتے اور کہتے کہ خدایا جو تو نے بایزید کو دیا ہے۔ ابو الحسن کو بھی عنایت فرما۔ پھر وہاں سے آپ ایسے وقت واپس آتے کہ خرقان میں آکر

صبح کی نماز جماعت سے پڑھ لیتے خواجہ مولانا بن روز بہان اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ شرح وصایائے حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی قدس سرہ میں بیان کرتے ہیں کہ شیخ ابوالحسن رحمۃ اللہ علیہ کے بایزید کئی واسطوں سے پیر ہیں۔ بعض مشائخین نے ان واسطوں کو اس طریقہ سے بیان کیا ہے۔ کہ خواجہ ابوالحسن خرقانی کا انتساب ابو المظفر مولانا ترک طوسی سے اور اُن کا انتساب خواجہ اعرابی بایزید عشقی سے اور ان کا انتساب خواجہ محمد مغربی سے اور اُن کا انتساب سلطان العارفین شیخ بایزید بسطامی قدس اللہ اسرارہم سے آپ کا اصل نام علی بن جعفر ہے آپ اپنے وقت میں یکتائے زمانہ اور غوثِ روزگار اور قبلۂ عصر تھے۔ آپ کے زمانہ میں طالبانِ طریقت کا سفر آپ کے پاس ہوتا تھا۔ شیخ ابوالعباس قصاب قدس سرہ کہتے ہیں کہ ہمارے بعد ہمارا بازار خرقانی سنبھالینگے۔ چنانچہ شیخ ابوالعباسؒ کی وفات کے بعد ایک زمانہ آپ کی طرف رجوع ہوا۔ جیساکہ شیخ علیہ الرحمۃ نے فرمایا تھا۔

قدسیہ۔ شیخ عطار قدس سرہ فرماتے ہیں کہ شیخ ابوالحسن اپنے زمانہ کے بادشاہ اور قطب اوتاد اور ابدالِ عالم اور اہلِ نظرِ طریقت کے سلطان اور کوہِ تمکین تھے۔ علم معرفت میں ایک مستقیم شخص تھے۔ جو کہ ہر دم دل سے باحضور اور مشاہدہ حق سبحانہٗ میں مشغول اور بدن سے ریاضت اور مجاہدہ میں مصروف صاحب اسرار و حقائق عالی ہمت اور بزرگ مرتبت شیخ تھے بارگاہِ الٰہی میں ایسا قربِ عظیم رکھتے تھے کہ اُس کی صفت کچھ بیان نہیں ہوسکتی۔

قدسیہ۔ ایک روز آپ نے اپنے ہمنشینوں سے دریافت فرمایا کہ کونسی چیز بہتر ہے۔ اُنہوں نے عرض کیا کہ اے شیخ آپ ہی فرمائیے! آپ نے فرمایا کہ وہ دل جس میں خدا کی یاد ہو۔

قدسیہ۔ آپ سے پوچھا گیا کہ صوفی کون ہے فرمایا کہ کوئی شخص مرقع اور سجادہ کی وجہ سے صوفی نہیں ہوسکتا اور نہ صوفیوں کی عادتیں اور رسوم اختیار کر لینے سے صوفی وہی ہے جو نہ ہو اور فانی فی اللہ ہو۔

قدسیہ۔ آپ نے فرمایا کہ آدمی اُس دن صوفی ہوگا جس دن کہ اُس کو آفتاب کی حاجت نہ رہے۔ اور اس رات کو ہوگا جبکہ اُس کو چاند اور ستاروں کی احتیاج باقی نہ رہے۔

قدسیہ۔ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ شیخ اپنی خانقاہ میں چالیس درویشوں کے ساتھ بیٹھے تھے۔ سات روز متواتر گذر گئے تھے کہ کھانے کی ہوا بھی آپ کے پاس نہ آئی تھی۔ ایک شخص آٹے کا تھیلا اور ایک بکرا لیکر آیا۔ اور خانقاہ کے دروازہ پر آواز دی پوچھا کہ کون ہے اُس نے

کہا کہ صوفیوں کیلئے کچھ لیکر آیا ہوں۔ شیخ نے یہ سُنکر اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ جو کوئی تم میں سے صوفی کہے جانے کے لائق ہو وہ اِس کو لے۔ مَیں اِس کا یارہ نہیں رکھتا ہوں۔ کہ صوفیت کا دعویٰ کرسکوں حاضرین سب خاموش ہو رہے یہاں تک کہ شیخ نے آٹا اور بکرہ واپس فرما دیا۔

قدسیہ۔ کسی نے آپ سے پوچھا کہ خود کو انسان کس طرح سے معلوم کرے کہ وہ بیدار ہے فرمایا اس طرح سے کہ جب وہ اللہ تعالٰی کو یاد کرنے میں مصروف ہو تو یاد کی وجہ سے اس کو سر سے پیر تک کی خبر نہ رہے +

قدسیہ۔ آپ سے پوچھا گیا کہ صدق کیا ہے آپنے فرمایا کہ صدق یہ ہے کہ دل سے بات کہے یعنی آدمی وہ بات کہے جو اُس کے دل میں ہو +

قدسیہ۔ آپ سے پوچھا گیا۔ کہ اخلاص کیا ہے۔ آپنے فرمایا کہ جو کچھ تم خدا کیلئے کرو اخلاص ہے۔ اور جو کچھ مخلوق کے لئے کرو وہ ریا ہے۔ آپ سے پوچھا گیا کہ بقا اور فنا کا تذکرہ کرنا کس شخص کیلئے روا ہے۔ فرمایا ایسے شخص کے لئے روا ہے کہ اگر ایک ریشمی تار سے آسمان میں باندھکر اُس کو لٹکا دیا جائے۔ اور ایسی ایک ہوا چلے جو درختوں اور مکانوں کو گرا دے اور پہاڑوں کو اُن کی جگہ سے اُکھیڑ کر پھینک دے۔ اور دریاؤں کی مٹی سے آٹا دے۔ لیکن اُس شخص کو اُس کی جگہ سے نہ ہلا سکے +

قدسیہ۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ کبھی ہرگز ایسے آدمی کے ساتھ صحبت مت رکھو۔ کہ تم اللہ اللہ کرو اور وہ باتیں کرے ؎

باکسے صحبت مدار اے دیدہ ور　　　توخدا گوئی و او چیزے دگر

قدسیہ۔ آپ فرماتے ہیں غمگین رہو کہ تمہاری آنکھوں سے آنسو بہیں کیونکہ اللہ تعالٰی گریاں اور بریاں بندوں سے محبت رکھتا ہے +

قدسیہ۔ آپ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص خدا طلبی کے لئے گانا گائے۔ سرود بجائے اس سے بہتر ہے کہ قرآن پڑھے۔ اس سے حق تعالٰی کی طلب کرے +

قدسیہ۔ آپ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وارث وہ شخص ہے جو آپکے فعلونکی پیروی کرے نہ وہ کہ جو لکھ کر کاغذ سیاہ کرتا ہے +

قدسیہ۔ شبلی قدس سرہ نے کہا کہ مَیں یہ چاہتا ہوں کہ نہ چاہوں شیخ نے فرمایا

لہ یہ شعر عبداللہ انصاری رحمۃ اللہ علیہ کا ہے جو کتاب حضرات القدس میں تھا +

کہ یہ بھی ایک قسم کی خواہش ہوئی +

قدسیہ ۔ آپ فرماتے ہیں کہ چالیس سال سے اس وقت تک میری یہ حالت ہے کہ خدائے تعالیٰ کے سوا دل میں کچھ نہیں آتا۔ سوائے اس کے اپنے کو نہیں دیکھتا ہوں

مَابَقِیَ فِیْ لِغَیْرِ اللّٰہِ نِسْبَۃٌ　　وَلَا فِیْ صَدْرِیْ لِغَیْرِ اللّٰہِ قَرَارٗ

(ترجمہ) مجھ میں سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کسی طرح کا لگاؤ نہیں اور نہ غیر اللہ کا میرے دل میں قیام +

قدسیہ ۔ آپ فرماتے ہیں کہ چالیس سال گذر گئے ہیں کہ میرا نفس ایک گھونٹ ٹھنڈا پانی یا کھٹا دہی مانگتا ہے مگر میں نے اُس کو نہیں دیا +

قدسیہ ۔ آپ کہتے ہیں کہ عالم اور عابد دنیا میں بہت ہیں مگر تجھ کو اس گروہ میں ہونا چاہیئے کہ دن سے رات تک اس طرح گذارے کہ اللہ تعالےٰ پسند کرے اور رات سے دن کرے جس طرح سے کہ اللہ تعالےٰ پسند فرمائے +

قدسیہ ۔ آپ فرماتے ہیں کہ ہر شخص نماز بھی پڑھتا ہے اور روزہ رکھتا ہے لیکن مرد خدا وہ ہے کہ جس پر ساٹھ سال ایسے گزر جائیں جن میں بائیں ہاتھ کا فرشتہ یعنی بدی کا لکھنے والا فرشتہ اُس کا کوئی عمل ایسا نہ لکھ سکے جو بارگاہِ ایزدی میں شرمندہ کرنے والا ہو +

قدسیہ ۔ آپ فرماتے ہیں کہ دنیا میں نیک نامی وہ شخص پیدا کر سکتا ہے جس کو خدائے تعالیٰ نے یہ مرتبہ دیا ہو کہ وہ قیامت میں دوزخ کے کنارے جا کر کھڑا ہو اور جس کسی کو خدا تعالےٰ دوزخ پہنچانا چاہے وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر بہشت میں لے جائے +

قدسیہ ۔ آپ فرماتے ہیں کہ فرشتے تین مقام پر اولیاء اللہ سے ہیبت کھاتے ہیں ملک الموت جان نکالنے کے وقت اور کراماً کاتبین اعمال لکھنے کے وقت اور منکر نکیر سوال کرنے کے وقت +

قدسیہ ۔ مردانِ خدا پر خوشی اور غمی اپنا اثر نہیں کرتے ۔ کیونکہ خوشی ہو یا غمی سب اُسی کی طرف سے ہے +

قدسیہ ۔ آپ فرماتے ہیں کہ صحبت خدا کے ساتھ رکھو نہ مخلوق کے ساتھ مخلوق کے ساتھ میں کوئی ثواب ہی ملجائے وہ بھی راہِ حق تعالےٰ سے دس سال دوری کرا دیتا ہے +

قدسیہ ۔ آپ فرماتے ہیں کہ جب تک تو دنیا کا طلبگار رہے وہ تجھ پر حاکم ہے اور جب تو نے اُس سے رُو گردانی اختیار کی تو تُو اُس پر غالب ہو جائیگا +

قدسیہ آپ فرماتے ہیں کہ درویش وہ ہے جس کے پاس نہ دنیا ہو نہ آخرت اور نہ اُس کو اُس کی خواہش ہو۔ کیونکہ دنیا و آخرت ایسی چیز نہیں ہے جس کو فقیر سے کچھ نسبت دی جا سکے۔

قدسیہ آپ فرماتے ہیں کہ جیسا کہ تجھ سے قبل از وقت نماز کا مطالبہ نہیں کیا جاتا ہے تو بھی قبل از وقت روزی مت مانگ +

قدسیہ آپ فرماتے ہیں کہ مردوں کا کام پاکی سے عروج پانا ہے نہ کام کی زیادتی سے +

قدسیہ آپ فرماتے ہیں کہ علماء کہتے ہیں کہ ہم رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وارث ہیں حالانکہ آپ کے وارث ہم فقرا ہیں یعنی حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے صفات سے ہم متصف ہیں۔ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے درویشی اختیار فرمائی تھی۔ ہم نے بھی درویشی اختیار کی ہے +

قدسیہ آپ فرماتے ہیں کہ بندہ کیلئے خدائے عزوجل تک ہزار منزلیں ہیں۔ پہلی منزل کرامات ہے۔ اگر سالک کم ہمت ہوگا۔ تو وہ اور مقامات تک نہ پہنچ سکیگا +

قدسیہ آپ فرماتے ہیں کہ جس دل میں ذات حق کے سوا اور کوئی چیز ہو خواہ کیسی عبادت کیوں نہ ہو تاہم وہ دل مردہ ہے +

قدسیہ آپ فرماتے ہیں کہ دین کو شیطان سے کچھ خوف نہیں ہے۔ بلکہ دو شخصوں سے ہے ایک عالم حریص دنیا اور دوسرا زاہد بے علم +

قدسیہ آپ فرماتے ہیں کہ چالیس سال سے نہ ہم نے اپنے لئے روٹی پکائی۔ اور نہ کوئی دوسری چیز البتہ میہمانوں کے لئے اور ہم اس کھانے میں طفیلی تھے تم بھی ایسے ہی رہو۔ کہ اگر تمام جہان کا ایک لقمہ بنا کر مہمان کے منہ میں رکھو تب بھی یہ سمجھو کہ تم نے اُس کا حق ادا نہیں کیا۔ اگر مشرق سے مغرب تک تم سفر کرو کہ خدا کے واسطے کسی شخص سے ملاقات ہو جائے تب بھی یہ سمجھو کہ بہت نہیں ہے +

قدسیہ آپ فرماتے ہیں کہ سب سے زیادہ روشن وہ دل ہے جس میں مخلوق نہ ہو اور سب سے بہتر وہ کام ہے جس میں مخلوق کا اندیشہ نہ ہو۔ اور سب سے زیادہ حلال کا لقمہ وہ ہے جو تمہاری محنت سے ہو۔ اور سب سے بہتر رفیق وہ ہے جس کی زندگی حق کے ساتھ بسر ہوتی ہو +

آپکی وفات ۴۲۵ھ ہجری میں شب عاشورا یا بروز عاشورا ہوئی منگل یا ہفتہ کے دن آپ دفن ہوئے۔

حضرت شیخ ابو علی فارمدی قدس سرہٗ کے حالات

علم تصوف میں آپ کا انتساب شیخ ابو الحسن خرقانی قدس سرہٗ سے ہے اور شیخ ابو القاسم گرگانی طوسی علیہ الرحمۃ سے بھی آپ کو انتساب ہے۔ جو قطب ربانی اور عارف سبحانی تھے۔ اُن کی وفات سنہ ۴۵۰ھ میں ہوئی۔ شیخ ابو القاسم کا انتساب شیخ ابو الحسن خرقانی سے ہے۔ اور شیخ گرگانی کو شیخ عثمان مغربی رحمۃ اللہ علیہ سے ارادت ہے۔ اور اُن کو ابو علی کاتب سے۔ اور اُن کو ابو علی رودباری سے اور ان کو سید الطائفہ جنید بغدادی سے قدس اللہ اسرارہم۔ ان کے بعد یہ سلسلہ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ سے ملجاتا ہے۔ نیز شیخ ابو علی فارمدی کو شیخ ابو سعید ابو الخیر سے بھی صحبت رہی ہے اور اُن سے خرقہ بھی حاصل کیا ہے۔ شیخ ابو سعید کی وفات سنہ ۴۴۰ھ ہجری میں ہوئی۔ اور آپ کی عمر پوری ہزار ماہ کی تھی +

کہتے ہیں کہ اُن چالیس مردوں میں سے جو شیخ ابو الحسن کے ساتھ ارادت رکھنے والوں میں سے ولی ہو گئے شیخ احمد جامؒ اور خواجہ ابو علی رودباریؒ بھی ہیں۔ یہ دونو مشہور اور معروف بزرگ ہیں +

طائفہ نقشبندیہ کے ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ خواجہ ابو علی کو خطرات قلب سے وقفیت دی گئی تھی۔ مگر اُس کے اظہار کی اجازت نہ تھی۔ اور شیخ احمد جام کو خواطر سے آگاہی دی گئی تھی۔ اور وہ اُس کے اظہار کے لئے مامور تھے شیخ ابو علی فارمدی کا اصلی نام فضل اللہ بن محمد ہے۔ آپ خراسان کے شیخ الشیوخ تھے۔ اور آپ اپنے وقت میں اس طریق خاص میں یکتا تھے۔ اور آپ وعظ و پند میں امام ابو القاسم قشیری کے شاگرد تھے۔ جو صاحب رسالہ اور صاحب تفسیر ہیں اور اپنے وقت کے عالم اور امام تھے۔ سنہ ۴۶۵ھ ہجری میں اُنھوں نے وفات پائی +

قدسیہ۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں ابتدائے جوانی میں طالب علمی کے لئے نیشاپور گیا میں نے سُنا کہ شیخ ابو سعید ابو الخیر میہنہ سے آئے ہوئے ہیں۔ اور مجلس کرتے ہیں میں بھی آپکی خدمت میں گیا کہ ملاقات کروں۔ جب میری نگاہ آپکے جمال پر پڑی میں آپکا شیدا ہوگیا۔ اور گروہ صوفیہ کی محبت میرے دل میں بیٹھ گئی میں ایک روز اپنے مکان میں بیٹھا ہوا تھا۔ شیخ ابو سعید ابو الخیر کی ملاقات کی تمنا میرے دل میں پیدا ہوئی۔ اور وہ شیخ کے باہر آنیکا وقت نہ تھا۔ میں نے صبر کرنا چاہا مگر نہ ہو سکا۔ میں اُٹھا اور باہر آیا۔ اور چوراہہ پر پہنچا۔ تو شیخ ایک بڑی جماعت کے ساتھ جاتے ہوئے ملے۔ میں بھی بے اختیار شیخ کے پیچھے ہولیا

وہ ایک جگہ جا کر ٹھہر گئے۔ اور میں بھی ایک کونہ میں ایسی جگہ پر بیٹھ گیا۔ جہاں سے شیخ مجھے
نہیں دیکھ سکتے تھے۔ شیخ سماع میں مشغول ہو گئے۔ اور آپ کو کیفیت ہوُا اور وجدِ عظیم ظاہر
ہوُا۔ اور کپڑے پھاڑ ڈالے۔ جب شیخ سماع سے فارغ ہو گئے تو کپڑے اُتار ڈالے گئے اور
شیخ کے سامنے اُن ٹکڑہ ٹکڑہ کر دیا گیا۔ شیخ نے ایک آستین معہ دامن اس میں سے نکالکر علیحدہ رکھ لی
اور آواز دی کہ اے شیخ ابو علی طوسی تو کہاں ہے۔ میں نے اس کا کچھ جواب نہ دیا۔ اور یہ سوچا کہ
شیخ اس وقت نہ مجھ کو دیکھ رہے ہیں اور نہ پہچانتے ہیں۔ شاید آپکے مریدوں میں سے بھی
کسی کا نام ابو علی ہوگا۔ شیخ نے دوبارہ آواز دی اور میں خاموش رہا۔ شیخ نے جب تیسری بار پکارا
تو لوگوں نے مجھ سے کہا کہ شیخ آپ ہی کو طلب کر رہے ہیں۔ میں اُٹھا اور شیخ کے سامنے گیا
شیخ نے وہ دامن اور آستین مجھے دی۔ اور کہا کہ جاؤ اور اُسے محفوظ رکھو۔ کہ تم ہمارے نزدیک
مثل اس آستین اور دامن کے ہو۔ میں نے وہ کپڑا لے لیا اور آداب و تواضع بجا لایا اور
ایک عزیز جگہ اس کو لیجا کر رکھا۔ مجھ کو شیخ کی خدمت میں بہت کچھ فائدے اور روشنیاں
ظاہر ہوئیں اور حالات پیدا ہوئے۔ جب شیخ نیشاپور سے چلے گئے تو میں امام ابو القاسم
قشیری کے پاس آیا اور وہ حالات اور واردات جو مجھ پر ظاہر ہوئے تھے آپ سے بیان
کئے۔ آپنے فرمایا کہ اے لڑکے جا تحصیل علم میں مشغول ہو۔ میں علم میں مشغول ہو گیا۔ اور یہ روشنی
روزانہ بڑھتی جاتی تھی۔ میں تین سال تک تحصیل علم میں مشغول رہا۔ یہاں تک کہ ایک روز میں نے
دوات میں سے قلم نکالا۔ تو سفید تھا۔ میں وہاں سے اُٹھا اور امام ابو القاسم کی خدمت میں
حاضر ہوُا اور اپنا حال بیان کیا۔ آپنے فرمایا کہ جب علم نے تجھ سے ہاتھ اُٹھا لیا تو بھی اُس
سے ہاتھ اُٹھا لے۔ اور (طریقت کے) کام میں لگ جا۔ اور معاملہ میں مشغول ہو۔ میں مدرسے
اپنا سامان خانقاہ میں لے آیا۔ اور استاد امام کی خدمت میں مشغول ہو گیا۔ ایک روز امام
حمام میں گئے۔ میں بھی ساتھ گیا۔ اور چند ڈول پانی کے حمام میں ڈالے جب امام حمام سے باہر
آگئے۔ تو آپ نے نماز پڑھی اور فرمایا کہ یہ کون شخص تھا جس نے حمام میں پانی ڈالا تھا۔
میں اس خوف سے کچھ نہ بولا کہ کہیں آپ کی مرضی کے خلاف نہ ہوا ہو۔ پھر آپ نے
دوسری بار دریافت فرمایا۔ تب بھی میں نے کچھ جواب نہ دیا۔ پھر آپنے تیسری بار فرمایا تو میں
نے عرض کیا کہ خادم تھا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اے ابو علی جو کچھ ابو القاسم قشیری نے
ستر سال میں پایا تھا تو نے پانی کے ایک ڈول میں پا لیا۔ پس میں ایک مدت تک امام کے پاس

ریاضت اور مجاہدہ میں مصروف رہا۔ ایک روز مجھ پر ایک حالت طاری ہوئی۔ میں اسمیں گم ہو گیا۔ اور آپ سے کیفیت عرض کی۔ آپ نے فرمایا کہ ابو علی میرے سلوک اس مقام سے زیادہ نہیں ہے۔ آگے کا حال میں نہیں جانتا۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ مجھ کو ایسا پیر چاہئے جو اس مقام سے بھی اوپر لیجائے وہ حالت مجھ پر بڑھتی گئی۔ اور کمال کو پہنچتی گئی چونکہ میں شیخ ابو القاسم گرگانی کا نام پہلے سن چکا تھا۔ طوس کی طرف متوجہ ہوا اور آپ کی خدمت میں پہنچا اور دیکھا کہ آپ اپنے مریدوں کے ساتھ مسجد میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں نے دو رکعت نماز تحیۃ المسجد ادا کی اور شیخ کے سامنے گیا۔ شیخ اُس وقت مراقبہ میں تھے۔ آپ نے سر اوپر اٹھا کر فرمایا کہ آؤ ابو علی کیا چاہتے ہو۔ میں سلام کر کے بیٹھ گیا۔ اور اپنے واقعات بیان کئے۔ شیخ نے فرمایا کہ تمہاری ابتدائی حالت تم کو مبارک ہو! ابھی تم کسی درجہ کو نہیں پہنچے اگر تربیت پاؤ گے تو بڑے مرتبہ کو پہنچو گے۔ میں نے دل میں کہا کہ میرے یہی پیر ہیں اور میں شیخ کے پاس مقیم ہو گیا آپ ایک مدت تک مجھ سے اقسام کے مجاہدے اور ریاضتیں لیتے رہے۔ اس کے بعد ایک روز میری طرف متوجہ ہوئے اور مجھ سے نکاح کر لینے کیلئے ارشاد فرمایا۔ اور اپنی صاحبزادی کے ساتھ میرا عقد کر دیا۔ قبل اس کے کہ شیخ ابو القاسم نکاح کر دیں شیخ ابو سعید ابو الخیر میہنہ سے آئے ہوئے تھے۔ میں بھی اُن کی خدمت میں گیا تھا۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ ابو علی وہ زمانہ آگیا ہے کہ تم کو طوطی کی طرح گویا کرینگے۔ کچھ دن نہیں گذرے تھے کہ شیخ ابو القاسم نے عقد مجلس فرمایا اور اُن کے اُس ارشاد کا مجھ پر مطلب کھل گیا۔ شیخ ابو علی فارمدی کی وفات ۵۱۱ھ ہجری میں ہوئی۔

حضرت خواجہ یوسف ہمدانی قدس سرہٗ کے حالات

علم تصوف میں آپ کا انتساب شیخ ابو علی فارمدی قدس سرہٗ سے ہی کتاب شرح صایائے خواجہ عبد الخالق غجدوانی قدس سرہٗ میں مذکور ہے کہ خواجہ یوسف ہمدانی قدس سرہٗ کو شیخ ابو الحسن خرقانی سے بلا واسطہ انتساب ہے آپ نے شیخ عبد اللہ جوینی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ سے خرقہ پہنا اور شیخ حسن سمنانی ہو سے آپ کی صحبت رہی۔ آپ کی کنیت ابو یعقوب ہے اٹھارہ برس کی عمر میں آپ نے بغداد و صفہان و عراق و خراسان و سمرقند و بخارا میں افادہ اور استفادہ فرمایا۔ علم حدیث کو اختیار فرمایا۔ اور پند و نصیحت شروع کی۔ لوگوں نے

آپ سے نفع حاصل کیا۔ آپ کو فتاوائے دینیہ اور احکام شرعیہ میں پوری دستگاہ حاصل تھی اور علوم و معارف میں قدم راسخ رکھتے تھے۔ اور خطرات خفیہ سے واقفیت اور کرامات اور خوارق میں پورا تصرف رکھتے تھے۔ علما اور فقہا کا ایک جم غفیر اور جماعت کثیر آپ کی مجلس اور خانقاہ میں آپ کے پاس جمع رہتے تھے اور آپکے کلمات اور ارشادات سے نفع حاصل کرتے تھے۔ اور آذربائیجان اور عراق و خراسان میں مریدوں کی تعلیم و تربیت آپکی طرف منتہی ہوئے۔ آپ اون مشائخوں میں سے ہیں جن کے ساتھ حضرت سیدنا شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کو صحبت رہی اور منتفع ہوئے۔

قدسیہ آپ نے سیدنا حضرت غوث الاعظم شیخ محی الدین عبدالقادر گیلانی قدس سرہ سے اُن کی جوانی کے زمانہ میں فرمایا تھا کہ لوگوں کو وعظ اور پند سنایا کرو۔ اور نصیحت کیا کرو۔ آپنے فرمایا کہ میں مرد عجمی ہوں فصحاء بغداد کے مقابلہ میں کیونکر گفتگو کروں۔ آپنے فرمایا کہ آپ علوم فقہ اور اصول فقہ اور اختلاف مذاہب اور نحو اور تفسیر قرآن میں مشاق رکھتے ہیں پھر کیوں کر آپ میں منبر پر آنے اور وعظ و پند کرنے کی صلاحیت نہیں ہے۔ آپ بے تامل ہدایت و ارشاد شروع کیجئے۔ کیونکہ میں آپ میں ایک پودا دیکھ رہا ہوں جو عنقریب پورا درخت ہو جائیگا۔ کہ اَصْلُهَا ثَابِتٌ فِی الْاَرْضِ وَ فَرْعُهَا ثَابِتٌ فِی السَّمَاءِ تُؤْتِیْ اُکُلَهَا کُلَّ حِیْنٍ (سورۂ ابراہیم رکوع ۴) جس کی جڑیں زمین میں مضبوط ہونگی۔ اور شاخیں آسمان میں پھیلینگی اور وہ اپنا میوہ ہر وقت دیگا۔

آپ مذہب امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے متبع تھے۔ آپ شہر مرو میں ایک مدت تک سکونت پذیر رہے۔ پھر ہرات تشریف لیگئے اور کچھ دنوں وہاں اقامت گزیں رہے پھر وہاں سے مرو تشریف لانے کی نیت سے واپس ہوئے۔ راستہ ہی میں آپ کی وفات ہو گئی۔ آپ ساٹھ سال سے زیادہ سجادہ مشیخت اور ارشاد پر جاگزیں رہے۔ آپ کو قبولیت عظیم حاصل تھی۔ اور آپ اپنے وقت کے غوث تھے آپ ایک مدت تک کوہ آذر میں مقیم رہے۔ اور سوائے نماز جمعہ کے اور کبھی باہر نہ نکلتے تھے۔

قدسیہ ایک روز ایک درویش حضرت خواجہ یوسف ہمدانی قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور کہا کہ اس وقت میں شیخ احمد غزالی کے پاس تھا۔ وہ دسترخوان پر درویشوں کے ساتھ کھانا کھا رہے تھے۔ کہ کچھ دیر کیلئے شیخ پر غیبت طاری ہوئی پھر

آپ نے فرمایا کہ اس وقت حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہوئے اور لقمہ میرے منہ میں رکھا۔ حضرت خواجہ نے فرمایا کہ یہ وہ خیالات ہیں جن سے اطفالِ طریقت تربیت پاتے ہیں ❖

قول سدید۔ ایک روز آپ نے ارشاد فرمایا کہ سماع[1] ایک سفیر ہے خدائے پاک کی طرف سے وہ ایک ایلچی ہے۔ حق جل وعلا کی جانب سے اور فتوحات کا مورد اور عالم غیب کا دریچہ۔ عالمِ اجسام کی دوا اور ارواح کی غذا اور قلوب کی زندگی اور اسرار کی بقا اور اسرارِ الٰہی کے کشف کا ذریعہ ہے وہ ایک درخشندہ بجلی ہے اور تابانِ آفتاب اور ارواح کا سماع۔ سماعِ قلوب کے ساتھ بساطِ قربِ الٰہی سے متعلق ہے جس میں کہ خدا تعالیٰ کی حضوری ہوتی ہے۔ بغیر حظوظِ نفس کے جو سماع سے ہر فکر میں ہر لحظہ پیدا ہوتی ہے ؎

کسانیکہ یزداں پرستی کنند	بر آواز دولاب مستی کنند

(ترجمہ) جو لوگ کہ یزدان پرستی کرتے ہیں وہ چرخ یعنی موٹ کی آواز پر وجد کرتے ہیں ❖

کرامت۔ نقل ہے کہ ایک مرتبہ فرنگیوں نے ایک ہمدان کی عورت کے لڑکے کو قید کر لیا تھا وہ عورت گریہ وزاری کرتی ہوئی حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اپنا حال بیان کیا۔ حضرت نے اس کو صبر کرنے کے لیے نصیحت فرمائی اُس نے کہا کہ مجھ سے صبر نہیں ہو سکتا۔ آپ نے اسی وقت ہاتھ اُٹھا کر یہ دعا فرمائی کہ اَللّٰھُمَّ فُکَّ اَسْرَہٗ وَعَجِّلْ فَرَجَہٗ اللہ تعالیٰ اس کو قید سے چھڑا دے اور جلدی اس کو رہائی دے اور فرمایا کہ جا لڑکے کو تو اپنے مکان میں پائے گی۔ عورت جب گھر واپس آئی تو لڑکے کو موجود پایا۔ متعجب ہوئی اور لڑکے سے کیفیت دریافت کی۔ لڑکے نے کہا کہ میں ابھی قسطنطنیہ میں تھا اور میرے پیروں میں بیڑیاں پڑی ہوئی تھیں اور نگاہبان میرے گرد مجتمع تھے۔ اتنے میں ایک شخص آیا جس کو میں نے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ وہ پلک مارنے میں مجھ کو یہاں لے آیا۔ عورت پھر خواجہ کے پاس گئی اور لڑکے کا قصہ بیان کیا۔ آپ نے فرمایا کہ کیا تو خدا کی قدرت سے متعجب ہے ❖

کرامت۔ مروی ہے کہ حضرت خواجہ قدس سرہٗ ایک روز کچھ ارشاد فرما رہے تھے

---

[1] سماع کے جواز و ناجواز کے علاوہ مشرب کو سُننے اور سُنانے میں دخل ہے بعض حضرات چشتیہ نے سماع مطلق نہیں سُنا جیسے حضرت چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور بعض حضرات نقشبندیہ اور قادریہ نے سُنا ہے۔ اس کے متعلق مشہور قول یہ ہے کہ مبتدی را مضر متوسط را مفید و منتہی را ضرورت آں نیست ❖

دو فقیہہ بھی آپ کی اِس مجلس میں موجود تھے۔ انہوں نے حضرت سے کہا کہ آپ خاموش رہیں آپ بدعتی ہیں۔ آپ نے اُن سے فرمایا کہ تم خاموش رہو تمہاری زندگی نہ رہے۔ چنانچہ وہیں فوراً مر گئے۔

کرامت۔ ایک وقت آپ نظامیہ بغداد میں وعظ فرما رہے تھے ابن سقا فقیہہ مشہور مجلس وعظ سے اُٹھا اور آپ سے ایک سوال کیا۔ آپ نے فرمایا بیٹھ جائیں تیرے کلام میں مجھے کفر پاتا ہوں۔ تیری موت اسلام پر معلوم نہیں ہوتی ہے۔ اس واقعہ سے ایک مدت کے بعد ایک نصرانی بطور ایلچی کے پادشاہ رُوم کی طرف سے خلیفہ کے پاس آیا فقیہہ ابن سقا اُس نصرانی کے پاس آیا اور اس سے اس کا مصاحب بننے کی درخواست کی اور کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ مذہب اسلام چھوڑ کر تمہارے دین میں داخل ہو جاؤں۔ نصرانی نے منظور کیا اور اس کو اپنے ساتھ قسطنطنیہ لے گیا اور پادشاہ روم سے ملا دیا۔ ابن سقا نصرانی ہو گیا۔ اور اُسی مذہب پر مرا۔

کہتے ہیں کہ ابن سقا حافظ قرآن تھا۔ مرض موت میں اس سے پوچھا گیا کہ تم کو اب کچھ قرآن یاد ہے تو کہا نہیں صرف یہ آیت یاد ہے۔ رُبَمَا یَوَدُّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَوْ کَانُوْا مُسْلِمِیْنَ بہت سے لوگ کافروں کو دوست رکھنے والے قیامت میں تمنا کرینگے کہ کاشکے دنیا میں وہ بھی مسلمان ہوتے۔

بعضوں نے قصہ ابن سقا کا دوسرے طریقہ سے بیان کیا ہے۔ جس کو مولف حقیر نے مقامات حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ میں بیان ہے۔

ولادت خواجہ یوسف ہمدانی قدس سرہ کی سنہ ۴۴۰ ہجری میں ہوئی۔ اور وفات آپ کی ۵۳۵ھ ہجری میں ہوئی۔ آپ کو پہلے مرو کے رستہ میں جہاں آپنے انتقال فرمایا دفن کیا گیا تھا۔ بعدہ آپ کی نعش مبارک منتقل کر کے مرو میں لے آئے اب آپکی قبر مبارک مرو میں ہے جسکی عام طور پر لوگ زیارت کرتے ہیں۔ اور تبرک حاصل کرتے ہیں۔

حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی قدس سرہٗ کے حالات

تصوف میں آپ کا انتساب خواجہ یوسف ہمدانی قدس سرہٗ سے ہے آپ اُن کے اکابر خلفا

میں سے ہیں۔ آپ حلقۂ خواجگان کے سردفتر اور سلسلۂ اکابر نقشبندیہ قدس اللہ اسرارہم کے سردار ہیں۔ طریقت میں آپ کا کلام حجت ہے اور حقیقت میں برہان۔ آپ اپنے وقت کے شیخ الشیوخ اور مجتہد رئیس الرئیس اور قطب زمانہ تھے۔ آپ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد امجاد سے ہیں۔ آپ کی والدہ بادشاہِ رُوم کی اولاد سے تھیں آپ کے والد بزرگوار امام عبدالجلیل اکابرِ اولیاء و اعاظمِ اتقیا سے تھے۔ اور حضرت خضر علیہ السلام کے ملاقاتیوں میں سے تھے۔

منقول ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام نے شیخ امام عبدالجلیلؒ کو بشارت دی تھی کہ آپ کے ایک لڑکا ہوگا۔ جس کو میں فرزندی میں قبول کرتا ہوں۔ اور اپنی نسبت سے اُس کو حصہ دونگا۔ اُس کا نام عبدالخالق رکھنا۔ حوادثِ روزگار کی وجہ سے جب امام عبدالجلیل رُوم سے دیارِ ماوراء النہر کی طرف نکلے اور ولایت بخارا میں آئے۔ تو غجدوان میں جو توابع بخارا سے ایک بڑا شہر ہے سکونت اختیار کی۔ خواجہ عبدالخالق وہیں پیدا ہوئے اور نشوونما پایا۔

کہتے ہیں کہ ایک روز حضرت خواجہ قدس سرّہٗ اپنے اُستاد مولانا صدرالدین علیہ الرحمۃ کے پاس تفسیر پڑھ رہے تھے۔ جب اس آیت پر پہنچے۔ اُدْعُوْا رَبَّکُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْیَۃً اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ۔ اپنے رب کو زاری اور پوشیدگی کے ساتھ پکارو۔ کیونکہ اللہ تعالٰے حد سے تجاوز کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا ہے، تو آپ نے اُستاد سے پوچھا کہ وہ کونسا طریقہ ہے جس کو اللہ تعالٰے بیان کر رہا ہے۔ کیونکہ اگر ذاکر بلند آواز سے ذکر کرے یا مقام ذکر میں اعضا سے حرکت کرے تو ذاکر کے ذکر سے غیر شخص واقف ہو جاتا ہے اور ذکر خفیہ نہیں رہتا! اور اگر دل سے ذکر کرے تو بحکم اس حدیث کے اَلشَّیْطَانُ یَجْرِیْ فِیْ عُرُوْقِ ابْنِ اٰدَمَ مَجْرَی الدَّمِ کہ شیطان[1] انسان کی رگوں میں خون بہنے کی جگہ میں جاری ہوتا ہے وہ ذکر سے واقف ہو جاتا ہے۔ اُستاد نے فرمایا کہ یہ علمِ لدنی ہے اگر خدا کو منظور ہے تو کوئی ولی ملجائیگا اور سکھادیگا۔ حضرت خواجہ برابر اولیاء اللہ کی تلاش میں مصروف رہے۔ یہاں تک کہ ایک دفعہ جمعہ کے روز آپ اپنے باغ کے دروازہ پر بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک بزرگ آئے حضرت خواجہ اُن کی تعظیم و تکریم بجا لائے۔ انہوں نے فرمایا کہ اے جوان میں

[1] ابن عمرؓ اور ابی ہریرہؓ سے صحیح مسلم اور صحیح بخاری نے نقل کیا ہے۔

تجھ میں بزرگی کے آثار پاتا ہوں۔ کیا تم نے کسی پیر کے ہاتھ پر بیعت کی ہے آپ نے کہا نہیں ایک مدت سے اسی تلاش میں ہوں۔ انہوں نے فرمایا میاں میں خضر ہوں اور تم کو اپنی فرزندی میں میں نے قبول کیا۔ ایک سبق بتاتا ہوں اس کے پابند ہو جاؤ۔ کہ تم پر اسرار کھل جائینگے۔ پھر فرمایا کہ حوض میں اترو اور پانی میں غوطہ لگاؤ۔ اور دل سے کہو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ پس حضرت خواجہ نے اسی طرح کیا اور انکی تعلیم کے بموجب اپنے کام میں مشغول ہو گئے۔ بہت سے اسرار آپ پر کھلنے لگے۔ اس کے بعد خواجہ یوسف ہمدانی قدس سرہٗ بخارا تشریف لائے اور آپ کو اُن کی صحبت میسّر آئی۔ آپ اپنا ذکر کرتے ہوئے ان کی صحبت میں مشغول رہے۔ جب تک کہ وہ بخارا میں رہے آپ برابر اُن کی صحبت میں پابندی کے ساتھ حاضر ہوتے رہے بہت سے فائدے اُن کی صحبت بابرکت میں حاصل کئے خواجہ عبدالخالق کے پیرِ سبق خواجہ خضر ہیں۔ اور پیر صحبت و پیر خرقہ خواجہ یوسف رحمۃ اللہ علیہ اگرچہ خواجہ یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے طریقہ میں ذکر جہری تھا لیکن انہوں نے خواجہ عبدالخالق رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر خفی میں چونکہ وہ ان کو حضرت خضر علیہ السلام سے پہنچا تھا کوئی ردّ و بدل نہیں فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ جس طرح سے کہ تم کو حضرت خضرؑ نے حکم دیا ہے ذکر میں مشغول رہو ایک مدت کے بعد حضرت خواجہ خدمت حضرت خواجہ یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے جدا ہوئے اور ریاضات و مجاہدات میں مشغول ہوئے۔ آپ اپنے کو پوشیدہ رکھتے تھے۔ کہ کوئی شخص آپکے کام سے واقف ہو سکے۔

ایک روز آپ اپنے عبادت خانہ میں گریہ و زاری میں مشغول تھے۔ دوستوں نے کہا کہ باوجود اُن خوبیوں کے جو آپ میں ہیں اور اُن حالات پسندیدہ کے جو آپ پر گذرتے ہیں اتنا خوف اور ڈر اور گریہ زاری کیوں ہے۔ فرمایا کہ جب میں بے نیازی حق تعالیٰ کو سوچتا ہوں تو جان قالب سے نکلنے کے قریب ہو جاتی ہے۔ میری یہ آہ و زاری اسی وجہ سے ہے کہ شاید مجھ سے ایسا کوئی کام ہو گیا ہو۔ جس کا مجھ کو علم نہ ہو اور وہ بارگاہِ الٰہی میں ناپسندیدہ ہوا ہو۔ خوف خدائے تعالیٰ سے آپکا یہ حال رہتا تھا کہ جہاں آپ بیٹھتے تو ایسے رہتے کہ گویا آپ کو قتل کرنے کے لئے بٹھایا گیا ہے۔

قدسیہ حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ جب میں بیس سال کا تھا حضرت خواجہ خضر علیہ السلام نے مجھ کو حضرت خواجہ یوسف ہمدانی قدس سرہٗ

کے سپرد کیا۔ اور میری تربیت کے لئے وصیت فرمائی ◆

قدسیہ ایک روز ایک درویش نے حضرت خواجہ سے سوال کیا کہ تسلیم کیا شئے ہے آپ نے فرمایا تسلیم یہ ہے کہ مومن نے اپنے نفس اور مال میثاق الست میں خداوند تعالیٰ کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ اور بہشت خرید لیا ہے۔ پس آج بھی یہی تسلیم کرے۔ کہ اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَ اَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّۃَ بیشک اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے اُن کے نفوس اور مال کو جنت کے معاوضہ میں خرید لیا، نفس اور مال کی تسلیم اس طرح سے ہو کہ اپنے نفس کو ملک حق تعالےٰ جانے اور خود کو حق تعالےٰ کا امانت دار سمجھے جب تک ہو سکے جان و مال سے بندگان خدائے تعالیٰ کے ساتھ نیکی کرے اور کسی پر احسان نہ رکھے۔ اور دنیا کے مال و متاع کو دل میں جگہ نہ دے۔ اور اپنے آپ کو حق تعالےٰ کے حکم میں سونپ دے ◆

قدسیہ ایک روز ایک خادم نے حضرت علیہ الرحمۃ سے سوال کیا کہ فراغت کیا ہے۔ فرمایا کہ دل کی فراغت یہ ہے کہ محبت دنیا دل میں راہ نہ پاوے۔ نہ یہ کہ دنیا کی مشغولی سے آزاد رہے۔ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام سے خدائے پاک نے فرمایا کہ فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ اپنے دل کو خالی کر تب ہماری یاد میں مشغول ہو، خدا تعالےٰ نے اس جماعت کی خرید و فروخت اور مخلوق سے گفت و شنید ذکر حق سبحانہٗ سے مانع نہیں ہوتی۔ قرآن مجید میں تعریف کی ہے۔ اور مردانگی کو انہی کیلئے ثابت فرمایا ہے۔ رِجَالٌ لَّا تُلْھِیْھِمْ تِجَارَۃٌ وَّلَا بَیْعٌ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ ایسے مرد ہیں کہ نہیں غافل کر سکتی ہے اُن کو ذکر الٰہی سے تجارت اور نہ خرید و فروخت، اگر تم اُن لوگوں میں سے ہو تو تمہارے لئے مبارکباد ہے اور اگر تم سے یہ نہیں ہو سکتا تو تم اپنے جان و مال سے ایسے لوگوں کی خدمت کرنے میں کمی نہ کرو۔ اور اُن کے اطمینان دل اور فراغت کے اسباب مہیا رکھو۔ تاکہ ان کے کمند دولت سے تم وابستہ رہو۔ کیونکہ جو طاعت اور عبادت کہ اُن سے عمل میں آئیگی اُس لقمہ کی قوت سے پس اُس کا ثواب کھانا کھلانے والے کو بھی پہنچیگا۔ اور اُن کے درجات و مقامات اور کمالات اس صاحب طعام کے حصہ میں بھی لکھے جائینگے تاکہ وہ شخص جو اُن کی محبت اور امداد میں ہو وہ بموجب اس حدیث کے اُن کے ساتھ اُٹھیگا۔ اَلْمَرْءُ مَعَ

۱؎ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس حدیث کو ترمذی نے نقل کیا ہے ◆

مَعَ مَنْ اَحَبَّ انسان اُس کے ساتھ رہیگا جس کو وہ دوست رکھتا ہے، اور اس مرتبہ والے لوگ بعض وقت لِی مَعَ اللّٰہِ کی خاصیت رکھتے ہیں کہ اس وقت اُن کو تصرفات جذبات الوہیت کی قابلیت ہوتی ہے۔ پس ایسی حالت میں اُن سے دم بھر میں اہل آسمان اور اہل زمین کے کام پورے ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ جَذْبَۃٌ مِنْ جَذَبَاتِ الْحَقِّ تُوَازِیْ عَمَلَ الثَّقَلَیْنِ ایک ہی جذبہ جذبات حق میں سے کل جن و انس کے عمل پر غالب آجاتا ہے، پس اگر اُن کی اس حالت میں سے جو کچھ کسی ایسے شخص کو نصیب ہو جائے جس نے اُن کی جانی اور مالی خدمت کی ہے تو وہ اتنی بڑی چیز ہوگی کہ مغرب و مشرق والے جمع ہو کر اُس کا حساب نہ کر سکیں گے۔ اس آیت کریمہ میں اسی مطلب کی طرف اشارہ ہے وَابْتَغِ فِیْمَا اٰتٰكَ اللّٰهُ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ وَلَا تَنْسَ نَصِيْبَكَ مِنَ الدُّنْيَا جو کچھ تجھ کو خدا تعالیٰ نے دنیاوی دیا ہے اس کو رضا الٰہی میں صرف کر ✦

قدسیہ ۔ حضرت خواجہ قدس سرہٗ کے کمالات میں سے یہ چند کلمے ہیں چند طریقہ حضرات خواجگان قدس اللہ اسرارہم طریقہ نقشبندیہ کی بنیاد ہے۔ ہوش در دم۔ نظر بر قدم۔ سفر در وطن۔ خلوت در انجمن۔ یاد کرد۔ بازگشت۔ نگاہ داشت۔ یاد داشت۔ ان کے سوا سب وہم و گمان ہے۔ یہ تین کلمہ ہی اصطلاحاتِ صوفیہ سے ہیں یعنی وقوف زمانی و وقوف قلبی۔ وقوفِ عددی۔ ان الفاظ میں سے ہر ایک کے معنے اس سلسلہ شریفہ کی کتابوں میں مذکور ہیں۔ جن کو اس حقیر نے رسالہ روائح میں بیان کیا ہے۔ جو کہ اصطلاحات صوفیہ کے بیان میں لکھا گیا ہے۔ اس کی طرف آپ رجوع کر سکتے ہیں ✦

قدسیہ ۔ حضرت خواجہ قدس سرہٗ نے اپنے فرزند ارجمند کو چند باتوں کی وصیت کی تھی۔ ان کو ہم یہاں بیان کرتے ہیں :-

آپ فرماتے ہیں کہ اے فرزند! تقوے کو اپنی خصلت بناؤ۔ وظائف اور عبادات پر مضبوطی کی مداومت کرو اور اپنے حالات کا مراقبہ کرو۔ اور خدائے پاک سے ڈرتے رہو اور خدائے بزرگ و برتر اور اُس کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حقوق ادا کرو اور ماں باپ کے۔ ان خصلتوں کے اختیار کرنے سے رضائے حق تعالےٰ سے مشرف ہو جاؤ گے۔ حق تعالےٰ کے احکام کو نگاہ رکھو کہ وہ تمہارا محافظ ہے۔ قرآن مجید کی تلاوت کرتے رہو خواہ دیکھ کر یا زبانی۔ بلند آواز سے ہو یا آہستہ اور علم کی طلب سے ذرا بھی درست ہو

علم فقہ و حدیث سیکھو۔ اور جاہل صوفیوں سے بہت پرہیز کرو۔ اور عوام الناس سے دور رہو کیونکہ وہ راہ دین کے چور ہیں۔ اور مسلمانوں کے رہبر ان مذہب سنّت و جماعت کے پابند رہو۔ اور آئمہ سلف کے مذہب پر قائم۔ کیونکہ نئی نئی باتیں بعد میں پیدا ہوئی ہیں۔ وہ گمراہی سے خالی نہیں ہیں۔ نوجوانوں اور عورتوں اور مالداروں اور بدعتیوں کی صحبت سے دور رہو۔ کیونکہ یہ تمہارے دین کو برباد کر دینگے۔ دو روٹی ملجائیں تو اُن پر قناعت کرو۔ البتہ فقیروں کی صحبت اختیار کرو۔ اور ہمیشہ خلوت پسندی اختیار کرو۔ روزی حلال کھاؤ کیونکہ حلال روزی خیر و بہتری کی کنجی ہے۔ اور حرام سے پرہیز کرو ورنہ حق تعالےٰ سے دوری ہو جائیگی۔ دین پر قائم رہو تاکہ کل کے روز قیامت میں دوزخ کی آگ تم کو نہ جلائے۔ حلال کمائی کا کپڑا پہنو۔ تاکہ عبادت میں حلاوت پاؤ۔ رات اور دن میں بہت کچھ عبادت کیا کرو۔ جماعت کو ترک مت کرو۔ بغیر اس کے کہ مؤذن نہ ہو یا امام۔ اور قبالوں میں اپنا نام مت لکھاؤ۔ نیز عدالتوں اور کچہریوں میں مت پھرو۔ اور لوگوں کی وصیتوں میں دخل مت دو۔ مخلوق سے ایسا بھاگو جیسے شیر سے بھاگتے ہیں۔ اور گمنامی اختیار کرو کہ تمہارا مذہب برباد نہ ہو سکے۔ اور سفر اختیار کرو کہ تمہارا نفس ذلیل ہو۔ خانقاہوں میں قیام اور اُن کی بنا مت کرو۔ کسی کے مذمت کرنے سے غمگین مت ہو۔ اور کسی کی تعریف پر مغرور مت ہو۔ مخلوق کیساتھ اچھی اخلاق سے معاملہ کرو۔ نیک اور بد اور ہر حال میں باادب ہو۔ تمام مخلوقات پر رحم کھاؤ۔ قہقہہ مار کر مت ہنسو۔ قہقہہ کی ہنسی دل کو بند کرتی اور مارتی ہے۔ سردار دوجہان حضرت محمد مصطفےٰ صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم فرماتے ہیں کہ جو کچھ مَیں جانتا ہوں اگر تم بھی جان لو تو تھوڑا ہنسو گے اور بہت روؤ گے۔ خدائے پاک کے عذابوں سے بیخوف مت ہو۔ اور رحمت الٰہی سے نا اُمید نہ ہو۔ اور خوف و رجا کی حالت میں زندگی گذارو۔ کہ سالکوں کا حال یہ ہوتا ہے۔ کبھی وہ خوف میں رہتے ہیں اور کبھی اُمید میں ٭

اے فرزند جب تک ہو سکے شادی مت کرو۔ ورنہ طالب دنیا ہو جاؤ گے اور دین کی طلب تم سے جاتی رہیگی۔ اگر تمہارا نفس مشتاق ہو تو مجاہدہ اختیار کرو۔ اور ساری عمر داغ حسرت میں گذارو۔ موت کو بہت یاد کرو۔ اور طالب ریاست مت بنو۔ جو شخص طالب ریاست ہوا اُس کو طریقت کا سالک نہیں کہا جا سکتا ہے۔ ہمیشہ روزہ دار رہو کیونکہ روزہ نفس کو توڑتا ہے اور فقر میں پاکیزہ اور پرہیزگار رہو۔ اور سبکبار اور دیانتدار اور راہِ خدا میں تقوےٰ اور فقر

اور حلم سے ثابت قدم رہو۔ جان اور مال اور تن سے فقرا کی خدمت کیا کرو۔ اور اُن کا دل راضی رکھو۔ اور اُن کی پیروی کرو۔ اور اُن کے راستہ کو یاد رکھو۔ اور اُن میں سے کسی کا انکار مت کرو۔ سوائے اُن چیزوں کے جو مخالف شرع ہوں۔ اگر فقرا کا انکار کروگے ہرگز نجات نہ پاؤ گے۔ لوگوں سے کوئی چیز مت مانگو۔ اور اپنے لئے کوئی محفوظ مت رکھو۔ اللہ تعالیٰ کے وعدہ پر بھروسہ کرو۔ کیونکہ خدائے پاک فرماتا ہے اے انسان میں ہر روز تم کو روزی پہنچاتا ہوں تو اپنے آپ کو رنج مت دے۔ مقامِ توکل میں قدم رکھو کہ حق سبحانہٗ فرماتا ہے کہ وَ مَنْ یَّتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ فَھُوَ حَسْبُہٗ۔ جو شخص اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اُس کے لئے کافی ہو جاتا ہے۔ پس معلوم کرلو کہ رزق تقسیم کیا ہؤا ہے۔ اور جوانمرد رہو۔ جو کچھ حق تعالیٰ نے تم کو دیا ہے اُس کو تم خلقِ خدا پر خرچ کرو۔ بخل اور حسد سے دُور رہو کیونکہ بخیل اور حاسد کل بروز قیامت دوزخ میں رہینگے۔ اپنے ظاہر کو آراستہ مت کرو۔ کہ ظاہر کی آرائش باطن کی ویرانی ہے۔ حق تعالیٰ کے وعدوں پر بھروسہ کرو۔ اور تمام خلائق سے نا اُمید ہو جاؤ۔ اور اُن سے صحبت مت کرو۔ اور حق بات کہو۔ اور کسی سے مت ڈرو۔ اپنے نفس کی حفاظت کرو۔ کہ اس کو اصلاح پر لا سکو۔ اپنے نفس کی عزت مت کرو۔ اور اُن چیزوں کی طلب سے جن کے بغیر کام چل سکے زبان بند کرلو۔ مخلوق کو ہمیشہ نصیحت کیا کرو۔ کھانا اور پینا کم کرو۔ اور ہرگز بغیر شدید ضرورت کے کوئی چیز مت کھاؤ۔ اور بے ضرورت باتیں مت کرو۔ جب تک کہ نیند غلبہ نہ کرے مت سوؤ۔ اور پھر جلدی اُٹھو۔ مجالس سماع میں زیادہ مت بیٹھو کہ سماع کی زیادتی حال میں بھی نفاق پیدا کرتی ہے۔ سماع کی کثرت دل کو مارتی ہے۔ مگر سماع کا انکار بھی مت کرو کیونکہ بہت سے بزرگوں نے اس کو سُنا ہے۔ سماع صرف اُس کے لئے جائز ہے جس کا دل زندہ ہو اور بدن مردہ۔ اور جس میں یہ دو حالتیں نہ ہوں اُس کے لئے نماز روزہ میں مشغول ہونا بہتر ہے۔ چاہیئے کہ تمہارا دل ہمیشہ اندوہگین رہے۔ اور تمہارا بدن نماز میں مصروف رہے۔ اور عمل میں خلوص ہو۔ تمہاری عام مجاہدہ ہو اور تمہارا کپڑا پرانا۔ اور تمہارے دوست درویش ہوں۔ تمہارا گھر مسجد ہو۔ اور تمہارا حال فقہ کی کتابیں ہوں۔ اور تمہاری آرائش زُہد ہو اور تمہارا مونس اللہ تعالیٰ۔ کسی شخص سے اُس وقت تک بھائی بندی مت کرو۔ جب تک کہ چھ باتیں اُس میں نہ دیکھ لو۔ اوّل یہ کہ وہ فقر کو تونگری پھر ترجیح دے اور دوسرے یہ کہ علم کو دنیا کے سب کاموں سے اچھا سمجھے تیسرے یہ کہ

راہ خدا کی ذلت کو عزت پر فوقیت دے چوتھے یہ کہ علم باطنی اور ظاہری سے آراستہ ہو پانچویں یہ کہ مرنے کے کیلئے تیار ہو +

اے فرزند! کہیں دنیا تجھ کو دھوکا نہ دیوے۔ کیونکہ ایک نہ ایک دن، دن ہو یا رات دنیا سے سفر کرنا پڑیگا۔ تجھ کو چاہئے کہ خلوت میں تنہا اور خوف خدا تعالے سے شکستہ دل رہو۔ تاکہ کرامت میں مستغرق رہ سکو۔ دنیا میں زندگی مسافرانہ گذارو۔ اور دنیا سے ایسے جاؤ کہ تم نہ جانو کہ قیامت میں تم کس جماعت میں محشور ہو گے +

اے فرزند! ان نصیحتوں کو خوب یاد کرو۔ اور عمل کرو جس طرح کہ میں نے اپنے پیر مرشد سے یاد کی ہیں اور عمل کیا اگر تم یاد کرو گے عمل کرو گے تو اللہ تعالے تمہاری دنیا اور آخرت میں نگہبانی فرمائیگا۔ جن باتوں کا میں نے ذکر کیا ہے اگر یہ کسی سالک راہ خدا میں پیدا ہو جائیں تو اُس کی بزرگی مسلم ہو جائیگی۔ اور جو شخص اُس کی پیروی کرے! اپنے مقصود و مطلوب کو پہنچ جائیگا یہ بزرگی کا مرتبہ ہر شخص کو نصیب نہیں ہوتا ہے +

مولنا فضل اللہ روزبہانی المشہور بخواجہ مولنا اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ نے ان وصیتوں کی بہت اچھی شرح سنہ ۹ ہجری میں لکھی ہے! اور ہر مضمون کے متعلق ایک رُباعی بھی تحریر کی ہے۔ کہ آسانی سے یاد ہو جائے +

خواجہ اولیا کبیر قدس سرّہٗ جو حضرت خواجہ کے اکابر خلفا سے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ جس وقت آپ مجھ کو یہ وصیتیں فرما رہے تھے۔ تو میرا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے۔ اور آپ کا ہاتھ میرے ہاتھ میں تھا +

قدسیہ ایک درویش نے حضرت خواجہ قدس سرہ سے پوچھا کہ عالم کے لئے عذاب کی کیا صورت ہے۔ آپ نے فرمایا کہ عالم جب طلب دنیا میں مشغول ہو جاتا ہے اور طلب آخرت سے باز رہ جاتا ہے۔ تو حق سُبحانہٗ تعالے اُس کو دنیا میں عذاب فرماتا ہے۔ یہ عذاب ایسا ہوتا ہے کہ عبادت کی حلاوت اُس کے دل سے اٹھالی جاتی ہے۔ کہ وہ کبھی عبادت میں لذت نہیں پاتا اور عبادت کی ادائی میں وہ سُست ہو جاتا ہے اور نیک کاموں سے باز رہتا ہے پس اُس وقت وہ عذاب آخرت میں مبتلا ہو جاتا ہے +

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے کہ وَیْلٌ لِلْجَاهِلِ مَرَّةً وَلِلْعَالِمِ سَبْعِيْنَ مَرَّةً کہ جاہل کیلئے ایک بار افسوس ہے اور عالم کے لئے ستر بار +

قدسیہ۔ ایک شخص نے حضرت خواجہ قدس سرہٗ سے پوچھا کہ نماز میں خشوع کے کیا معنی ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ نمازی کے اوپر اس قدر حق جل شانہٗ کا خوف اور ڈر غالب آجائے کہ اگر اُس کے تیر ماریں تو خبر نہ ہو۔ اُس نے کہا یہ کیونکر ممکن ہے فرمایا جو لوگ کہ اس سِر سے واقف ہیں اُن کا باطن مثل خون کے بستہ ہو جاتا ہے۔ پھر اُس کو خبر ہونے کے کیا معنی پھر کون شخص جان سکتا ہے کہ اس کا معاملہ کیا ہے اور کس سے پس اس کو ظاہری تکلیف سے کچھ بھی خبر نہیں ہو سکتی۔ وہی ذات بے نیاز اُس کے حال سے واقف اور مطلع ہے اس بات نے اُس شخص کے دل پر ایسا اثر کیا کہ وہ بیخود ہو گیا۔ جب ہوش میں آیا تو کہنے لگا مجھ کو کچھ نصیحت فرمائیے کہ میں اس پر عمل کروں اور قیامت میں میرا شمار نجات یافتوں میں ہو۔ آپ نے فرمایا کہ تین کام ایسے ہیں کہ جو شخص اُن میں سے ایک کو بھی دوست رکھیگا دوزخ اُس کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہو جائیگی۔ پہلے اچھا کھانا دوسرے تونگروں کے ساتھ بیٹھنا۔ تیسرے اچھا لباس پہننا۔ کیونکہ یہ تینوں باتیں اکثر ہوائے نفسانی سے پیدا ہوتی ہیں۔ اور جو شخص نفس کی خواہشوں پر چلتا ہے دوزخ اُس کا ٹھکانا ہے۔

قدسیہ۔ حضرت خواجہ قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ ایک رات میں اپنے عبادت خانہ کی چھت پر عبادت میں مشغول تھا۔ ہمارے پڑوس میں ایک بڑھیا رہتی تھی وہ اپنے شوہر سے لڑ رہی تھی کہ ستر سال کے قریب گذرے میں تیرے گھر میں ہوں تو نے مجھے بھوکا بھی رکھا۔ اور برہنہ بھی مگر میں نے صبر کیا اور گرمی و سردی میں جو کچھ محنت اور سختی مجھ پر گذری اُس کو برداشت کیا۔ جو کچھ تو نے دیا اُس سے زیادہ میں نے نہ مانگا۔ اور تیرے ننگ و ناموس کو محفوظ رکھا اور کسی بیگانے کے سامنے تیری شکایت لیکر نہ گئی۔ یہ سب اس لئے کہ تو میرا ہو کر رہے اور میں تجھ کو دیکھتی رہوں اور اگر تو دوسرے کو اختیار کریگا۔ اور میرے سامنے بیٹھے گا تو میں اپنے ہاتھ سے خواجہ عبد الخالق قدس سرہٗ کے دامن کو پکڑونگی۔ اور جب تک وہ میرا انصاف نہ کرینگے اُن کے دامن کو نہ چھوڑونگی۔ اُس ضعیفہ کی اس بات نے مجھے بہت ذوق بخشا۔ اور میں نے اپنے دل میں کہا کہ اے عبد الخالق یہ عورت محبت مخلوق میں اتنی مضبوط نکلی کہ اتنی مصیبتوں کو برداشت کر چکی ہے۔ اس کا یہ واقعہ سالکِ طریقت کیلئے ایک سبق ہے۔ پھر میں نے غور کیا کہ اس پر کوئی دلیل قرآن مجید سے مل جائے تو یہ آیت مجھ کو ملی۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَ یَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ اگر تو کتنے ہی

گناہ لائے اور شرک لائے تو میں سب کو بخش دونگا لیکن اگر بال برابر بھی تو اپنے دل میں دوسری کو راہ دیگا۔ تو ہماری رحمت سے محروم رہیگا۔

قدس سرہ۔ ایک روز حضرت خواجہ قدس سرہ کے حضور میں ایک درویش کی زبان سے نکلا۔ کہ اگر مجھ کو بہشت اور دوزخ کے لینے میں اختیار دیں تو میں دوزخ کو پسند کرونگا کیونکہ میری تمام عمر نفس کی مخالفت میں گذری ہے۔ اور بہشت نفس کی خواہش ہے۔ اور دوزخ محبوب کی رضا ہے۔ میں محبوب کی خواہش اختیار کرونگا نہ نفس کی۔ حضرت خواجہؒ نے اُس درویش کی اس کلام کی تردید کی اور فرمایا کہ بندہ کو اختیار سے کیا کام جہاں دوست بھیجے وہیں چلا جائے۔ اور جہاں اُس کو ٹھیرائے وہیں ٹھیر جائے کہ بندگی کا یہی طریقہ ہے۔ درویش نے کہا کہ ایسے شخص پر شیطان کا بھی قابو ہوتا ہے یا نہیں۔ فرمایا جب اُس کو غصہ آتا ہے تو شیطان اُس پر قابو پاتا ہے۔ لیکن جو سالک فنا نفس کو پہنچ چکا ہو۔ اُس کو غصہ نہیں آتا بلکہ اُس کو غیرت آتی ہے اور جہاں غیرت ہوتی ہے شیطان وہاں سے بھاگ جاتا ہے۔ اور یہ صفت اُس شخص میں پیدا ہوتی ہے جو خدائے پاک کے رستہ پر چلتا ہو اور کتاب اللہ کو داہنے ہاتھ میں اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بائیں ہاتھ میں لئے ہوئے ہو۔ ان دونو کی روشنائی میں رستہ چلے اور راہ نہ بھولے اور سلوک اس کا سیدھے رستہ پر قاعدہ کے مطابق ہو۔

کرامت۔ حضرت خواجہ قدس سرہ کے ایک مرید نے خواب میں دیکھا کہ ایک جماعت آکر یہ کہہ رہی ہے کہ تو درجہ کمال کو پہنچ گیا ہے۔ پھر اُس کے لئے ایک اونٹ لائے اور وہ اُس پر سوار ہوا اُس سے کہا گیا کہ ہم تم کو بہشت میں لیجاتے ہیں وہ شخص بہشت کی طرف متوجہ ہوا اور ایک ایسی جگہ پہنچا جو نہایت خوش منظر اور دلکشا تھی درخت سرسبز کھڑے ہوئے اور حسین صورتیں خدمت کیلئے کمربستہ اور پاکیزہ و لطیف کھانے دسترخوان پر چنے ہوئے اور پانی کی نہریں جاری ہیں تمام شب وہیں رہا۔ صبح کو جب خواب سے بیدار ہوا تو اُس نے اپنے آپ کو عبادت خانہ میں پایا۔ اسی طرح سے کئی بار اُس نے یہ خواب دیکھا اُس کے دماغ میں تکبر اور غرور پیدا ہو گیا۔ اور حضرت خواجہ کی خدمت کی حضوری کو اُس نے ترک کر دیا حضرت خواجہؒ نے کرامت اور فراست سے معلوم فرما لیا کہ وہ نادان مغرور شیطان کی قید میں پھنس گیا ہے آپ اُس کے عبادت خانہ میں گئے اور دیکھا کہ

بزرگی کے خیالات اس کے دماغ میں بس گئے ہیں اور اُس نے اپنے معاملہ کو برباد کر دیا ہے۔ حضرت نے دریافت فرمایا کہ اب تو کس مقام میں ہے اُس نے سارا قصہ بیان کیا حضرت خواجہؒ نے فرمایا کہ اب تو پھر جب اس مقام پر پہنچے تو تین بار لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ پڑھنا اور ہرگز سستی نہ کرنا۔ پس یہ مقام جو تو نے دیکھا ہے اُس حقیقت تجھ پر ظاہر ہو جائیگی۔ اُس شخص کو جب دوبارہ وہ وقت پیش آیا تو اُس نے حضرت خواجہ کے ارشاد کے مطابق تین بار لَاحَوْل پڑھی۔ وہ جماعت جو اُس کے پاس آیا کرتی تھی اور استدعا کر کے اس کو اس مقام پر لیجایا کرتی تھی۔ سب غائب ہو گئی اور اُس نے اپنے آپ کو ایک مزبلہ یعنی گھوڑے پر بیٹھا ہوا پایا۔ اور مردوں کی ہڈیں اُس کے سامنے پڑی ہوئی تھیں۔ تب اُس نے جانا کہ یہ شیطان کا دھوکا تھا پس آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور توبہ کی ❖

کرامت ۔ حضرت خواجہ قدس سرہٗ کی ولایت اس مرتبہ تک پہنچی تھی کہ ایک وقت کی نماز میں خانہ کعبہ کو جاتے اور واپس آجاتے تھے۔ ملک شام میں آپکے بہت آدمی مرید ہوئے اور وہاں خانقاہ بنائی لیکن آپ بظاہر غجدوان میں رہتے تھے پہلے یہاں کے لوگ حضرت خواجہ کو نہیں پہچانتے تھے کیونکہ آپ اپنے کو ظاہر نہیں فرماتے تھے۔ کہ وہ لوگ آپ کی صحبت کے لائق نہ تھے ❖

کرامت ۔ آپ کے زمانہ میں غجدوان کے ایک مولوی تھے جو چالیس سال تک درس اور افادہ علمی میں مشغول رہے تھے۔ بہت سے طلبا اُن کے پاس پڑھنے کیلئے آیا کرتے تھے۔ خواجہ اولیا کبیر قدس سرہٗ بھی اُن کے پاس پڑھتے تھے۔ ایک دن حضرت خواجہ بازار میں گوشت خرید رہے تھے۔ اولیاء کبیر بھی اُسی رستہ سے جارہے تھے خدا تعالے کی عنایت قدیم نے اُن کو اُس کی توفیق بخشی کہ انھوں نے حضرت سے خواہش کی کہ یہ گوشت اس فقیر کے حوالہ کریں۔ تاکہ آپکے مکان تک پہنچا دے کہ میں اس خدمت کے بجالانے میں اپنی سعادت جانتا ہوں آپنے اپنی کرامت اور فراست سے دریافت کیا۔ اس جوان میں ایسی استعداد اور قابلیت ہے کہ اگر اس کو تربیت دیجائے تو ایک جہان کا پیشوا ہو جائیگا حضرتؒ نے وہ گوشت آپ کے حوالہ کیا اور اپنے دل میں راہ دی۔ حضرت کی نظر کیمیا اثر سے خواجہ اولیا کبیر کا ایسا حال ہو گیا کہ آپ حق و سبحانہٗ کی طرف بہمہ تن متوجہ ہو گئے اور اُس کے حال غلبہ سے علم کی تحصیل سے باز رہے وہ مولوی خواجہ اولیا کبیر سے جب ملتے اثنا میں حضرت

خواجہ سے طریقت حاصل کرنے پر آپ کو ملامت کرتے۔ خواجہ اولیا خاموش رہ جاتے۔ ایک رات خواجہ اولیا نے اپنے کشف میں مولوی کو ایک بُرے لباس میں دیکھا۔ جب پھر صبح کو راستہ میں اُس گمراہ مولوی سے اتفاق ملاقات کا ہوا اور اُس نے اپنی عادت قدیم کے مطابق آپ کو ملامت کرنی شروع کی۔ خواجہ اولیا نے کہا کہ اے استاد آپ کو شرم نہیں آتی مجھ کو ایک نیک کام پر ملامت کرتے ہو۔ اور آپ فلاں ناجائز کام میں مشغول تھے عالم شرمندہ ہوا اور سمجھ گیا کہ آپ پر حضرت خواجہ کی صحبت سے فتح باب ہوا ہے۔ پس وہ مولوی حضرت خواجہ قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا۔ کہ چالیس سال سے علوم ظاہر کی تعلیم دیتا ہوں۔ آپ پر میرے بارہ میں جو کچھ عالم غیب سے منکشف ہوا اُس سے مجھ کو آگاہی بخشئے۔ حضرت خواجہ قدس سرہٗ نے فرمایا اے عزیز! آپ نے بہت مشکل کام کے لئے فرمایا اگر مجھ کو اطلاع دینگے تو آپ سے کہونگا حضرت اُس حال کے منتظر رہے۔ اتفاقاً ایک رات نماز تہجد سے فراغت کے بعد حضرت کے کان میں آواز آئی کہ اُس عالم سے کہو۔ کہ تو چالیس سال سے درس دے رہا ہے مگر اُس میں سے ایک بار بھی ہماری رضامندی کیلئے درس دینا نہیں ہوا۔ جب وہ مولوی حضرت خواجہؒ کی خدمت میں آئے تو آپ نے فرمایا کہ کل ہاتف غیب نے مجھ کو اِس طرح اطلاع دی ہے۔ آپ کے اِس کلام سے اس مولوی میں ایک جوش و خروش پیدا ہوا اور وہ بے ہوش ہو کر گر گئے۔ جب اُنہوں نے اس حالت سے افاقہ پایا۔ خواجہؒ کے فرمانے کی تصدیق کی کہ مَیں نے غور کیا ہے کہ بیشک یہ چالیس سال کا درس علوم محض جاہ طلبی اور نفس کے لئے تھا۔ اور آپ دلوں کے طبیب ہیں۔ فرمائیے کہ کس طرح سے اس کا تدارک کروں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اب سے نفس کی خواہش پر مت چلو اور حبّ جاہ کو ترک کرو۔ تاکہ تمہارا کام درست ہو جائے۔ اس مولوی نے حضرت کے ہاتھ پر بیعت کی اور آپ کے حلقۂ ارادت میں داخل ہوا۔ اور آپ سے تعلیم حاصل کی۔ اور چالیس رات و دن اپنے کام میں مشغول رہا۔ اور کھانا پانی چھوڑ دیا۔ ایک چلہ کے بعد اس نے عالم آخرت کا سفر اختیار کیا۔ اُس کی شب وفات میں لوگوں نے اُس کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ اللہ تعالٰے نے تیرے ساتھ کیا کیا۔ اُس نے کہا کہ مجھے اللہ تعالٰے نے بخشدیا۔ اور اپنی رحمت میرے حال پر شامل فرمائی۔ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ وہ مسلمان جیئے اور مسلمان مرے تو اس کو چاہیئے کہ حضرت عبد الخالق قدس سرہ کے دامن کو مضبوط پکڑے۔ کیونکہ اُن کا طریقہ

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا طریقہ ہے۔ اِس واقعہ کے بعد حضرت خواجہ قدس سرہ کو لوگوں نے پہچانا ؛

کرامت۔ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں صدر سعید کی ارادت کا باعث یہ ہوا کہ ایک وزیر اُنہوں نے اپنے علاقہ کے ایک شخص کو غجدوان بھیجا تا کہ اوقافات کو ضبط کرے اُس سرکردہ نے صبح کی نماز حضرت خواجہ کی مسجد میں ادا کی۔ اور تھوڑی دیر بیٹھا رہا اُس نے دیکھا کہ ایک درویش محراب میں سر جُھکائے ہوئے بیٹھا ہے اِس اثنا میں ایک مسافر آیا اور بلا سلام کئے آپ کے پیچھے بیٹھ گیا۔ اور تھوڑی دیر توقف کر کے چلا گیا۔ پھر ایک اور مُسافر آیا وہ بھی بلا سلام کے تھوڑی دیر بیٹھ کر چلا گیا۔ پھر ایک اور مُسافر آیا اور بغیر سلام کے بیٹھ گیا حضرت خواجہؒ نے مراقبہ سے سر اُٹھایا اور پوچھا کہ اب وہ چھت کیسی ہے مُسافر نے جواب دیا کہ تعمیر ہو رہی ہے۔ وہ شخص یعنی سرکردہ بیان کرتا ہے کہ مَیں بھی اُس مُسافر کے پیچھے باہر نکلا اور اُس سے پوچھا کہ یہ درویش کون ہیں اور تم لوگ کون ہو تم میں سے ہر ایک آتا ہے۔ اور بغیر سلام کئے بیٹھ جاتا ہے۔ اور تھوڑی دیر کے بعد بلا سلام کئے اُٹھ جاتا ہے۔ اور تم نے بھی ایسا ہی کیا۔ مگر تم سے اِن کی ملاقات کا اتفاق ہوا۔ فرمائیے اس میں کیا راز ہے۔ اُس مسافر نے کہا کہ اِن شیخ صاحب کا نام خواجہ عبدالخالق ہے۔ یہ ہمارے پیر ہیں۔ اور اُستاد شام میں ہیں۔ ملک شام میں جب ہم پر کوئی مشکل پیش آتی ہے تو ہم فوراً آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاتے ہیں اور آپ کو دل سے سلام کرتے ہیں۔ اور دل سے ہی آپ سے سوال کو دریافت کرتے ہیں۔ اور قلبی طریقہ سے سلام کا جواب اور مسئلہ کا حل آپ سے سُن لیتے ہیں۔ اور پھر چلے جاتے ہیں۔ سرکردہ نے کہا کہ چھت کے متعلق جو حضرت خواجہ نے پوچھا وہ کیا بات ہے۔ مُسافر نے کہا کہ دمشق کی مسجد کی چھت مخدوش ہو گئی تھی۔ اُسی کے متعلق آپنے پوچھا تھا۔ پھر وہ چلا گیا۔ اور صدر سعید سے سارا واقعہ بیان کیا۔ صدر نے کہا کہ افسوس ہے کہ ایسے اولیاء اللہ دنیا میں موجود ہیں اور ہم کو خبر نہیں۔ ایک پروانہ لکھ کر اس لئے اُسی سرکردہ کے حوالہ کیا کہ اوقاف غجدوان کا محصل حضرت خواجہ کی خانقاہ میں لیجا کر پہنچا دیا جائے۔ محتسب نہایت فرحت اور خوشی کے ساتھ پروانہ لیکر حضرت خواجہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے اُس کو دیکھا اور پھر اُسی کے حوالہ کر دیا اور فرمایا کہ صدر سے کہو کہ

آپ کی حکومت تو اِن حدود کے اندر اندر ہے۔ اور میری حکومت مشرق سے مغرب تک ہے۔ مجھ کو اس کا قبول کرنا مناسب ہے۔ وہ سرگردہ صدر کے پاس واپس آ گیا۔ اور پورا واقعہ بیان کیا۔ صدر حضرت خواجہ کے نہایت نیازمندی اور ادب کے ساتھ معتقد ہوئے اور آپ کے خدام میں داخل ہوئے۔ اکثر ایسا ہوتا کہ صدر سعید نماز صبح سے نماز چاشت تک حضرت خواجہ کی خدمت میں کھڑے رہتے۔ ایک روز خادم نے خیال کیا کہ حضرت خواجہ کے مراقبہ سے فارغ ہونے میں ابھی دیر ہے۔ حالت مراقبہ میں حضرت سے اُس نے عرض کیا کہ صدر سعید بہت دیر سے آپ کی خدمت میں کھڑے ہوئے ہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ ہم نے اس لئے توقف کیا تاکہ اُن لوگوں کا کفارہ ہو جائے۔ جو دن بھر صدر سعید کی خدمت میں کھڑے رہتے ہیں۔

کرامت۔ بخارا میں ایک مجذوبہ عورت جس کا نام عائشہ دیوانی مشہور تھا۔ ہمیشہ برہنہ رہتی اور تمام دن بازار میں پھرتی۔ اُس سے لوگوں نے پوچھا کہ تو کپڑے کیوں نہیں پہنتی۔ اُس نے کہا کہ اس شہر میں مرد کون ہے جس سے میں اپنے آپ کو چھپاؤں۔ ایک روز صبح کے وقت نانبائی کی دُکان کے پاس سے جا رہی تھی۔ تنور کا مُنہ کھلا ہوا اس کو نظر آیا۔ پس تنور میں گر پڑی اور کہا کہ تنور کا مُنہ بند کرو۔ اس شہر میں ایک مرد داخل ہوئے ہیں۔ اُس سے چھپنا چاہتی ہوں۔ لوگوں نے تھوڑی دیر کے بعد تنور کا مُنہ کھولا اور پوچھا کہ تمہارا کیا حال ہے۔ اُس نے کہا کہ کپڑے لاؤ کہ میں پہنوں پس اس کو کپڑے دئے گئے پہن کر باہر نکلی اُس کے جسم کے کسی ایک بال کو بھی ہرج نہ ہوا تھا۔ وہ نانبائی اور آگ سلگانے والے حیرت میں رہ گئے۔ پس اُنہوں نے معلوم کیا کہ یہ عورت ولیہ ہے۔ لوگوں نے اُس کو کہا کہ تجھ کو خدا کی قسم ہے جس نے تجھ کو آگ میں محفوظ رکھا ہم کو بھی بتا کہ وہ کون شخص ہے۔ مجذوبہ نے کہا کہ میرے ساتھ چلو میں اس کو دیکھنے کیلئے جا رہی ہوں۔ بالآخر وہ لوگوں کو اپنے ساتھ لیکر حضرت خواجہ قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ حضرت اُسی وقت غجدوان سے داخل بخارا ہوئے تھے۔ حضرت خواجہ اُس کی تعظیم کیلئے اُٹھے۔ اور دونوں کے باہمی اسرار کے متعلق کچھ گفتگو بھی ہوئی جس کو وہی سمجھے۔ پس وہ نانبائی اور آتش افروز حضرت خواجہ کے معتقد ہو گئے اور آپ سے ذکر کی تلقین حاصل کی اور تھوڑی مدت میں اپنے مقصد کو پہنچ گئے۔

کرامت۔ ایک دفعہ حضرت خواجہ قدس سرہٗ اپنے احباب کے ساتھ زیارت بیت اللہ

کے لئے تشریف لے جا رہے تھے۔ اثناء راہ میں تھکن آپ پر ظاہر ہوئی۔ اور پیاس نے غلبہ کیا۔ ایک گہرے کنوئیں پر پہنچے اُس پر ڈول اور رسّی موجود نہ تھی۔ آپ کے ہمراہی پست دل اور ناامید ہوئے۔ حضرت خواجہؒ نے فرمایا کہ ہم نماز میں مشغول ہیں تم اتنے میں پانی پی لو۔ اور طہارت کر آؤ۔ اصحاب نے آپ کا یہ ارشاد سُنا تو سمجھ گئے کہ آپ کے کلام تاثیر سے ضرور پانی ملجائیگا۔ وہ پانی کی اُمید پر کنوئیں پر آئے کیا دیکھتے ہیں کہ اُسی وقت حضرت خواجہ کے ارشاد کی برکت سے پانی کنوئیں کے مُنہ تک آگیا ہے۔ سب نے پانی پیا اور وضو کیا مگر ایک ہمراہی نے برتن پانی سے بھر لیا۔ اُسی وقت فوراً پانی کنوئیں کی تہ تک چلا گیا۔ اِس واقعہ کو حضرت خواجہ سے عرض کیا گیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اگر تم لوگ خدا کے حکم پر یقین رکھتے تو قیامت تک پانی کنوئیں کی تہ میں نہ جاتا +

کرامت ۔ ایک مرتبہ عاشورہ کے دن لوگوں کی ایک کثیر التعداد جماعت آپ کی خدمت میں حاضر تھی۔ اور آپ علم معرفت میں کچھ ارشاد فرما رہے تھے۔ اتنے میں ایک جوان اہلِ صلاح کا سا لباس پہنے ہوئے خرقہ بدن میں جا نماز کاندھے پر ڈالے ہوئے آپ کی خدمت میں آیا۔ اور ایک کونہ میں بیٹھ گیا۔ آپ نے اُس پر ایک نظر ڈالی اور اُس کو پہچان لیا اور اس کے کام کو پورا کر دیا۔ ایک ساعت کے بعد وہ جوان اُٹھا اور اس نے کہا کہ اے خواجہ حدیث میں آیا ہے کہ اِتَّقُوْا مِنْ فِرَاسَةِ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّهٗ يَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى۔ ڈرو مومن کی فراست سے کہ وہ خدا کے نور سے دیکھتا ہے، فرمائیے اس حدیث کا کیا مطلب ہے آپ نے ارشاد فرمایا اس کا یہ مطلب ہے کہ تو زنّار کاٹ ڈال اور ایمان لا اُس نے کہا کہ ہرگز میرے پاس زنّار نہیں ہے۔ آپ نے خادم کو اشارہ کیا خادم نے اُس کے پاس جا کر خرقہ اُس کے بدن سے اُتار لیا۔ خرقہ کے نیچے سے زنّار نکلا۔ جوان نے اُسی وقت زنّار کاٹ ڈالا اور خدا اور رسول کا قائل ہو کر مسلمان ہو گیا +

کرامت ۔ ایک روز ایک مسافر دُور سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اتنے میں ایک جوان نہایت حسین کمال عجز و تواضع سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور نہایت بے قراری اور بے چینی سے اپنے بارہ میں اُس نے دعا کی استدعا کی۔ آپ نے دستِ دعا درگاہِ بے نیاز میں اُٹھایا۔ اور اُس کے لئے دعا کی فوراً وہ جوان نظر سے غائب ہو گیا۔ مسافر اس واقعہ کو دیکھ کر متحیر ہوا۔ اور اُس نے نہایت انکساری اور عاجزی سے آپ کی

خدمت میں عرض کیا کہ یہ جوان کون تھا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ ایک فرشتہ تھا۔ چوتھے آسمان پر اس کا مقام ہے۔ کسی خطا کی وجہ سے اپنے مقام سے گرا دیا گیا تھا۔ اور آسمان دنیا پر پھینکدیا گیا تھا۔ اُس نے دوسرے فرشتوں سے اپنا واقعہ بیان کیا۔ اور پوچھا کہ اب کیا صورت ہو۔ اور کیا تدبیر کروں جس سے اللہ تعالےٰ مجھ کو میرے پہلے مقام پر پہنچا دے۔ فرشتوں نے اُس کو میرا پتہ بتایا وہ میرے پاس آیا اور دعا کی استدعا کی میں نے دعا کی وہ دُعا قبول ہو گئی پھر وہ اپنے اُسی مقام پر عروج کر گیا ؛

کرامت۔ ایک مرتبہ آپ نے عالمِ کیف میں نظرِ کرامت اثر دُور بین اور کشف یقین سے یہ رُباعی ارشاد فرمائی تھی ؎

بر دوست مبارکیم بر دشمن شوم | در جنگ چو آہنیم در صلح چو موم
سرچشمۂ نور و غجدواں منزلِ ماست | شمشیر دو رویہ میزنیم تا در رُوم

ترجمہ رباعی

دوست کے واسطے اچھا ہوں برا دشمن کو ؛ جنگ میں لوہا ہوں اور صلح میں مانند موم
نور کا چشمہ ہوں اور غجدوان منزل ہے میری ؛ دو تو جاتی ہے تلوار رواں تا در رُوم

لوگ اس رباعی کا مطلب سمجھنے میں حیران تھے۔ آپ کی وفات سے مدتِ دراز کے بعد ۹۰۸ھ ہجری میں اہل سرقان کا لشکرِ سرکش ایک لاکھ خونخوار جنگی سوار کہ مضبوط پہاڑوں کو بھی اُن کے مقابلہ کی طاقت نہ تھی۔ دریائے جیحون کو عبور کر کے ماوراء النہر میں آ پہنچا اور فتنہ و فساد اور ملک کی غارتگری اور بندگانِ خدا کی خونریزی اُنہوں نے شروع کی۔ اور بخارا کے محاصرہ کا ارادہ کیا۔ اور یہ نیت کر لی کہ اگر فتح و نصرت حاصل ہو گی تو اولیا اہل سنت الجماعت کی درگاہوں کو جلا کر خاک سیاہ کرینگے۔ چونکہ اللہ تعالےٰ کو اُن کی بربادی مدِ نظر تھی۔ اُنہوں نے سب سے پہلے غجدوان کا محاصرہ کیا جہاں حضرت خواجہ کا مزار پُر انوار ہے حضرت خواجہ قدس سرہٗ نے سلطان نامور اُزبک کو جو لشکرِ ظفر اسلام کا بادشاہ تھا خواب میں بشارۃ دیا کہ فتح و ظفر تمہارے ہاتھ رہیگی۔ سلاطین آپ کے مزار پُر انوار پر جمع ہوئے اور اس بارگاہ میں پناہ لے گئے۔ اور باغیوں کے لشکر نے اُن پر حملہ کیا اور آپ کے مزار پر ہی جنگ شروع ہو گئی۔ اور بادشاہان اُزبک نے باغیوں کے سرداروں کو حضرت خواجہ کی روحانیت کی مدد سے قتل اور پچاس ہزار سے زیادہ باغیوں کے لشکر کو تہ تیغ کیا۔ اُس وقت آپ کی اس رباعی

کے مضمون کا سرانجام معلوم ہوا۔ کیونکہ باغیوں کی یہ جماعت کنارۂ دریائے جیحوں سے دم تک قابض تھی اور حضرت خواجہ کی شمشیر دور و یہ سے مقتول ہوئے۔ اور عالم میں اُن کا نام نشان باقی نہ رہا +

قدسیہ۔ جب آپ کی عمر اخیر ہوئی اصحاب اور احباب فرزند اور مرید آپ کے آپ سرہانے جمع ہوئے آپ نے آنکھ کھولی۔ اور فرمایا دوستو تم کو مبارک ہو کہ حضرت حق تعالےٰ مجھ سے راضی ہے اور رضامندی کی مجھ کو خوشخبری دی ہے۔ یہ سُنکر سب دوست احباب رونے لگے اور ہر ایک نے دعا کی خواہش کی آپ نے فرمایا کہ دوستو تم کو مبارک ہو کہ حضرت حق تعالےٰ نے خوشخبری دی ہے کہ اس طریقہ کو جو لوگ اختیار کریں اور آخر تک اس پر قایم رہیں ہیں اُن سب کو بخش دونگا۔ اور سب پر اپنی رحمت نازل کرونگا۔ پس بہت کوشش کرو اور ضرور اس پر قایم رہو۔ تاکہ اس طریقہ سے نہ گر جاؤ اور وعدۂ الٰہی سے مشرف ہو جاؤ۔ یہ ارشاد سُنکر سب لوگ جوش و خروش میں آگئے۔ تھوڑی دیر کے بعد آواز آئی کہ یَا اَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ اِرْجِعِیْ اِلٰی رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً اے نفس مطمئنہ اپنے رب کی طرف آ کر تو اُس سے راضی ہے اور وہ تجھ سے، اصحاب نے دیکھا تو آپ رحلت فرما چکے تھے۔ یہ ۶۱۷ھ ہجری کا واقعہ ہے جیسا کہ قطعۂ تاریخ سے ظاہر ہے ؎

خواجہ عبدالخالق آں قطب زماں — غجدوانش بود زادو موئے نیز
گفت با او خیز جبار عزیز — خیز چوں آمد خطاب از حق

گشت تاریخ وفات "خواجہ خیز"

بعضوں نے آپ کا سن وفات ۶۱۷ھ لکھا ہے اور بعض نے ۶۱۵ھ ہجری، قول دوم کی بنا پر اس حقیر نے اس محبوب صمدانی کی تاریخ "یگانۂ وقت بود" نکالی ہے اور قول سوم کی بنا پر لفظ **خواجہ** سے تاریخ نکالی گئی ہے +

قدسیہ۔ آپ کو بعد وفات کے لوگوں نے خواب میں دیکھا کہ عرش کے کنگرے پر ایک نور کے تخت پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ اور فرشتے آپ کی چاروں طرف جمع ہیں اور اللہ تعالےٰ کا سلام آپ کو پہنچا رہے ہیں۔ ایک فرشتہ آپ سے پوچھ رہا ہے کہ کیا کوئی حدیث حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی آپ کو پہنچی ہے۔ جس پر آپ نے عمل نہ کیا ہو۔ حضرت خواجہ نے فرمایا کہ ہاں مگر مجھ کو اُمید ہے کہ میرے بعد اس پر عمل کیا جائیگا۔ اُس نے پوچھا کہ وہ کونسی حدیث

ہے۔ آپ نے فرمایا کہ حدیث قدسی اَنَا عِنْدَ الْمُنْکَسِرَۃِ قُلُوْبُھُمْ وَالْمُنْدَرِسَۃِ قُبُوْرُھُمْ میں اس حدیث کے آخری حصہ پر عمل نہیں کرسکا لیکن میں اُمید رکھتا ہوں کہ میرے بعد اس پر عمل کیا جائیگا۔

منقول ہے کہ آپ کی وفات کے زمانہ میں لوگ آپکے ایسے معتقد تھے کہ اگر اجازت ہوتی تو آپ کی تربت کو سونے سے لیپ دیتے۔ چونکہ آپ کی مرضی نہ تھی اس لئے آپ کی تربت پر کوئی عمارت نہیں بنائی گئی اور کسی کو اُس کی قوت اور جرأت ہو سکتی ہے۔

مخفی نہ رہے کہ حضرت خواجہ یوسف ہمدانی قدس سرہٗ کے سوا آپکے اور تین خلیفہ تھے۔

ایک خواجہ عبداللہ برقی قدس سرہٗ جو خوارزم کے رہنے والے ہیں آپ عالم اور عارف اور صاحب مقامات و کرامات تھے آپ کے بعض آباؤ اجداد برہ فروشی یعنی بکرے فروخت کرتے تھے اس لئے آپ کو برقی کہا جاتا ہے۔ اور برق معرب برہ کا ہے۔ آپ کی قبر مبارک بخارا میں خنگل کے ایک ٹیلہ پر متصل مزار شیخ ابی اسحاق کلاباذی قدس سرہٗ کے ہے۔

دوسرے خلیفہ خواجہ حسن اندقی ہیں۔ اندق ایک گاؤں ہے۔ شہر بخارا سے ایک فرسنگ فاصلہ پر آپ اپنے زمانہ کے شیخ تھے۔ اور مریدین کی تعلیم میں اور مخلوق کو جناب باری کی طرف مدعو کرنے میں طریقہ پسندیدہ رکھتے تھے۔ اور صاحب تصفیہ تھے اور عبادت و ریاضت میں ہمیشہ مشغول رہتے۔ اور آثار سنت کے پیرو تھے۔ آپ حضرت خواجہ یوسف ہمدانی قدس سرہٗ کی صحبت میں برسوں رہے۔ اور آپ کے ساتھ حجاز اور بغداد کا سفر کیا۔ آپ کی پیدائش ۴۶۲ھ ہجری میں ہوئی۔ اور آپ کی وفات ۵۵۲ھ ہجری میں بتاریخ ۲۷ رمضان واقع ہوئی آپ کی قبر بخارا میں بیرون دروازہ کلاباد ہے۔

تیسرے خلیفہ خواجہ احمد یسوی قدس سرہٗ ہیں آپ صاحب کرامات اور بڑے مراتب والے اور بزرگ مقامات و کمالات اور بلند برکات اور روشن درجات والے تھے آپکی پیدائش گاہ مقام یسی ہے جو ترکستان کے مشہور شہروں میں سے ہے۔ اور آپکے سلسلہ کے مرید بھی اس مقام میں موجود ہیں۔ آپ اپنے لڑکپن کے زمانہ میں حضرت بابا ارسلان کی نظر کیمیا اثر کے منظور تھے۔ اور حضرت بابا ارسلان حضرت رسالت پناہ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد مبارک سے آپ کی تربیت و تعلیم میں مشغول ہوئے تھے۔ آپ نے بابا ارسلان کی صحبت میں بہت سی ترقیاں حاصل کیں۔ اور حضرت بابا ارسلان کی وفات کے بعد اُن کے ارشاد کے

لہ حدیث قدسی یعنی خدائے تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ میں اُن لوگوں سے نزدیک ہوں جنکے دل بخوبی سے بے تعلق ہیں اور انکی قبریں مٹی سوئی سی ہوں۔

مطابق بخارا میں تشریف لائے۔ اور آپ کا سلوک حضرت خواجہ یوسف ہمدانی قدس سرہٗ کی صحبت میں پورا ہوا۔ اور آپ درجہ کمال اور تکمیل کو پہنچے۔ اور آپ کی خلافت کی بنا پر آپ دعوت خلق اللہ میں مشغول ہوئے۔ جب اشارہ غیب سے آپ کو بخارا سے سفر لیسی کا ارشاد ہوا تو آپ نے اپنے اصحاب کو حضرت خواجہ عبد الخالق غجدوانی قدس سرہٗ کی ملازمت میں رہنے کے لئے وصیت فرمائی۔ حضرت خواجہ احمد یسوی قدس سرہٗ مشائخ ترک کے پیر حلقہ ہیں۔ اکثر مشائخین ترک کا انتساب آپ ہی کی جناب سے ہے +

حضرت خواجہ عارف ریوگری قدس سرہٗ

کے حالات

آپ کا انتساب اس طریقہ میں حضرت خواجہ عبد الخالق غجدوانی قدس سرہٗ سے ہے آپ حضرت خواجہ کے بڑے صحابی اور نامور خلیفہ ہیں۔ آپ کا مقام ولادت اور وفات ریوگر ہے۔ جو بخارا سے چھ فرسنگ کے فاصلہ پر ایک گاؤں ہے۔ ریوگر سے غجدواں ایک فرسنگ شرعی پر ہے۔

حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند قدس سرہٗ کی نسبت اور ارادت کا سلسلہ خلفائے حضرت خواجہ عبد الخالق قدس سرہٗ میں آپ ہی عارف ربانی تک پہنچتا ہے +

خواجہ عبد الخالق غجدوانی قدس سرہٗ کے چار خلیفہ ہیں۔ اُن میں سے پہلے خلیفہ آپ ہی ہیں۔ جو کارخانہ عرفان کے خدیو ہیں۔ دوسرے خواجہ احمد صدیق قدس سرہٗ۔ تیسرے خواجہ اولیاء کبیر قدس سرہٗ۔ چوتھے خواجہ سلیمان کرمینی قدس سرہٗ ہیں +

خواجہ احمد صدیق قدس سرہٗ بخاری الاصل ہیں اور حضرت خواجہ عبد الخالق قدس سرہٗ کے بعد اُن کی جگہ پر وہ جانشین اور دعوت خلق میں مشغول ہوئے۔ جب تک آپ زندہ رہے حضرت خواجہ قدس سرہٗ کے تمام خلفاء اور مریدین آپ کی اتباع اور موافقت میں کوشش کرتے رہے۔ جب خواجہ احمد صدیق قدس سرہٗ کا مقام صحراء قریہ مغبیان میں جو شہر بخارا سے تین فرسنگ ہے وفات کا وقت پہنچا۔ تو آپ نے تمام اصحاب کو خواجہ عارف قدس سرہٗ کی صحبت کیلئے وصیت فرمائی۔ خواجہ عارف اور خواجہ اولیاء کبیر بخارا میں حضرت خواجہ عبد الخالق قدس سرہٗ کی خلافت کی وجہ سے ہدایت خلق اللہ میں مشغول ہو گئے۔ اور مشہور ہے کہ خواجہ اولیاء کبیر نے بخارے کے بازار کی صرافوں کی مسجد میں ایک چلہ شغل نفی خواطر میں صرف کیا کہ اس چالیس رات

دن میں کوئی خطرہ آپ کے قلب میں پیدا نہ ہوتا۔ حضرت خواجہ احرار قدس سرہٗ خواجہ اولیائے کبیر کے اس حال کو نہایت عجیب اور غریب فرمایا کرتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ طریقہ خواجگان قدس اللہ اسرارہم کے طریقہ کی تھوڑی مدت کی مشغولیت اس مرتبہ کو پہنچادیتی ہے کہ ذکر کی آواز کانوں میں آنے لگتی ہے۔ حضرت خواجہ احرار قدس سرہٗ یہ بھی فرماتے ہیں کہ خواجہ اولیا کبیر قدس سرہٗ سے جو نفی خواطر کا جملہ مشہور ہے اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ بالکل کوئی خطرہ ہی نہیں آتا بلکہ اُس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی ایسا خطرہ نہیں آتا۔ جو نسبت باطن کے مزاحم نہ ہو جیسے پانی پر کچرہ کا رہنا پانی کے بہنے کو مانع نہیں ہو سکتا حضرت خواجہ احرار قدس سرہٗ نے حضرت خواجہ علاؤالدین غجدوانی قدس سرہٗ سے جو کہ حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہٗ کے بڑے خلفا میں سے ہیں نقل فرمایا ہے کہ خطرے نسبت باطن کے مانع نہیں ہو سکتے۔ اور خطروں سے پرہیز کرنا باختیار طبعی دشوار ہے کہ ہم بیس سال تک نفی خطرات میں مشغول رہے۔ مگر پھر بھی خطرہ آ گیا لیکن ٹھیرا نہیں فی الحقیقت خطروں کو روکنا نہایت قوی کام ہے۔ ایک جماعت اولیاء کا یہ مسلک ہے کہ خطرہ اعتبار کے لائق چیز نہیں ہے۔ مگر اُس سے لاپرواہی نہیں کرنی چاہیئے تاکہ قرار نہ پکڑ جائے کیونکہ اُس کے قرار پکڑ لینے سے مجازی فیض میں رکاوٹیں پیدا ہو جاتی ہیں مگر ہمارے حضرت مجدد صاحب قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے ہیں کہ اگر بالفرض سالک کو عمر نوح (علیہ السلام) بھی میسر ہو جائے تو کسی طرح سے کوئی بھی خطرہ اُس کے دل میں گزریگا کیونکہ قلب کو ماسوا سے ایک ایسا نسیان حاصل ہو چکا ہے کہ اگر تکلف سے بھی غیر حق کی یاد اُس کو دلائی جائے تو بھی وہ یاد نہ کر سکیگا۔

حضرت خواجہ سلیمان کرمینی قدس سرہٗ قول صحیح کی بنا پر حضرت خواجہ عبدالخالق کے چوتھے خلیفہ ہیں۔ بعض مورخین نے بیان کیا ہے کہ آپ خواجہ عبدالخالق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچے ہیں۔ مگر آپ کے سلوک کی تکمیل خواجہ اولیاء کبیر کی خدمت میں ہوئی۔ اسی بنا پر شرح وصایائے حضرت خواجہ عبدالخالق قدس سرہٗ میں مذکور ہے کہ جب خواجہ اولیا کبیر نے بخارا میں وفات پائی تو آپ نے چار خلیفہ منتہی چھوڑے۔ ایک خواجہ دہقان قلتیؒ دوسرے خواجہ اولیا غریبؒ تیسرے خواجہ سوگانؒ چوتھے خواجہ سلیمانؒ۔ یہ چاریار خواجہ اولیاء کے طریقہ درویشی پر تھے۔ خواجہ اولیاء کبیر کی وفات کے بعد خواجہ دہقان قلتیؒ اُن کے جانشین ہوئے۔ جب خواجہ دہقان کا وصال ہو گیا تو خواجہ اولیاء غریب علیہ الرحمۃ

ہدایت خلق اللہ میں مشغول ہوئے۔ اُن کے بعد خواجہ سوگانیؒ اور اُن کے بعد خواجہ سلیمانؒ بلحاظ خواجہ اولیاء کبیر سے خلافت پانے کے مشغول ہدایت رہے۔ آپ کے بعد خواجگان کے ارشادات اور مقامات کا سلسلہ شیخ سعید الدین غجدوانی قدس سرہٗ مصنف کتاب "مسلک العارفین" کے تفویض ہوا۔

قدسیہ۔ خواجہ سلیمان قدس سرہٗ سے لوگوں نے پوچھا کہ حدیث شریف میں جو وارد ہے کہ اَلْمُخْلِصُوْنَ عَلٰی خَطَرٍ عَظِیْمٍ (مخلصین خطر عظیم پر ہیں) یہ خطر عظیم کیا چیز ہے آپ نے فرمایا کہ اگر اس خطر سے مراد خوف ہے تو ضرور تھا کہ خدمت میں حرف فی ہوتا حالانکہ حرف علیٰ ہے۔ یہ اس امر پر دلیل ہے کہ خطر عظیم کوئی بلند مقام ہے جو مخلصوں کے لئے مخصوص ہوگا جس کے لئے خوف لازم ہے۔ کیونکہ جو چیز آفتاب سے نزدیک تر ہوتی ہے اُسی قدر اُس میں حرارت آفتاب کا اثر زیادہ ہوتا ہے۔ ؎

نزدیکاں را بیش بود حیرانی ترجمہ ؎ مقربوں کو حیرانی زیادہ ہوتی ہے

خواجہ سلیمان قدس سرہٗ کی قبر کرمینہ میں ہے۔ جو ایک قصبہ ہے اور بہت سے قریوں کو شامل ہے۔ اور وہاں سے شہر بخارا تک گیارہ فرسنگ شرعی کی مسافت ہے۔

خواجہ عارف ریوگری قدس سرہٗ کی وفات ۶۱۶ھ ہجری یا ۶۱۷ھ ہجری میں ہوئی۔

حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی قدس سرہٗ کے حالات

آپ کا انتساب اس باریک طریقہ میں خواجہ عارف ریوگری قدس سرہٗ سے ہے آپ خواجہ عارفؒ کے تمام اصحاب اور طلبہ میں افضل اور اکمل ہیں۔ عارف باللہ خواجہ عارف کا وقت جب اخیر ہوا تو آپ نے خواجہ محمودؒ کو اپنا خلیفہ کیا۔ اور ہدایت خلق اللہ کی اجازت عطا فرمائی اور اپنے تمام مریدوں اور دوستوں میں سے آپ کو ذریعہ خلافت کے ممتاز فرمایا۔ آپ کا مقام ولادت موضع انجیر فغنہ ہے۔ جو علاقہ بخارا میں وابکنہ کا ایک گاؤں ہے۔ اور وابکنہ ایک قصبہ ہے جو چند قریوں اور مزرعوں پر شامل ہے۔ اور شہر سے تین کوس پر واقع ہے آپ وابکنہ میں مقیم اور مخلوق کو ہدایت کرتے رہے۔ ممکن ہے کہ آپ نے مقتضاء زمانہ اور مصلحت وقت کی بنا پر طالبوں کو ذکر جہر کرنے کے لئے حکم دیا ہو۔ اس سلسلہ میں آپ پہلے

شخص ہیں جنہوں نے ذکر جہر شروع کیا ۔

حضرت خواجہ عبدالخالق اور حضرت خواجہ عارف قدس سرہما نے ذکر جہر نہیں کیا۔ خواجہ اولیاء کبیر قدس سرہ نے خواجہ محمود انجیر فغنوی پر اعتراض کیا کہ اپنے پیر کے طریقہ کے خلاف ذکر جہر آپ نے کیوں اختیار کیا ہے۔ خواجہ محمود قدس سرہ نے جواب میں فرمایا کہ مجھ کو حضرت پیر نے اخیر وقت میں یہ فرمایا کہ تم ذکر جہر کیا کرو ۔

قدسیہ ۔ مولانا حافظ الدین بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنے وقت کے بہت بڑے عالم تھے اور حضرت خواجہ محمد پارسا قدس سرہ کے جدِ اعلیٰ تھے۔ رئیس العلماء شمس الائمہ حلوائی قدس سرہ کے ارشارہ سے آئمہ اور علماء وقت کی ایک جماعت کے ساتھ بخارا میں حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی سے پوچھا کہ آپ ذکر جہر کس نیت سے کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا تاکہ سویا ہوا بیدار ہو۔ اور غافل ہشیار ہو۔ اور رستہ پر آجائے اور شریعت و طریقت کی استقامت حاصل کرے۔ اور توبہ و انابت کی حقیقت کی طرف جو ہر ایک نیکی اور نیک بختی کی اصل ہے رغبت کرے۔ مولانا نے فرمایا کہ آپ کی نیت صحیح ہے۔ اور آپ کے لئے یہ شغل مناسب ہے، لیکن ذکر جہر کی ایک حد مقرر کیجئے تاکہ حقیقت مجاز سے ممتاز اور بیگانہ یگانہ سے جدا ہو جائے۔ حضرت خواجہ محمود نے فرمایا کہ ذکر جہر اس شخص کے لئے درست ہے کہ جس کی زبان جھوٹ اور غیبت سے اور اُس کا حلق لقمہ حرام اور شبہ سے پاک ہو اور اس کا دل صاف ہو۔ ریا و سُمعہ یعنی لوگوں کے دکھانے اور سُنانے اور اُس کا دماغ خالی ہو غیر بارگاہ الٰہی کی طرف توجہ کرنے سے ۔

درجہ ۔ خواجہ علی رامیتنی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ ایک درویش نے حضرت خضر علیہ السلام کو دیکھا اور اُن سے پوچھا کہ اس زمانہ کے مشائخ میں ایسا کون بزرگ ہے جو استقامت کا مرتبہ رکھتا ہو۔ تاکہ دستِ ارادت سے اس کا دامن پکڑوں اور اس کی پیروی کروں۔ حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ اس صفات کے بزرگ خواجہ محمود انجیر فغنوی ہیں۔ خواجہ علی رامیتنی کے بعض اصحاب نے کہا کہ وہ درویش خود خواجہ علی رامیتنی تھے۔ مگر اس وجہ سے اپنا نام نہ بتایا۔ کہ یہ نہ ظاہر ہوئے کہ آپ نے حضرت خضر علیہ السلام کو دیکھا ہے ۔

کرامت ۔ ایک روز خواجہ علی رامیتنی قدس سرہ خواجہ محمود انجیر فغنوی قدس سرہ کے تمام اصحاب کے ساتھ قریہ رامیتن میں ذکر میں مشغول تھے۔ اتنے میں کیا دیکھتے ہیں کہ ایک

بڑا مرغ سفید رنگ کا اُڑتا ہوا اِن سب کے سر پر سے گذر رہا ہے۔ جونہی وہ آپ کے سر پر سے گذر رہا ہے۔ جونہی وہ مرغ آپ کے سر پر سے گذرا فصیح زبان سے بول اُٹھا کہ "اے علی مردانہ رہ"۔ سب ساتھی اس مرغ کو دیکھتے ہی اور اس کلمہ کو سنتے ہی بے ہوش ہو گئے۔ جب اُن کو افاقہ ہوا تو خواجہ علی قدس سرّہٗ سے پوچھا کہ ہم نے جو کچھ اس وقت دیکھا اور سُنا اُس کی حقیقت کیا ہے۔ خواجہ علی قدس سرّہٗ نے فرمایا کہ خواجہ محمود انجیر فغنوی کو اللہ تعالیٰ نے وہ بزرگی عطا فرمائی ہے کہ آپ ہمیشہ اُس مقام میں" جہاں اللہ تعالیٰ نے موسےٰ کلیم اللہ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہزاروں کلمات فرمائے" پرواز کرتے ہیں آپ اس وقت خواجہ دہقان قلتی جو خواجہ ادیبا کبیر کے پہلے خلیفہ ہیں۔ اُن کے سرہانے تشریف لیگئے تھے۔ کیونکہ اُن کی وفات قریب آگئی ہے۔ اور خواجہ دہقاں نے جناب ایزدی میں دعا کی تھی کہ میرے اس اخیر وقت میں اپنے دوستوں میں کسی کو بھیج کہ اس وقت مجھ کو مدد پہنچے۔ اس لئے خواجہ محمود کو حکم ہوا تھا کہ خواجہ دہقان کے پاس تشریف لیجائیں اور اُن کے اخیر وقت میں اُن کی مدد کریں ؎

چہ خوش است آں زمانے کہ بجشود کارِ آخر کہ اجل نہ در درآید تو بہ سر رسیدہ باشی

خواجہ محمود قدس سرّہٗ کا مزار پُر انوار وابجنہ میں ہے۔ خلق اللہ آپ کی زیارت کرتی ہے۔ اور آپ کی قبر سے برکت حاصل کرتی ہے۔

حضرت خواجہ علی رامیتنی قدس سرّہٗ کے حالات

طریقت میں آں ولایت مآب کا انتساب حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی قدس سرّہٗ سے ہے۔ جب حضرت خواجہ محمود کی وفات کا وقت قریب ہوا تو انہوں نے خلافت کا کام خواجہ علی کے حوالہ اور اپنے تمام اصحاب کو آپ کے تفویض کیا۔ آپ کی پیدائش مقام رامیتن میں ہوئی جو ولایت بخارا میں ایک بڑا قصبہ ہے۔ شہر سے دو کوس پر واقع ہے۔ آپ خضر علیہ السلام کے صحبت دار تھے۔ اور اُنہی کے ارشاد کی بنا پر حضرت خواجہ محمود کے مرید ہو گئے۔ چنانچہ اس کا مختصر سا بیان ابھی گذر چکا ہے۔ آپ صاحب مقامات و کرامات اور مالک درجات و کمالات تھے۔ اتفاقات زمانہ کی وجہ سے قصبہ رامیتن سے شہر باورد میں تشریف لائے اور ایک مدت تک یہاں مقیم رہے۔ مخلوق کو خدا تعالیٰ کی طرف رہنمائی کرتے تھے اور خلق اللہ

کے ارشاد و ہدایت کا مشغلہ رکھتے تھے۔ پھر عوارضِ زمانہ سے یاورد سے نکل کر شہر خوارزم میں آکر مقیم ہوئے۔ ریاضت اور مجاہدہ میں مشغول رہتے تھے۔ شہر خوارزم میں آپ کا کاروبار بہت بلند ہوا۔ آپ بہت کچھ اخلاق پسندیدہ اور اوصافِ حمیدہ سے متصف تھے۔ بہت آدمی آپ کی مریدی اور نیازمندی میں داخل ہوئے۔ اہلِ خوارزم آپ کو خواجہ علی اوردی اور اہلِ بخارا بشیخ علی رامیتنی اور صوفی آپ کو حضرت عزیزان کہتے ہیں۔ کیونکہ اثنائے گفتگو میں آپ اپنے کو لفظ عزیزان سے تعبیر کر کے فرمایا کرتے تھے۔ کہ اسی وجہ سے آپ کو عزیزان کہتے ہیں ؀

قدسیہ شیخ علاؤالدولہ سمنانی قدس سرہٗ حضرت عزیزان قدس سرہٗ کے ہم عصر تھے انہوں نے ایک درویش کو آپ کی خدمت شریف میں بھیجا۔ اور یہ تین سوال آپ سے کئے ایک یہ آپ اور ہم آنے جانے والوں کی خدمت کیا کرتے ہیں۔ آپ دسترخوان میں تکلف نہیں کرتے اور ہم کرتے ہیں۔ مگر لوگ آپ سے راضی ہیں اور ہمارے شاکی اس کی کیا وجہ ہے حضرت عزیزان قدس سرہٗ نے اس کا یہ جواب دیا کہ احسان رکھ کر خدمت کرنے والے بہت ہیں اور اُن کا احسان اپنے اوپر رکھ کر کرنے والے کم ہیں۔ کوشش کیجئے کہ دوسری قسم والے لوگوں میں آپ کا شمار ہو ؀

دوسرا سوال یہ تھا کہ ہم نے سُنا ہے کہ آپ کی تربیت خواجہ خضر علیہ السلام نے کی ہے۔ اس کی کیا حقیقت ہے، آپ نے اس کا جواب دیا کہ حق سبحانہٗ کے بندے اُسی ذات کے عاشق ہیں جس کے خضر عاشق ہیں ؀

تیسرا سوال یہ تھا کہ ہم نے سُنا ہے آپ ذکر جہر کرتے ہیں اس کی کیا وجہ ہے، آپ نے جواب دیا کہ ہم بھی سنتے ہیں کہ آپ ذکر خفی کرتے ہیں پس آپ کا ذکر بھی جہری ہوا کہ مسموع ہوا ؀

قدسیہ۔ حضرت عزیزان قدس سرہٗ سے پوچھا گیا کہ ایمان کیا ہے آپ نے فرمایا کہ نکلنا (خودی سے) اور ملنا (حق سے) ؀

قدسیہ۔ آپ فرماتے ہیں کہ اگر حضرت منصور علیہ الرحمۃ کے سولی چڑھاتے وقت کوئی ایک شخص بھی خواجہ عبدالخالق قدس سرہٗ کے مریدوں میں سے موجود ہوتا تو منصور ہرگز دار پہ نہ چڑھائے جاتے ؀

قدسیہ۔ آپ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ کے ہم نشین رہو اگر خدا کی ہم نشینی نہیں کر سکتے ہو۔ تو اُس کے ہم نشین رہو جو خدا کی ہم نشینی رکھتا ہے۔ کیونکہ خدا کے ہم نشین کا ہم نشین جُدا

کا ہم نشین ہے ؎

ہر کہ خواہد ہم نشینی با خدا گو نشیں اندر حضورِ اولیا

قدسیہ۔ آپ فرماتے ہیں کہ اس زبان سے دعا کرو جس سے کوئی گناہ نہ کیا گیا ہو یعنی دوستانِ حق کے سامنے تواضع اور نیازمندی بجالاؤ تاکہ وہ تمہارے لئے دعا کریں ۔

قدسیہ۔ آپ فرماتے ہیں کہ عمل کرے اور سمجھتا رہے کہ اس نے کچھ نہیں کیا اور وہ قصور مند ہے۔ اور چاہئے کہ عمل کرنا پیر سے حاصل کرے ۔

قدسیہ۔ آپ فرماتے ہیں کہ اگر تو نیکوں کے پاس بیٹھیگا تو نیک ہو جائیگا۔ اور بدوں کے پاس بیٹھیگا تو بد ہو جائیگا ۔

قدسیہ۔ آپ فرماتے ہیں کہ تو اگر ایسے شخص کے ساتھ بیٹھے جو خدا کی یاد کو تجھ سے بجھا دے۔ تو تو جان لے کہ وہ تیرا شیطان ہے بصورتِ انسان ابلیس انسان ابلیس جن سے بدتر ہے۔ کیونکہ وہ پوشیدہ وسوسہ ڈالتا ہے اور یہ ظاہر ہو کر ؎

با ہر کہ نشستی و نشد جمع دلت وز تو نرمید زحمتِ آب و گلت

زنہار ز صحبتش گریزاں میباش ورنہ نکند روحِ عزیزاں بحلت

ترجمہ رباعی

جس شخص کے پاس آپ بیٹھیں اور اس کی صحبت سے آپ میں دلجمعی نہ پیدا ہو اور آب و گل کی کدورتیں[1] دور نہ ہوں، اس شخص کی صحبت سے دور بھاگو ورنہ علی عزیزاں کی روح آپ کی اس غلطی کو معاف نہ کرے گی ۔

قدسیہ۔ آپ فرماتے ہیں کہ یارِ نیک کی صحبت کارِ نیک کی صحبت سے بہتر ہے۔ کیونکہ نیک کام تم کو تکبر اور پندار سے نہیں بچاتا۔ اور یارِ نیک تم کو صلاح و ثواب کا رستہ بتائیگا۔

قدسیہ۔ آپ فرماتے ہیں کہ خودی والے کے پاس مت بیٹھو۔ جو شخص خودی سے پاک ہو اس کے پاس بیٹھو ۔

قدسیہ۔ آپ فرماتے ہیں کہ ہمارے لئے دور والے نزدیک ہیں۔ اور نزدیک والے دور۔ لیکن دور والے جو نزدیک ہیں وہ لوگ ہیں جو بظاہر بدن سے ہم سے دور ہیں اور دل و جان کے ساتھ ہم سے نزدیک ہیں۔ نزدیکان دور وہ لوگ ہیں کہ گو بظاہر ہماری صحبت میں ہیں

---

[1] خواہی کہ شود دلِ تو چوں آئینہ ۔ دو چیز بروں کن از درونِ سینہ ۔ بعض حسد و ظلم و حرام و غیبت ۔ بخل و طمع و حرص و ریا و کینہ

نگر دل وجان سے ہمارے ساتھ نہیں ہیں۔ بلکہ اُن کا دل وجان کار و بارِ دنیا اور حرص ہوا میں مبتلا ہے۔ اگرچہ وہ بظاہر ہمارے ساتھ ہیں۔ مگر جان و دل اُن کا دوسری جگہ ہے ہمارے لئے دورانِ نزدیک بہتر ہیں نزدیکانِ دُور سے کیونکہ اعتبار دل و جان کی نزدیکی کا ہے۔ کہ آب و گل کی نزدیکی لائق اعتبار نہیں ہے ؎

گر در یمنی کہ بامنی پیشِ منی ور پیشِ منی کہ بے منی در یمنی

ترجمہ۔ اگر ملک یمن میں ہیں آپ مگر ہمارے خیال میں ہیں گویا کہ آپ ہمارے پاس ہیں اور اگر آپ ہمارے سامنے ہیں مگر ہمارے ہم خیال نہیں ہیں۔ تو گویا یمن کے ملک میں ہیں ۞

قدسیہ۔ ایک شخص نے آپ سے پوچھا کہ بالغ شریعت کون ہے اور بالغ طریقت کون۔ آپ نے فرمایا کہ بالغ شریعت وہ شخص ہے جس سے منی نکلے۔ اور بالغ طریقت وہ شخص ہے جو منی یعنی خودی سے نکل جائے۔ درویش نے آپ کا یہ ارشاد سن کر سر زمین پر رکھا آپ نے فرمایا کہ زمین پر سر رکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ بلکہ جو چیز سر میں رکھتے ہو یعنی خودی اس کو زمین پر رکھو ۞

قدسیہ۔ آپ کے فرزند جانشین خواجہ ابراہیم قدس سرہٗ نے آپ سے پوچھا کہ اس کلمہ کے کیا معنے ہیں کہ فقیر خدا کا محتاج نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا کہ فقیر اپنی حاجت کیلئے خدائے بزرگ و برتر سے سوال نہیں کرتا۔ کیونکہ خدائے عالم الغیب جب اُس کی حاجت کو جانتا ہے تو پھر اُس کو سوال کرنے کی کیا ضرورت ہے ۞

قدسیہ۔ آپ فرماتے ہیں کہ غنا بے نیازی ہے یہ صفت اگرچہ مالداری کے مشابہ ہے مگر حقیقت میں بے نیازی فقیر کی صفت ہے کیونکہ بہت ممکن ہے کہ کوئی شخص فقیر کو کوئی چیز دے۔ اور وہ اس کو نہ لے۔ کیونکہ لینا اُس پر واجب نہیں ہے اور غنی اگر نہ دینا چاہے تو ممکن نہیں ہے کیونکہ دینا اس پر واجب ہے۔ بموجب آیت شریف وَآتُوا الزَّكٰوةَ اور ادا کرو زکوٰۃ وَاَنْفِقُوا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ اور خرچ کرو اس چیز کو جو ہم نے تم کو بطور روزی کے دی ہے ۞

قدسیہ۔ آپ فرماتے ہیں کہ فقیر اگر ہاتھ میں کچھ نہ رکھتا ہو۔ اور دل میں کسی چیز کا خواہاں ہو تو وہ فقیر اچھی صفات والا ہے۔ اور اگر وہ کہے کہ فقیر میرا فخر ہے تو سچا ہے اور اگر فقیر ہاتھ میں کچھ نہ رکھتا ہو مگر دل میں کسی چیز کا خواہاں ہو تو وہ محلہ بھر کا فقیر ہے نہ کہ حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کرنے والا۔ اگر وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

پیروی کرنے والا ہوتا تو وہ نہ دل سے کسی چیز کا خواہاں ہوتا اور نہ زبان سے۔ اور اگر فقیر ہاتھ میں کچھ چیز رکھتا ہو اور پھر اور کا طلبگار ہو تو وہ بری صفات والا فقیر ہے۔ جسکی نسبت اَلْفَقْرُ سَوَادُ الْوَجْہِ "روسیاہی" ارشاد ہوا ہے۔ یہ اُسی کا مصداق ہے۔ اور حدیث شریف ہے وَكَادَ الْفَقْرُ اَنْ يَّكُوْنَ كُفْرًا کہ فقر کفر تک لیجاتا ہے، اُسی کی شان میں آئی ہے ؛

قدسیہ۔ آپکے فرزند ارجمند نے آپ سے پوچھا کہ یہ حدیث اَلْفَقْرُ سَوَادُ الْوَجْہِ فِي الدَّارَيْنِ وَكَادَ الْفَقْرُ اَنْ يَّكُوْنَ كُفْرًا کہ فقیری دو جہان میں روسیاہی ہے اور فقر کفر سے قریب کرتا ہے "اس حدیث شریف کے کہ اَلْفَقْرُ فَخْرِيْ فقر میرا فخر ہے مخالف ہے، اسکی کیا وجہ ہے آپ نے فرمایا کہ وہ دونوں حدیثیں اس فقیر کی شان میں ہیں جو مخلوق کی طرف متوجہ ہو۔ یعنی وہ درویش جو فقر کو خلق پر ظاہر کرے۔ اور خلق سے کچھ چاہے۔ اور اپنے فقر کو آلۂ گدائی اور کمانے کا وسیلہ بنائے ؛

قدسیہ۔ یہ طریقہ حقیقت میں خدائے پاک کی شکایت ہے اور دنیا میں رسوائی ہے اور حق سبحانہ کی شکایت کفر ہے اور روز آخرت کی روسیاہی ہے ؛

قدسیہ۔ آپ فرماتے ہیں کہ فقیر کا ہاتھ غنی کے ہاتھ سے اونچا رہتا ہے کیونکہ فقیر کا ہاتھ خدا کے ہاتھ کا نائب ہے۔ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ اَلصَّدَقَةُ تَقَعُ فِي كَفِّ الرَّحْمٰنِ قَبْلَ اَنْ تَقَعَ فِي كَفِّ الْفَقِيْرِ صدقہ رحمن کے ہاتھ میں جاتا ہے فقیر کے ہاتھ میں جانے سے پہلے۔ اور اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ خدا کا ہاتھ اُن کے ہاتھ کے اوپر ہے ؛

قدسیہ۔ آپ فرماتے ہیں کہ اگر اللہ تعالےٰ بندہ سے خطاب کرے کہ اے بندہ ہم سے کچھ طلب کر تو بندگی کی شرط یہ ہے کہ بندہ خدا سے سوائے خدا کے اور کچھ نہ مانگے کیونکہ جس نے خدا کو پایا اُس نے سب کچھ پالیا۔ اور جس نے سب کو پایا اور خدا کو نہ پایا۔ اُس نے کچھ بھی نہ پایا ؎

گر کسے ہست در محبت چست ۔۔۔ از خدا جز خدا نخواہد جست

ترجمہ، جو شخص کہ خدا کی محبت میں چست ہے وہ خدا تعالیٰ سے بجز خدا کے کچھ نہیں مانگتا ؛

لے اس کو امام سیوطی علیہ الرحمۃ نے ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے ؛

قدسیہ آپ کے فرزند خواجہ ابراہیم قدس سرہ نے آپ سے پوچھا کہ منصور علیہ الرحمۃ نے کہا اَنَا الْحَق میں حق ہوں اور بایزید علیہ الرحمۃ نے کہا کہ لَیْسَ فِی جُبَّتِی سِوَی اللہ میرے جُبّہ میں سوائے خدا کے اور کچھ نہیں ہے۔ اور یہ دونوں قول شرع شریف کے موافق نہیں ہیں۔ پس منصور رحمۃ اللہ علیہ کو کیوں ٹکڑے ٹکڑے کیا گیا۔ اور اُن کی خاکستر کو ہوا پر اُڑایا گیا۔ اور بایزید سے کچھ نہ کہا گیا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ فرق اس وجہ سے ہے کہ منصور نے پہلے اپنی ہستی کو پیش کیا۔ اپنے قول انا سے اس لئے اُن کو اُس کا اثر پہنچا۔ اور بایزید نے اپنی ہستی کو آگے کیا اور لفظ نہیں کہا اِس لئے وہ سلامت رہے ۞

قدسیہ آپ فرماتے ہیں کہ عالم چالیس سال تک طالب علمی میں مشغول رہتا ہے اور مدرسہ کی تکلیفیں برداشت کرتا ہے اور استاد کی خدمت کرتا ہے جب کہیں اُس کو کچھ مرتبہ حاصل ہوتا ہے اور عارف چالیس سال تک فقر و فاقہ میں گذارتا ہے اور اپنے نفس کو ریاضت اور مجاہدہ میں ڈالتا ہے اور بلاؤں اور محنتوں اور تکلیفوں میں خوش رہتا ہے۔ تاکہ خدا کی نظروں میں جگہ حاصل کرے۔ عالموں کو اُن کا علم عزت اور مرتبہ تک اور اہل فقر کو خدا تک پہنچاتا ہے۔ ہر درخت سے وہ میوہ نکلتا ہے جو اس میں مخفی ہوتا ہے ع

از کوزہ ہماں تراود کہ در وست ترجمہ ہر برتن سے وہی چیز ٹپکتی ہے جو اس میں ہے

قدسیہ آپ فرماتے ہیں کہ اگر تو اگلی صف میں بیٹھے اور پچھلی صف والوں کے سے عاجزی کے خیالات رکھے تو وہ اس سے بہتر ہے کہ پچھلی صف میں بیٹھے اور اگلی صف والوں کی نقلی کرے۔ یعنی اگرچہ تو اپنی بزرگی اور مخدومی کے سبب مسندِ صدر نشین پر بیٹھنے کے لائق ہے تیرے صفات خادموں کے سے ہوں۔ اور اپنے آپ کو اپنے دل میں سب سے کم درجہ شمار کرے تو وہ اُس سے بہتر ہے کہ تو پچھلی صف میں بیٹھے۔ اور اپنے آپ کو مسندِ صدر نشینی کے قابل خیال کرے ۞

قدسیہ آپ فرماتے ہیں کہ بندہ خدا نہیں ہو سکتا۔ مگر خدا کی صفات سے متصف ہو جاتا ہے ۞

قدسیہ آپ فرماتے ہیں کہ جس شخص میں دلی تجرید کی صفت نہ ہو۔ وہ کسی مراد کو نہیں پہنچتا۔ لوگوں نے آپ سے کہا کہ تجرید معنوی کس چیز سے حاصل ہو سکتی ہے آپ نے فرمایا کہ ایثار سے پھر کہا گیا کہ ایثار کا نتیجہ کیا ہوتا ہے فرمایا کہ بر یعنی نیکی کہا گیا کہ بر کیا چیز ہے

آپ نے فرمایا کہ بِرّ وہ ہے جس کا اللہ تعالیٰ اس آیت میں ذکر فرماتا ہے۔ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ہرگز نہ پاؤ گے تم بہشت کو، یا دیدار الٰہی کو، یا شفاعت پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یا مغفرت حق سبحانہٗ تعالیٰ کو جب تک کہ تم ان چیزوں کو خرچ نہ کرو جن کو تم دوست رکھتے ہو۔ تَمَّ کَلَامُہُ الْمُقَدَّسُ آپ کا کلام یہاں تک ختم ہوا۔

واضح ہو کہ حضرت خواجہ کے کلمات کی شرح میں مذکور ہے کہ تجرید کے دو قسم ہیں صوری اور معنوی۔ تجرید صوری کی بھی دو قسمیں ہیں اول یہ کہ کسی کے پاس ظاہرا مال و اسباب اور ملک و منصب اور مرتبہ اور اسباب اور مکانات اور باغ اور غلام اور لونڈییں اور اس قسم کی اور کوئی چیز موجود نہ ہو اور بظاہر وہ تعلقات دنیا سے آزاد ہو اور دل سے بھی وہ ان میں سے کسی چیز کا خواہاں نہ ہو پس یہ پہلی قسم تجرید صوری کی ہے۔ تجرید صوری کی دوسری قسم یہ ہے کہ اشیا مذکورہ میں سے کوئی چیز اس کے پاس نہ ہو مگر دل اس کا ان چیزوں کا خواہشمند ہو ایسی تجرید کسی کو نفع نہیں دیتی ہے۔ بلکہ ایسی تجرید والا شخص گدائے محلہ ہے اور وہ تجرید کہ درویش کے پاس کوئی چیز نہ ہو اور اس کا دل بھی اشیا مذکورہ کا خواہشمند نہ ہو تو یہ اس کو فائدہ مند ہے۔ اور اس کو کشائش بخشے گی۔ اور بہت سے اسرار اس پر منکشف ہوں گے تجرید معنوی یہ ہے کہ آدمی کا باطن تعلقات دنیا سے خالی ہو۔ کبر و حسد و بغض و کینہ و تکلف اور دکھلاوے اور جھوٹ اور غیبت اور خود بینی و خود آرائی اور بخل اور تکلیف دہی۔ اور ظلم اور بد اندیشی وغیرہ برے صفات سے خالی ہو۔ بلکہ اس کا باطن تسبیح و تقدیس رحم و شفقت علم و توکل و توحید و مراقبہ و مجاہدہ و مشاہدہ اور ذکر و فکر و طاعت و عبادت و صدق و اخلاص محبت و ذوق وغیرہ نیک صفتوں سے متصف ہو۔ ایسی تجرید اس کو مقصود کا رستہ دکھلاتی ہے۔ جس کے بڑے بڑے نتائج ہیں۔ اور اگر کسی کے پاس املاک اور اسباب اور منصب و مرتبہ مال وغیرہ سب چیزیں ہوں مگر اس کا دل ان چیزوں پر متوجہ نہ ہو اور ان چیزوں کی محبت سے اس کا دل خالی ہو۔ بلکہ ان چیزوں کو وصول بقا کا آلہ اور فنا فی اللہ کے حصول کا ذریعہ بناتا ہو تو یہ بھی تجرید معنوی میں داخل ہے۔ چنانچہ بہت سے ایسے انبیا اور اولیا گذرے ہیں کہ جن کے پاس بہت کچھ مال اور مرتبہ اور ملک و اسباب موجود تھے مگر ان کے لئے یہی چیزیں قرب حق تعالیٰ اور رضائے حق جل شانہٗ کے حصول کا سبب ہو گئیں۔ چنانچہ منقول ہے کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس

ننانوے کتے سونے کے پٹے پہنے ہوئے تھے۔ جو آپ کی بکریوں کے چرواہے کے ساتھ ہلکر حفاظت کیا کرتے تھے۔ اب اِسی پر آپ کے دُوسرے املاک کا قیاس کیا جا سکتا ہے آپ نے اس تمام دولت کو راہ خدا میں صرف کر دیا جس کے واقعات طویل ہیں ؛

اسی طرح حضرت سلیمان علیہ السّلام کے پاس بھی ملک و مال اور مرتبہ اور لشکر اور رُوئے زمین کی سلطنت تھی۔ مگر آپ کو یہ تمام چیزیں کچھ بھی ضرر نہ پہنچا سکیں۔ کیونکہ انکی اِن چیزوں سے ذرا بھی وابستگی نہ تھی ؛

اور خدائے عزوجل کی دی ہوئی چیزوں کو رد نہیں کر سکتے تھے۔ اس لئے تمام املاک اور اسباب کو آپ نے سعادت اخروی کا ذریعہ بنا لیا ؛

اور آپ بیت المال سے کچھ نہ لیتے تھے بلکہ آپ زنبیل بنکر اپنے کسی خادم کو بیچنے کے لئے دیتے تھے اور اس کی قیمت سے اپنی بسر اوقات کیا کرتے تھے۔ یہ امر اس کی دلیل ہے۔ کہ آپ کے دل میں محبت مال اور مرتبہ کی نہ تھی ؛

اسی طرح سکندر ذوالقرنین علیہ السّلام کی بھی سلطنت اور دولت نقصان نہ پہنچا سکی۔ کیونکہ اُنہوں نے کسی چیز کی محبت کو اپنے دل میں راہ نہ دی تھی وہ اُن سب چیزوں کو خدا کی ملکیت سمجھتے تھے اس لئے اُنہوں نے درگاہ حق تعالےٰ کا تقرب حاصل کیا ؛

اسی طرح شیخ ابو سعید ابو الخیر قدس سرہٗ نہایت دولت اور حشمت والے تھے۔ اور بہت کچھ تکلفات رکھتے تھے۔ چنانچہ منقول ہے کہ آپ نے اپنے گھوڑوں کے نعل سونے کے بنوائے تھے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ یہ جو کچھ آپ نے کیا ہے عین اسراف ہے آپ نے جواب دیا کہ سونا بھی دنیا کی ایک چیز ہے اور دنیا کا پاؤں کے نیچے رہنا بہتر ہے مقصود اس تمام گفتگو کا یہ ہے کہ یہ انبیا اور اولیا جن کا ذکر ہم کر چکے ہیں بظاہر دنیادار تھے مگر تجرید معنوی اُن کو حاصل تھی۔ اِس لئے اپنی مراد کو پہنچ گئے ؛

حضرت عزیزان قدس سرہٗ نے فرمایا ہے کہ جس کسی کو تجرید معنوی حاصل نہ ہو وہ کسی طرح مقصود کو نہیں پہنچ سکتا ؛

قدسیہ حضرت عزیزان قدس سرہٗ سے کسی نے اس حدیث شریف کے معنی پوچھے۔ تُسَافِرُوْا تَصِحُّوْا وَاغْتَنِمُوْا (سفر کرو صحت پاؤ گے اور اس کو غنیمت جانو) آپ نے ارشاد فرمایا کہ سفر کرو اپنی خودی سے وجود حق تعالےٰ کی طرف تو صحت

پاؤ گے حوادث حدوث سے اور اُس کو غنیمت جانو جب تم اپنے نفس کے عالم صحرا میں سفر کروگے اور ہر مقام کی ہوائے لطیف حاصل کروگے تو اپنے وجود کی صحت حاصل کرلوگے۔ پس شک اور شبہ کے مرض سے اور ریا اور مکاری اور حرص و امید و بغض و کینہ و حسد و نفاق و بخل و کبر و عجب و خود پسندی و خود نمائی و بد اندیشی و آزار و ستم اور تمامی برے اخلاقوں کے رنجوں سے اس سفر کی وجہ سے رہائی پاؤگے ۔

پس ایسی صحت کو غنیمت سمجھو اور عمر چند روزہ کو طاعت اور عبادت میں صرف کرو ۔

قدسیہ ۔ حضرت عزیزان قدس سرہٗ سے کسی نے پوچھا کہ لوگ جو کہتے ہیں کہ مرد تین طرح کے ہوتے ہیں ۔ پورا مرد ، اور آدھا مرد ، اور نامرد اس کا مطلب کیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ پورے مرد کی صفت کو اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں بیان فرمایا ہے ۔ رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وہ ایسے مرد ہیں جن کو خدا کی یاد سے تجارت اور خرید و فروخت غافل نہیں کرسکتی ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بھی یہی حال وارد تھا جس کو آپ نے بیان فرمایا ہے کہ[1] تَنَامُ عَيْنَايَ وَلَا يَنَامُ قَلْبِي میری آنکھیں سوتی ہیں میرا دل نہیں سوتا ۔

اور آدھا مرد وہ ہے جس کے شغل میں ذکر قلبی کی بھی لذت آتی ہو ۔ مگر وہ اتنی ہی بات پر قانع ہوگیا ہو ۔ یعنی یہ کیفیت کہ جب تک اس کی زبان ذکر میں مشغول رہے اُس کا دل بھی اُس ذکر سے لذت پاتا رہے اور جب وہ ذکر کو چھوڑدے تو دل بھی ذکر سے باز رہ جائے ۔

اور نامرد وہ ہے جو منافق ہو ۔ یعنی ذکر کرے ۔ مگر خدائے تعالیٰ کے لئے نہ کرے ۔

قدسیہ ۔ حضرت عزیزان قدس سرہٗ سے پوچھا گیا کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ[2] مَنْ اَخْلَصَ لِلّٰهِ تَعَالٰى اَرْبَعِيْنَ صَبَاحًا ظَهَرَتْ يَنَابِيْعُ الْحِكْمَةِ مِنْ قَلْبِهٖ عَلٰى لِسَانِهٖ ۔ جو شخص چالیس دن صبح کو خاص خدا کیلئے پورے اعتقاد کے ساتھ دل سے بے غش و غل روح کی آگاہی اور یقین کی درستی اور پوری توجہ اور رجوع سے خدا تعالیٰ کے لئے عبادت کرے نہ کسی اور غرض سے تو حکمت کے چشمے اُس کے دل سے نکلکر اس کی زبان

---

[1] صحیح مسلم اور صحیح بخاری نے اس کو باسناد صحیح نقل کیا ہے ۱۲ [2] حصن حصین میں نقل کیا ہے ۱۲

پر جاری ہو جائینگے۔ بہت لوگوں نے اس پر عمل کیا مگر کسی یہ بات حاصل نہ ہوئی۔ اس کی وجہ کیا ہے۔ حضرت عزیزان قدس سرہٗ نے فرمایا کہ وہ لوگ اس رستہ میں سچے نہ تھے اور اُن کا مقصود چالیس صبح کی بیداری سے بھی تھا کہ حکمت کے چشمے اُن کے دل سے اُن کی زبان پر آجائیں۔ خالصاً خدائے تعالےٰ اُن کا مقصود نہ تھا۔ اس لئے اُن کا مقصد حاصل نہ ہوا۔

قدسیہ۔ حضرت عزیزان قدس سرہٗ سے پوچھا گیا کہ اللہ تعالےٰ نے روز ازل میں تمام آدمیوں کی ارواح سے خطاب کرکے فرمایا کہ اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ ارواح نے جواب دیا کہ بلیٰ بیشک تو ہمارا رب ہے، پس قیامت کے دن جب تمام موجودات فنا ہو جائینگے سوائے ارواح اور اُن چیزوں کے جن کو اللہ تعالےٰ چاہیگا۔ اللہ تعالےٰ اس روز خطاب فرمائیگا۔ لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ آج ملک کس کا ہے؟ اُس وقت کسی کو جواب دینے کی مجال نہ ہوگی۔ یہاں تک کہ خدائے تعالےٰ خود ہی جواب دیگا کہ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ خدائے یکتا قہار ہی کے لئے مملکت ہے، حالانکہ چاہیئے تھا کہ جس طرح ازل میں ارواح نے قول الست کا جواب دیا تھا اسی طرح قیامت میں بھی جواب دے دیتیں کہ خدائے واحد و قہار کے لئے حکومت ہے، وہ خاموش کیوں ہیں۔ حضرت عزیزانؒ نے جواب دیا کہ روز ازل تمام احکام شرعیہ کے تکالیف کے قرارداد کا دن تھا۔ اس لئے ارواح نے بلیٰ کہا۔ مگر روز آخرت احکام شرعیہ کی تکالیف کے اٹھا دینے اور ظہور حالات حقیقی اور مشاہدہ عالم کبریائی کی ابتدا کا دن ہے۔ اس کے علاوہ اپنے اعمال کی خجالت اور حیرت اور وحشت ایسی رہیگی کہ دم مارنے کی قدرت نہ ہوگی۔ اس لئے اللہ تعالےٰ خود ہی ارشاد فرمائیگا کہ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ خدائے یکتا و زبردست ہی کے لئے مملکت ہے۔

قدسیہ۔ ایک شخص حضرت عزیزان قدس سرہٗ کے پاس آیا اور عرض کیا کہ آپ میرے حال پر توجہ فرمایا کیجئے۔ آپ نے فرمایا کہ بازار کو جاؤ اور ایک لوٹا خرید کر بطور تحفہ کے ہمارے پاس پیش کرو۔ اُس نے ایسا ہی کیا۔ آپ نے فرمایا کہ جب اس لوٹے پر میری نظر پڑے گی تو تو بھی میرے پیش نظر ہو جایا کرے گا۔

قدسیہ۔ حضرت عزیزان قدس سرہٗ کی خدمت میں ایک جماعت عقلمند و نکی حاضر ہوئی اور آپ کی صحبت میں شریک ہوئی۔ اثناء کلام میں اُن میں سے ایک شخص نے کہا کہ علما پوست ہیں اور فقرا مغز۔ حضرت عزیزان قدس سرہٗ نے فرمایا کہ مغز پوست کی حمایت میں

رہتا ہے ؏

قدسیہ ایک روز حضرت عزیزان قدس سرّہٗ مراقبہ میں مشغول تھے۔ اتنے میں ایک مدعی آیا اور اُس نے بطور امتحان کے آپ سے پوچھا کہ تصوّف کیا ہے آپ نے فرمایا کہ اکھیڑنا اور ملنا یعنی غیر سے اکھیڑنا اور حق سبحانہٗ تعالےٰ سے ملنا ہے

(۱)	تا بر نکنی ز غیر حق دل	ہرگز نہ شوی بدوست واصل
(۲)	بگسل ز علائق خلائق	چندانکہ شوی بدوست لائق
(۳)	چوں پاک شوی ز چرک دنیا	بینی عقبات راہ عقبیٰ
(۴)	ہر عقبیٰ کہ پیش تو بیاید	دانی کہ دراں چہ چارہ باید
(۵)	چوں چارہ کار خویش دانی	خود را بخدائے خود رسانی

ترجمہ

(۱) جب تک تو غیر حق سے اپنے دل کو برداشتہ نہ کریگا۔ ہرگز دوست سے واصل نہ ہو سکے گا ؏

(۲) خلق کے علاقوں سے ٹوٹ کر دوست کے ملنے کے لائق ہو ؏

(۳) جب تو دنیا کی لوث سے پاک ہو جائیگا۔ تو تجھ کو راہ عقبیٰ کی منزلیں نظر آئینگی ؏

(۴) جب کوئی منزل تیرے سامنے آئیگی۔ تو اس کی تدبیر کر سکیگا ؏

(۵) جب تو اپنے چارۂ کار (تدبیر) کو جان لیگا۔ اپنے کو خدا تک پہنچا سکے گا ؏

قدسیہ ایک شخص نے راہ انکار سے آپ کی شان میں کہا کہ عزیزان ایک بازاری ہے یعنی سوت کی خرید و فروخت کیلئے بازار میں پھرتا رہتا ہے آپ نے فرمایا کہ یار عزیزان یعنی خدائے تعالےٰ کو زاری بہت پسند ہے پس عزیزان کیونکر بازاری نہ بنے یعنی درگاہ الٰہی میں زاری اور بکا اور درد و سوز و نیاز اور مسکینی کی بڑی چاہت ہے

درخانۂ عشق سلطنت نیست	جز درد و نیاز و مسکنت نیست
ہر کسے کہ بود نیاز مند تر	کارش ز ہمہ بود بلند تر

ترجمہ عشق کچھ خانہ سلطنت تو نہیں ہے۔ اس میں سوائے درد و نیاز اور مسکنت کے اور کیا ہے۔ جو شخص جتنا زیادہ نیاز مند ہو۔ اسی قدر اس کا مرتبہ زیادہ بلند ہوتا ہے ؏

کرامت۔ حضرت عزیزان قدس سرّہٗ شہر خوارزم میں شام کو سوت بیچنے والے ہوئے

بازار میں جاتے تھے اور جن فقیروں کا سُوت نہ بکتا تھا اُن کا سارا سُوت خرید کر گھر لے آتے۔ اور چالیس گز کرباس (نام جامہ) اس طرح سے بُن لیتے تھے۔ کہ خود گھر کے ایک کونہ میں بیٹھ کر مراقبہ میں مشغول ہوجاتے۔ اور وہ چالیس گز کرباس بغیر اس کے کہ آپ کا ہاتھ لگے خود بخود تیار ہوجاتا تھا۔ جیسے کہ حضرت حسین بن منصور قدس سرہٗ کے بارہ میں منقول ہے۔ کہ آپ نے ایک نداف کو اپنے کسی کام کے لئے بھیجا اور خود اُس کے گھر میں بیٹھے اور آپ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا۔ سب دانے روئی کے جدا ہوگئے اُن کا اس کرامت کی وجہ سے حلاج یعنی نداف نام مشہور ہوگیا۔ اور اسی طرح حضرت عزیزان کا نسّاج لقب لکھا گیا۔

چنانچہ حضرت مولنٰا رُومی قدس سرہٗ نے اشارہ کیا ہے ؎

گر نہ علمِ حال فوقِ قال بودے کے شدے — بندہ اعیانِ بخارا خواجۂ نساج را

علم حال اگر قال سے بہتر نہ ہوتا تو سرداران بخارا خواجۂ نساج کی کس طرح غلامی اختیار کرتے۔

ممکن ہے کہ اُس کرباس کو مردانِ غیب یا مسلمان جنات جو آپ کے مرید تھے یا فرشتے حکم الٰہی سے بُن دیتے ہوں۔ یا بغیر ان تمام اسباب کے وہ کپڑا بنا جاتا ہو جن کو ہم نہیں جان سکتے ہیں۔ پس حضرت عزیزان قدس سرہٗ اُس کرباس کو بازار لے جاتے اور فروخت کرتے۔ اور جو کچھ نفع اس سے حاصل ہوتا اُس کے تین حصہ تقسیم کرتے۔ ایک حصہ علماء پر صرف کرتے دوسرا حصہ فقراء پر تیسرا حصہ اپنے اہل وعیال پر۔

کرامت۔ حضرت سید آتا قدس سرہٗ حضرت عزیزان قدس سرہٗ کے ہمعصر تھے اور دونوں میں کبھی کبھی ملاقات ہوتی رہتی تھی۔ شروع میں حضرت سید آتا کو حضرت عزیزان سے صفائی نہ تھی۔ ایک روز سید آتا سے آپ کی جناب میں بے ادبی ہوگئی۔ اتفاقاً اُسی زمانہ میں ترکوں کی ایک جماعت صحرا کی طرف سے حملہ آور ہوئی اور سید آتا کے لڑکے کو قید کرکے لے گئی۔ سید آتا کو معلوم ہوا کہ یہ واقعہ اُس بے ادبی کی وجہ سے ہوا۔ جو حضرت عزیزان کی خدمت میں سرزد ہوئی۔ پس معافی چاہنے کے لئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور نہایت عاجزی کے ساتھ آپ کی دعوت کی اور قبولیت کے امیدوار ہوئے۔ حضرت عزیزان قدس سرہٗ نے آپ کی غرض پر آگاہ ہوکر اس کو قبول فرمایا۔ اور دعوت میں اُن کے یہاں تشریف فرما ہوئے۔ اس مجلس میں سب بڑے بڑے علماء اور مشائخ وقت موجود تھے۔ حضرت خواجہ عزیزان قدس سرہٗ اُس وقت نہایت کیف کے عالم میں تھے۔ جب خادم نمک دان لایا اور دسترخوان بچھایا اُس وقت

حضرت عزیزان قدس سرہٗ نے فرمایا کہ عزیزان انگلی نمکدان میں نہیں ڈالیگا۔ اور ہاتھ کھانے تک نہیں لیجائیگا۔ جب تک کہ فرزند سید آتا اس دسترخوان پر حاضر نہ ہو جائے۔ پھر آپ نے تھوڑی دیر سکوت فرمایا۔ سب حاضرین آپ کے فیضان کلام کے ظہورِ اثر کے منتظر ہوئے۔ اُسی وقت سید آتا کا فرزند گھر میں آپہنچا۔ یکبارگی مجلس میں شور بلند ہوا۔ اور لوگ حیران ہو گئے۔ اور ترکوں کی جماعت کے فیصلہ سے اُس کی رہائی کی کیفیت دریافت کی۔ اُس نے کہا کہ مَیں اس سے زیادہ نہیں جانتا ہوں کہ مَیں اس وقت جماعتِ ترکان کے ہاتھ قید تھا۔ اور وہ مجھ کو مقید کر کے اپنے ملک کو لیجا رہے تھے اور اب مَیں اپنے آپکو آپ کے پاس دیکھ رہا ہوں۔ تمام اہل مجلس کو یقین ہو گیا کہ یہ تصرف حضرت عزیزان کا ہے ؎

کرامت۔ ایک روز ایک مہمان عزیز خواجہ عزیزان قدس سرہٗ کے مکان پر آیا۔ اور اُس وقت آپکے گھر میں کھانے کی کوئی چیز موجود نہ تھی۔ اس لئے وہ مسافر بہت انتظار کر کے باہر نکلا۔ فوراً ہی ایک لڑکا جو کھانا فروخت کیا کرتا تھا اور وہ حضرت کے معتقدوں میں سے تھا مع ایک خوان کے جو کھانے سے بھرا ہوا تھا پہنچا۔ اور حضرت کی خدمت میں پیش کیا۔ آپکو اُس لڑکے کا اس وقت کھانا لیکر آنا نہایت پسند آیا۔ اور بڑی خوشنودی کا باعث ہوا۔ بالآخر مہمان کو کھانا کھلایا۔ پھر اس لڑکے کو طلب کر کے ارشاد فرمایا کہ نہایت پسندیدہ خدمت تجھ سے ادا ہوئی۔ تیری جو مراد ہو وہ تو مانگ انشاءاللہ تعالےٰ پوری ہوگی۔ لڑکا نہایت عقلمند اور ہوشیار تھا۔ اس نے کہا کہ مَیں چاہتا ہوں کہ ایسا ہو جاؤں جیسے کہ آپ ہیں۔ حضرت عزیزان نے فرمایا کہ یہ نہایت مشکل امر ہے اور تجھ پر اس کا بارِ عظیم پڑ جائیگا جس کے کھینچنے کی تجھ میں طاقت نہیں ہے۔ لڑکے نے بہت کچھ عاجزی کی اور کہا میری مراد اور میرا مقصد تو یہی ہے۔ اس کے سوا میری کچھ اور آرزو نہیں ہے۔ حضرت عزیزان نے فرمایا کہ ایسا ہی ہو جائے گا۔ پس آپ اُس کا ہاتھ پکڑ کر خلوتِ خاص میں لے گئے اور آپنے اس پر توجہ ڈالی۔ ایک ساعت میں حضرت عزیزان قدس سرہٗ کی تشبیہ اُس پر وارد ہوئی۔ اور وہ فوراً ہی بصورت و سیرت ظاہراً و باطناً حضرت عزیزان ہو گیا۔ اور بعینہٖ بلا کسی فرق کے مثل خواجہ عزیزان بنگیا۔ اس کے بعد کم و بیش چالیس دن تک وہ لڑکا زندہ رہا۔ بالآخر اس بارِ گران کی طاقت نہ لاسکا اور مر گیا +

کرامت۔ حضرت عزیزان قدس سرہٗ نے باشارۂ غیبی ولایت بخارا سے خوارزم کا ارادہ فرمایا۔ اور آپ خوارزم کے شہر پناہ کے دروازہ پر پہنچکر ٹھہر گئے۔ اور درویشوں سے

خوارزم کے پاس کہلا بھیجا کہ یہ فقیر آپ کے دروازہ پر آیا ہوا ہے۔ اور ٹھہرنے کا ارادہ رکھتا ہے اگر آپ کی مصلحت مانع نہ ہو تو شہر میں داخل ہو ورنہ واپس ہو جائے۔ اور ان درویشوں سے آپ نے یہ بھی فرما دیا تھا کہ اگر بادشاہ اجازت دے تو بادشاہ کی مُہر بھی بطور نشانی کے اِس پر کرالاؤ۔ جب وہ فقیر بادشاہ کے پاس گئے اور جو کچھ حضرت عزیزان نے فرمایا تھا بادشاہ سے کہہ دیا۔ تو خوارزم شاہ اور اُس کے ارکانِ دولت ہنسنے لگے اور کہا کہ یہ درویش سادہ اور نادان ہیں۔ پس مذاق اور دل لگی سے حضرت خواجہ عزیزان قدس سرہٗ کی خواہش کے مطابق اجازت نامہ لکھ کر مُہر بادشاہی اُس پر ثبت کر کے درویشوں کے حوالہ کر دیا۔ وہ درویش اُس کو لے کر حضرت عزیزان کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور بادشاہی فرمان پہنچایا۔ اُس وقت حضرت عزیزان قدس سرہٗ نے قدم مبارک شہر میں رکھا۔ اور ایک گوشہ میں بیٹھ گئے اور طریقہ حضرت خواجگان قدس اللہ اسرارہم کے شغل میں مشغول ہوئے ۔

آپ صبح کے وقت مزدوروں کی تلاش میں اُن کے قیام گاہ پر جاتے اور روزانہ ایک دو مزدوروں کو گھر لے آتے۔ اور اُن سے فرماتے کہ پوری طرح وضو کرو اور دوسرے وقت کی نماز تک ہمارے ساتھ رہو۔ اور ذکر کرو پھر اپنی مزدوری ہمارے سے لو اور چلے جاؤ۔ لوگ نہایت شکریہ سے آپ کی صحبت کو قبول کرتے اور جب ایک روز اس طریقہ سے گذر جاتا۔ تو حضرت عزیزان قدس سرہٗ کے اثر صحبت اور کمال تصرف و کرامت سے اُن میں ایسے اوصاف پیدا ہو جاتے کہ آپ کی جدائی کی طاقت اُن میں نہ رہتی۔ تھوڑی مدت کے بعد اس ملک اور اطراف کے اکثر لوگ حضرت کے حلقہ ارادت میں داخل ہو گئے۔ اور عالموں اور طالبوں کا اژدہام کثرت کے ساتھ آپ کی خدمت میں ہونے لگا یہ خبر خوارزم شاہ کو پہنچی کہ ایک شخص اِس شہر میں ایسا ظاہر ہوا ہے کہ اکثر لوگ اس کے ارادت میں داخل ہو گئے ہیں۔ اور انکی خدمت کے لئے ہر وقت مستعد رہتے ہیں۔ خوارزم شاہ کو خیال پیدا ہوا کہ ایسا نہ ہو۔ کہ اُس کے معتقدین کی کثرت اور جماع سے ملک میں کوئی خلل اور فتنہ پیدا ہو اور کوئی فساد ایسا برپا ہو جائے کہ جس کا پھر انسداد نہ ہو سکے بادشاہ اس وہم میں گرفتار ہو کر حضرت کو شہر خوارزم سے نکال دینے کے درپے ہوا۔ حضرت عزیزان قدس سرہٗ نے ان دونوں درویشوں کو بادشاہ کا اجازت نامہ مہر شاہی سے ثبت کیا ہوا دے کر خوارزم شاہ کے پاس بھیجا اور کہا کہ ہم تمہاری اجازت سے اس شہر میں آئے تھے۔ اگر تم اپنے عہد کو توڑتے ہو تو ہم ابھی

یہاں سے چلے جائیں گے۔ بادشاہ اور اُس کے ارکانِ دولت اس واقعہ سے نہایت شرمندہ ہوئے اور حضرت عزیزان قدس سرہٗ کی اِس دُور بینی کے معتقد ہو گئے۔ پس حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کے مریدوں کے گروہ میں داخل ہوئے ؛

کرامت۔ حضرت عزیزان قدس سرہٗ کے دو فرزند تھے ایک خواجہ محمدؒ جو خواجہ خورد کے نام سے مشہور تھے۔ کیونکہ حضرت عزیزان کے اصحاب حضرت عزیزان کو خواجہ بزرگ کہتے تھے اور خواجہ محمدؒ کو خواجہ خورد۔ دُوسرے فرزند خواجہ ابراہیم جنہوں نے اپنے پدر بزرگوار کے مقامات کو ایک رسالہ میں جمع کیا۔ اور اِس کتاب میں اکثر واقعات اُسی کے منقول ہیں۔ جب حضرت کا زمانۂ وفات قریب ہوا۔ خواجہ ابراہیم کو اجازت اور خلافت عطا فرمائی۔ بعض اصحاب کے دل میں خطرہ گذرا کہ حضرت کے بڑے فرزند کے ہوتے ہوئے جو عالم اور عارف ہیں خواجہ ابراہیم کو جو چھوٹے فرزند ہیں ہدایت خلق کیلئے کیوں پسند فرمایا گیا۔ حضرت عزیزان کو اُن کے اس خطرہ پر اپنی کرامت سے آگاہی ہوئی۔ اور ارشاد فرمایا کہ خواجہ محمد ہمارے بعد اتنا زندہ نہ رہینگے اور قریب زمانہ ہم سے ملاقات کرینگے۔ چنانچہ حضرت کے ارشاد کے مطابق واقع ہوا۔ خواجہ محمدؒ کی انیس ۱۹ روز بعد وفات حضرت عزیزان کی بروز دوشنبہ وقت چاشت ۲۷ ذی الحجہ ستر سال کی عمر میں ۷۱۵ھ ہجری میں وفات ہوئی۔ اور خواجہ ابراہیم نے بھی اُنہیں مہینوں میں ۷۹۳ھ ہجری میں وفات پائی۔ حضرت عزیزان کی عمر شریف ایکسو تیس سال کی ہوئی۔ آپ کی وفات روز دوشنبہ بین الصلوٰتین ۲۸ ماہ ذی الحجہ ۷۱۵ھ ہجری میں ہوئی۔ چنانچہ ایک عزیز نے آپ کی تاریخ وصال کہی ہے ؎

هفت صد پانزده هجرت بُو | بست و هشتم زماهِ ذی القعده
کاں جنیدِ زمان و شبلی عصر | زینجہاں رفت در پس پرده

آپ کی قبر مبارک خوارزم میں مشہور و معروف اور عوام و خواص کی زیارت گاہ ہے حقیر جامع حضرات القدس نے حضرت عزیزان کی دو تاریخ وصال اس طرح سے پائی ہیں :-

(۱) فخرِ سرگروہ صوفیہ بود (۲) بحرالاسرار بود ؛

پوشیدہ نہ رہے کہ دوسرے خلیفہ خواجہ محمود انجیر فغنوی قدس سرہٗ کے میر حسین وابکنی ہیں۔ اور ان کو میر خورد کہا جاتا ہے۔ خواجہ علی رامیتنی اور میر حسین وابکنی دونو خلیفہ خواجہ محمود کے تھے اور دونوں حضرت کی وفات کے بعد زندہ رہے۔ میر حسین قدس سرہٗ

بھی اپنے زمانہ کے بڑے بزرگ تھے۔ اور طالبانِ الٰہی اور احباب کے مرجع تھے اور میرخورد کی قبر قصبہ وابکنہ میں ہے اور میر خورد میر حسین کے برادر بھی اصحاب خواجہ محمود سے ہیں۔ لیکن خلافت اور نیابت کا کام خواجہ علی اور میر حسین قدس اللہ اسرارہما کے سپرد تھا۔

حضرت خواجہ محمدؐ بابا سماسی قدس سرہٗ کے حالات

طریقت میں آپ کا انتساب حضرت عزیزان قدس سرہٗ سے ہے آپ اُن حضرت عزیز ابوجود کے اکمل اصحاب اور خلفا سے ہیں۔ آپ کی جائے پیدائش اور جائے فات قریۂ سما میں ہے جو علاقہ رامیتن میں ایک گاؤں ہے۔ اور رامیتن سے ایک کوس دور اور بخارا سے تین کوس پر واقع ہے۔ جب حضرت عزیزان کا وقت وصال قریب آیا تو آپ نے خواجہ بابا سماسیؒ کو اپنے اصحاب میں سے منتخب فرمایا اور اپنی خلافت اور نیابت کے لئے مستعد کیا۔ اور تمام اصحاب کو حضرت بابا کی پیروی اور صحبت کے لئے حکم دیا حضرت بابا کی محویت اور استغراق کی یہ حالت تھی کہ آپ کا باغ جو قریہ سماس میں واقع تھا اُس میں آپ کبھی کبھی جاتے تھے اور وہاں کے انگوروں کی شاخوں کو اپنے دستِ مبارک سے تراشتے تھے۔ تو غلبۂ حال اور قوت غیبت کی وجہ سے اندازہ سے زیادہ آپ کا دست مبارک شاخوں پر جاتا۔ اور آپ پر بیخودی طاری ہو جاتی۔ یہ غیبت اور بے خودی ایک مدت تک رہتی تھی۔ اور اس حالت سے افاقہ پانے کے بعد پھر آپ شاخ انگور کاٹنے میں مشغول ہو جاتے تھے۔ پھر وہی حالت اور کیفیت آپ پر غلبہ کرتی اور بے خود کر دیتی۔ اور متعدد بار اسی طرح سے ہوتا رہتا تھا۔

کرامت حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند قدس سرہٗ حضرت خواجہ کے فرزند قبولی ہیں۔ آپ شاہ نقشبند کی ولادت سے پہلے جب محل کوشک ہندوان سے گذرتے تو فرماتے کہ اس خاک سے ایک مردِ خدا کی خوشبو آتی ہے۔ اور بہت جلد یہ کوشک ہندوان قصرِ عارفان بن جائیگا۔ جب یہ وقت قریب آیا تو آپ نے فرمایا کہ اب وہ خوشبو اور زیادہ ہو گئی ہے۔ غالباً وہ مردِ خدا پیدا ہو گیا ہے۔ اس وقت حضرت خواجہ نقشبندؒ کی ولادت کو تین روز گذر چکے تھے۔ آپکے جدامجد آپ کو حضرت خواجہ بابا قدس سرہٗ کی نظر کیمیا اثر میں لیکر حاضر ہوئے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ ہمارا فرزند ہے اور ہم نے اس کو اپنی فرزندی میں قبول کیا ہے۔ پھر آپ نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ یہ وہی مرد خدا ہے جس کی خوشبو ہم نے سونگھی تھی۔ اور

عنقریب یہ لڑکا اپنے وقت کا مقتدا ہو گا۔ پھر آپ نے حضرت امیر کلال قدس سرہٗ کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ میرے فرزند بہاؤالدین کی تربیت کرنے میں اگر تم کوئی کمی کرو گے تو میں تم کو معاف نہ کرونگا۔ خواجہ امیر کلال قدس سرہٗ فوراً اُٹھ کھڑے ہو گئے اور نہایت ادب سے ہاتھ سینہ پر باندھ کر حضرت سے عرض کیا کہ میں اگر ان کی تربیت میں کمی کرونگا۔ تو میں مرد نہیں ہوں ✦

کرامت۔ حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ جب میری شادی کا زمانہ قریب آیا تو میرے جد بزرگوار نے مجھ کو حضرت باباسماسی قدس سرہٗ کی خدمت میں بھیجا تاکہ آپ کی قدمبوسی کی برکت سے یہ کام انجام کو پہنچ جائے۔ جب میں آپ کی خدمت میں پہنچا تو حضرت کی کرامت یہ دیکھنے میں آئی۔ کہ اسی رات مجھ میں تصرف پیدا ہو گیا تھا میں اُٹھا اور آپ کی مسجد میں دو رکعت نماز پڑھی اور سر سجدہ میں رکھا۔ اُس وقت میری زبان سے یہ نکلا۔ کہ اے خدا اپنی بلاؤں کے اُٹھانے کی طاقت مجھ کو عطا فرما۔ اور اپنی محبت کی محنت کی برداشت مجھ کو دے۔ جب میں صبح کو حضرت بابا کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو آپ نے فرمایا کہ اے فرزند یہ دعا کرنی چاہیئے کہ اے خدا جو کچھ تیری مرضی ہو اس پر قائم رہنے کی اس بندہ ضعیف کو اپنے فضل و کرم سے توفیق عطا کر۔ اور خدائے بزرگ و برتر کی مرضی بھی یہی ہے کہ بندہ بلا میں مبتلا نہ ہو۔ اور اگر اللہ تعالےٰ اپنی حکمت سے اپنے کسی دوست پر کوئی بلا نازل کرتا ہے تو اُس کو برداشت کی طاقت بھی عطا فرماتا ہے اور اُس کی مصلحت کو بھی ظاہر کر دیتا ہے۔ اپنی خواہش سے بلا کو طلب کرنا مشکل ہے۔ اس لئے گستاخی نہیں کرنی چاہیئے ✦

کرامت۔ حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔ کہ جس روز حضرت بابا میری دعوت کو قبول فرما کر میرے مکان کو تشریف لیچلے پہلے اپنے گھر سے کھانا طلب فرما کر تناول کیا اور ایک روٹی مجھے عطا فرمائی میرے دل میں خیال گذرا کہ یہاں سیر ہو کر کھانا کھالیا ہے اور ابھی تھوڑی دیر میں ہم مکان پر پہنچ جائینگے یہ روٹی میرے کس کام آئے گی آپ نے میرے اس خطرے سے آگاہ ہو کر فرمایا کہ اے فرزند اس روٹی کو حفاظت سے رکھو کام آئے گی۔ میں نے اُس کو حفاظت سے رکھ لیا آپ روانہ ہوئے۔ اور میں نہایت نیازمندی کے ساتھ آپکے ہمراہ ہو گیا۔ اثناءِ راہ میں میرے باطن میں کوئی کمی یا خطرہ پیدا ہوتا تو آپ فرماتے کہ باطن کی حفاظت کر۔ جب آپ باغ جوی مولیاں میں پہنچے تو ایک مخلص کے مکان پر آپ ٹھیر اکرتے تھے

اس مرتبہ بھی حسب عادت قدیم وہاں تشریف فرما ہوئے۔ اُس مخلص نے نہایت بشاشت اور نیازمندی کا اظہار کیا۔ آپ نے باربار ضعیفہ کو جو گھر میں سے بے قرار نکلی تھی دیکھ کر فرمایا کہ صحیح صحیح حال بیان کر۔ اُس نے عرض کیا کہ دودھ تو اس وقت موجود ہے روٹی نہیں ہے۔ ہر چند جستجو کر رہی ہوں دستیاب نہیں ہوئی۔ تاکہ روٹی اور دودھ آپ کی خدمت میں حاضر کر سکوں۔ آپ نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ وہ روٹی دو کہ اس نیازمند کا دل مطمئن ہو۔ اے فرزند تم نے دیکھا کہ بالآخر وہ روٹی کام آئی ۔

حضرت خواجہ قدس سرہٗ سے اسی طرح اور بھی کرامتیں راستہ میں مشاہدہ ہوتی رہیں اور مجھ کو ان کرامتوں کے دیکھنے سے اور بھی آپکے ساتھ اعتقاد بڑھتا گیا ۔

واضح ہو کہ حضرت عزیزان قدس سرہٗ کے خلفا میں حضرت بابا سماسی کے بعد ایک تو حضرت خواجہ خورد ہیں جو حضرت عزیزان کے بڑے صاحبزادہ تھے جن کا بیان اوپر گذر چکا ہے اور دوسرے خلیفہ خواجہ محمد کلاہ دوز ہیں جن کی قبر ولایت خوارزم میں ہے اور تیسرے خلیفہ محمد صلاح ہیں اور ان کی قبر ولایت بلخ میں ہے اور چوتھے خلیفہ محمد باوردی ہیں جن کی قبر خوارزم میں ہے۔ قدس اللہ اسرارہم ۔

حضرت سید شمس الدین خواجہ امیر کلال قدس سرہٗ کے حالات

اس صاحب ولایت کا انتساب اس پاکیزہ طریقہ میں حضرت بابائے سماسی قدس سرہٗ سے ہے آپ سید[1] صحیح النسب اور نہایت شریف اور نجیب خاندان سے تعلق رکھتے ہیں آپ کی پیدائش اور وفات کی جگہ قریہ سوخارہ ہے اور آپ کوزہ گری کا شغل رکھتے تھے بخارہ کی زبان میں پیشہ کوزہ گری کرنے والے کو کلال کہتے ہیں ۔

حضرت امیر کلال قدس سرہٗ ابتدا جوانی میں کشتی لڑا کرتے تھے۔ ایک روز حضرت بابا سماسی کا گذر حضرت امیر کی کشتی کے اکھاڑہ تعلیم اپر ہوا اور بہت دیر تک آپ معرکہ کشتی کو ملاحظہ

---

[1] آپکا سلسلہ نسب یہ ہے کہ سید شمس الدین خواجہ امیر کلال بن امیر حمزہ بن امیر یعقوب بن اسمعیل بن محمد غوث بن عبد السلطان بن تاج الدین بن رکن الدین بن نور الدین بن عبد الخالق بن عظیم اللہ بن شیخ بقا بن عبد الوہاب بن شمس الدین بن ابو اسحق بن ابو الحسن بن صبغۃ الدین بن حامد بن محمود بن احمد بن عبد القادر بن حسین احمد بن قاسم بن زین العابدین ثانی بن محمد صالح بن امام جواد بن امام علی موسیٰ رضا بن امام موسےٰ کاظم بن امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین بن امام حسین بن حضرت فاطمۃ الزہرا و حضرت علی المرتضےٰ رضی اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین ۔

کرتے رہے حضرت بابا کے بعض اصحاب کے دل میں خطرہ گذرا کہ آپکے بدعتیوں کے اس معرکہ کی طرف متوجہ ہونے کا کیا سبب ہے۔ حضرت بابا نے اس خطرہ سے آگاہ ہوکر فرمایا کہ اس معرکہ میں ایک مرد ہے جس کی صحبت سے بہت سے لوگ درجہ کمال کو پہنچینگے۔ اُس پر ہماری نظر ہے۔ مَیں چاہتا ہوں کہ اُس کو خود شکار کروں۔ اس اثنا میں امیر کی نظر خواجہ کے روئے مبارک پر پڑی اور حضرت خواجہ کے جاذبہ توجہ اور تصرف نے امیر کو مسخر کر لیا۔ وہاں سے پھر حضرت خواجہ روانہ ہو گئے اور امیر بے طاقت ہو کر معرکہ کو چھوڑ حضرت خواجہ کے پیچھے پیچھے روانہ ہوئے۔ جب حضرت خواجہ اپنے گھر پہنچ گئے تو حضرت امیر کو اپنی خلوت خاص میں لے جا کر طریقہ عالیہ کی تلقین فرمائی اور امیر کو اپنی فرزندی میں قبول کیا۔ اس کے بعد سے حضرت امیر کبھی کشتی کے دنگل میں اور بازار کی سیر کو تشریف نہیں لے گئے۔ اور تیئس ۲۳ سال تک ہمیشہ حضرت بابا کی خدمت میں حاضر رہے ہفتہ میں دو بار دوشنبہ اور پنجشنبہ کو قریہ سوخار سے سماس کو تشریف لیجاتے تھے، اور حضرت بابا کی خدمت میں مشرف ہوتے۔ اور واپس آجاتے۔ ان دونوں گاؤں کا فاصلہ پانچ کوس کا ہے۔ آپ اس آنے جانے کی مدت میں حضرت خواجگان قدس اللہ اسرارہم کے طریقہ میں مشغول رہتے اس طرح کہ کوئی شخص مطلع نہ ہوسکے یہاں تک کہ آپ نے حضرت خواجہ کی تربیت میں تکمیل اور ارشاد کی دولت کو حاصل کر لیا۔ حضرت امیر کی صحبت کی دولت سے چار شخص مرتبہ تکمیل سلوک اور جلالت کو پہنچے۔ آپکے تمام مریدوں کی تعداد ایک سو چودہ یا اس سے زیادہ تھی۔

کرامت۔ حضرت امیر کی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں کہ جب آپ پیٹ میں تھے۔ اگر اتفاقاً کبھی مشتبہ لقمہ میرے پیٹ میں چلا جاتا تو سخت درد پیدا ہوتا تھا جب یہ کیفیت کئی بار گذری تو مَیں سمجھ گئی کہ اس درد کا سبب یہ بچہ ہے۔ جو حمل میں ہے اس کے بعد مَیں کھانے میں بہت احتیاط کرنے لگی اور اس کی ولادت کی منتظر رہی۔

کرامت۔ اسی زمانہ میں جب کہ حضرت امیر کلال نوجوانی میں کشتی لڑتے تھے آپکے گرد معرکہ اور ہنگامہ ہوا کرتا تھا۔ ایک روز اثنا کشتی میں ایک شخص کو خیال پیدا ہوا کہ یہ سید زادہ صحیح النسب کشتی کیوں لڑتے ہیں۔ اور زور آزمائی کرتے ہیں۔ جو اوباشوں کا طریقہ ہے اُس کو وہیں اکھاڑہ میں نیند آگئی کیا دیکھتا ہے کہ قیامت برپا ہے اور وہ خود سینہ تک کیچڑ اور مٹی میں پھنس گیا۔ اور مضطرب ہے اتنے میں حضرت امیر کلال آئے۔ اور اُس کے دونو بازو پکڑ کر آسانی کے ساتھ اُس کیچڑ میں سے نکال لائے جب وہ شخص خواب سے بیدار ہوا تو

آپ نے فرمایا کہ ہم زور آزمائی اسی دن کے لئے کرتے ہیں +

واضح ہو کہ حضرت خواجہ محمد بابا سماسی قدس سرہ کے سوا حضرت امیر کلال قدس سرہ کے اور تین خلیفہ فاضل و کامل تھے۔ جو حضرت بابا کے بعد سالکوں اور مریدوں کی ہدایت و تربیت میں مشغول رہے۔ ایک خواجہ صوفی سوخاری مولد و مرقد قریہ سوخار ہے جو شہر بخارا سے دو فرسنگ کے فاصلہ پر ہے۔ دوسرے خواجہ محمود سماسی جو خواجہ بابا کے فرزند تھے۔ تیسرے۔ مولانا علی دانشمند قدس اللہ اسرارہم +

آپ کی وفات بروز پنجشنبہ بتاریخ ۸ رجمادی الاوّل ۷۷۲ھ ہجری بوقت نماز فجر ہوئی۔ مزار شریف قصبہ سوخار میں ہے +

حضرت خواجہ سیّد بہاؤ الدّین نقشبند قدس سرّہٗ کے حالات

اس مرکز دائرہ قطبیت کا بظاہر حضرت امیر کلال قدس سرّہٗ سے انتساب ہے مگر حقیقتاً آپ حضرت خواجہ عبد الخالق غجدوانی قدس اللہ تعالےٰ سرہٗ کے اویسی فیض یافتہ ہیں۔ اور اسی سردار سلسلہ خواجگان قدس اللہ تعالےٰ اسرارہم کی روحانیت سے آپ کی تربیت باطنی ہوئی۔ حضرت امیر کلال نے اپنے اخیر وقت میں اپنے تمام مریدوں کو حضرت خواجہ کی پیروی کرنے کے لئے حکم دیا تو انہوں نے عرض کیا کہ خواجہ بہاؤ الدین ذکر جہری میں آپ کی متابعت نہیں کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ خواجہ صاحب پر جو کچھ گذرتا ہے وہ حکمت الٰہی پر مبنی ہے ان کا اسمیں کچھ اختیار نہیں ہے۔ پھر آپ نے یہ مصرعہ پڑھا ع

اے ہمہ تو من کیم چنانکہ تو دانی داری

یعنی جو کچھ ہے سو تو ہی تو ہے میں کیا چیز ہوں۔ جیسا کہ تو مناسب جانتا ہے رکھتا ہے +

اور فرمایا کہ تم نے خلفا خواجگان کا یہ کلام نہیں سنا کہ اگر تجھ کو بغیر تیرے باہر نکالیں تو تو خوف مت کر اور اگر تو خود باہر نکلا ہے تو تو خوف کر۔ حضرت خواجہ کی جائے پیدائش و وفات قصر عارفان ہے۔ جو بخارا سے ایک کوس پر ایک گاؤں ہے +

آپ کی ولادت باسعادت ۴ ماہ محرم ۷۱۸ھ ہجری میں ہوئی۔ زمانہ لڑکپن سے ولایت کے آثار اور کرامت کے انوار آپ کی جبین مبارک سے ظاہر و آشکار تھے خواجہ بابائے سماسی قدس سرہٗ نے آپ کے ظہور کی بشارت آپ کی پیدائش سے پہلے دی تھی

اور آپ کی ولادت کے بعد آپ کو اپنی فرزندی میں قبول فرمایا اور آپکی تربیت سید امیر کلال قدس سرہٗ کے حوالہ کی جیسا کہ اوپر بیان ہوا۔ چونکہ حضرت خواجہ طریقت میں حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی قدس سرہٗ کی طرف سے اویسیت پر عمل کرنے کے لئے مامور تھے جیسا کہ آگے آئیگا۔ اس لئے آپ نے ذکر خفی اختیار فرمایا۔ اگرچہ کہ بزرگان سلسلہ خواجہ محمود نغنوی کے زمانہ سے سید امیر کلال کے زمانہ تک ذکر خفی کو ذکر جہری کے ساتھ جمع کرتے رہے ہیں لیکن جونہی مریدان حضرت امیر کلال ذکر جہری شروع کرتے جناب خواجہ حلقہ ذکر سے اُٹھ جاتے آپکا یہ طرز عمل حضرت امیر کلال کے مریدوں کو ناگوار ہوتا چنانچہ آپ کی خدمت میں شکایت کی گئی کہ خواجہ آپکا اتباع اور اطاعت نہیں کرتے۔ مگر حضرت امیر کی توجہ اور التفات حضرت خواجہ کی طرف بڑھتی جاتی تھی اور حضرت خواجہ بھی امیر کی خدمت گذاری میں کوئی دقیقہ ادب کا اُٹھا نہ رکھتے تھے اور ہمیشہ سر تسلیم حضرت امیر کے آستانہ ارادت پر رکھتے اور آپ کی پیروی کرتے تھے۔

ایک روز حضرت امیر قدس سرہٗ نے اپنے تمام چھوٹے بڑے مریدوں کے جمع کثیر اور جم غفیر میں جو کہ تقریباً پانسو آدمی مسجد اور جماعت خانہ کی تعمیر کے لئے قریہ سوخار میں جمع ہوئے تھے ارشاد فرمایا کہ اے دوستو! میرے فرزند خواجہ بہاؤالدین کے بارہ میں تم بدگمانی کرتے ہو۔ تم نے اُس کو نہیں پہچانا۔ ہمیشہ خدائے پاک کی نظر خاص اُس کے شامل ہے۔ اور خدا تعالےٰ کے بندوں کی نظر حق سبحانہٗ کی نظر کے تابع ہے۔ بلکہ میرے اختیار سے باہر ہے۔ پھر آپ نے حضرت خواجہ کو طلب کر کے فرمایا کہ اے میرے فرزند بہاؤالدین کہ میں حضرت خواجہ بابا سماسی قدس سرہٗ کی وصیت جو تمہاری بابت اُنہوں نے فرمائی تھی کہ جیسے میں نے تمہاری تعلیم و تربیت کی ہے تم بھی میرے فرزند بہاؤالدین کی ویسی ہی تعلیم و تربیت کرنا اور اس میں کچھ کمی نہ کرنا میں نے پوری پوری تعمیل کی۔ پھر آپ نے سینۂ بے کینہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ میں نے تمہارے لئے اپنے پستان کو خشک کر لیا۔ اب تمہاری روحانیت کا مرغ بشریت کے انڈے سے باہر نکل گیا ہے۔ مگر تمہاری ہمّت کا مرغ بہت بلند پرواز واقع ہوا ہے اب تم کو اجازت ہے کہ جہاں سے خوشبو تمہارے دماغ میں پہنچے ترک و تاجیک سے طلب کرو اور اپنی ہمّت کے بموجب طلب کرنے میں کوئی کمی اور کوتاہی سے نہ کرو۔

ہمارے حضرت مجددی صاحب قدس سرہٗ العزیز نے لکھا ہے کہ حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہٗ

نے تحصیل جذبۂ خواجگان قدس اللہ اسرارہم کے بعد اوپر کے سلوک کی طرف رجوع کیا اور اس
سلوک کو نہایت تک پہنچایا اور فنا فی اللہ و بقا باللہ سے مشرف ہوئے اور یہ مرتبہ ولایت کا
ہے پھر آپ مقامِ شہادت پر جو ولایت سے بالا ہے گئے۔ اس مقام کو مقامِ ولایت سے وہی نسبت
ہے جو تجلی صوری کو تجلی ذاتی سے ہے۔ اس کے بعد آپ نے مقام صدیقیت پر جو مقام شہادت سے اوپر ہے
اسی نسبت شہادت کے ذریعہ سے عروج فرمایا اور مقام صدیقیت کی انتہا تک پہنچے۔ اور
باوجود ان درجات کمال اور تکمیل کے حاصل کر لینے کے آپ معیتِ ذاتیہ کے راہ سے گئے۔
جس سے حضرت امیرالمومنین علی مرتضےٰ کرم اللہ وجہہ غیب ہویت تک پہنچے ہیں اور آپ حضرت
علی کرم اللہ وجہہ کے رنگ میں اس نقطہ نہایت میں فنا ہوئے جس میں مستہلک ہونا ولایت خاصہ
محمدیہ (علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیہ) کی انتہا ہے۔ اور حضرت خواجہ سات سال تک مولانا عارف
قدس سرہٗ کے ساتھ رہے ہیں۔ جو حضرت امیر کلال علیہ الرحمۃ کے خلیفہ تھے۔ اور حضرت امیر کلال
نے حضرت خواجہ سے برسوں پہلے ان کو تربیت دی تھی اور صاحب تصرف و کرامت تھے۔
اور آپ اُن کی صحبت میں بطور متابعت اور تعظیم کے رہے ہیں۔ اور بہت کچھ آپ قثم شیخ
اور خلیل اتا قدس اللہ اسرارہما کی خدمت میں بھی حاضر رہے۔ اور بارہ سال تک آپ نے
شیخ اتا کی صحبت میں عمر بسر کی۔ دوبارہ سفر حجاز کو تشریف لیگئے۔ اور ہرات میں آکر خاص مولانا
زین الدین ابی بکر تابادی قدس سرہٗ کی ملاقات کیلئے تاباد تک گئے اور تین روز تک انکی صحبت
میں رہے۔ اور خواجہ محمد پارسا قدس سرہٗ کو مع تمام ہمراہیوں کے مرو کے رستہ سے نیشاپور کی
طرف بھیجدیا۔ پھر آپ حجاز کو روانہ ہوئے اور نیشاپور میں ہمراہیوں سے جا ملے۔ اور واپسی میں چند روز
شہر مرو میں رہے۔ پھر بخارا میں تشریف لائے اور پھر آخر عمر تک بخارا ہی میں رہے۔ جس وقت
حضرت خواجہ مولانا زین الدین کی ملاقات کیلئے تشریف لیگئے تو صبح کی نماز کے بعد مولانا اوراد
جہریہ میں مشغول ہوئے۔ اور حضرت خواجہ بھی آکر بیٹھ گئے۔ مولانا نے فرمایا کہ اے خواجہ ہمارا نقش
بھی باندھو یعنی ہمارے حال پر توجہ کرو۔ حضرت خواجہ نے بطور تواضع کے جواب دیا کہ ہم خود
نقش بننے کے لئے آئے ہیں۔ اس کے بعد مولانا آپ کو مکان پر لائے اور آپ کی ضیافت کی۔
اور دونوں کی باہم بڑی صحبت رہی تین دن تک آپ نے انپر توجہ فرمائی۔ غالبًا اسی روز سے
آپ کا لقب نقشبند ہوا اور یہ بھی ممکن ہے کہ چونکہ آپ کی پہلی ہی صحبت میں ما سوا کا نقش سالک
کے دل سے مٹ جاتا تھا۔ اس لئے آپ نقشبند کے لقب سے مشہور ہوئے ہوں۔ اور چونکہ نقشبند

صوت دہندہ اور پیدا کنندہ کے معنی میں بھی آیا ہے۔ اس لئے کہ جس وقت صفتِ تکوین آپ کو عنایت ہوئی ممکن ہے کہ خطاب نقشبند بھی بارگاہِ ربّ العزت سے آپ کو سرفراز ہوا ہو۔ چنانچہ حضرت خواجہ قدس سرہٗ نے اس امر کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قول جو اس آیت میں وارد ہوا ہے کہ رَبِّ اَرِنِیْ کَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰی قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلٰی وَلٰکِنْ لِّیَطْمَئِنَّ قَلْبِیْ اے رب دکھا دے مجھ کو کہ تو مردہ کیونکر زندہ کرتا ہے تو اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ کیا تو ابھی ایمان نہیں لایا (حضرت ابراہیم علیہ السلام نے) کہا کہ میں ایمان تو لایا ہوں مگر دیکھنا چاہتا ہوں تاکہ میرا قلب مطمئن ہو جائے، مراد اس اطمینان قلب سے یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام مظہرِ صفت احیاء و تکوین بننا چاہتے تھے۔

اور حضرت غوث الثقلین شیخ عبد القادر قدس سرہٗ نے اپنی کتاب فتوح الغیب میں بعد ذکرِ فنا کے جو احوال اولیاء و ابدال کی انتہا ہے، فرمایا ہے کہ ثُمَّ یُرَدُّ اِلَیْہِ التَّکْوِیْنُ فَیَکُوْنُ مَا یُحْتَاجُ اِلَیْہِ بِاِذْنِ اللّٰہِ تَعَالٰی پھر اُس پر صفت تکوین وارد ہوتی ہے پس پیدا کرتا ہے جس چیز کو کہ چاہے اللہ تعالےٰ کے حکم سے۔

چنانچہ اللہ تعالےٰ نے اپنی بعض کتابوں میں فرمایا ہے یَا بَنِیْ اٰدَمَ اَنَا اللّٰہُ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اَنَا اَقُوْلُ لِشَیْءٍ کُنْ فَیَکُوْنُ۔ یعنی۔ اِنِّیْ اَجْعَلُکَ تَقُوْلُ لِشَیْءٍ کُنْ فَیَکُوْنُ اے آدم کی اولاد میں خدا ہوں میرے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے جب میں کسی چیز کو کہتا ہوں کہ "ہو جا" تو وہ ہو جاتی ہے۔ یعنی میں تجھ کو ایسا بنا دینا چاہتا ہوں کہ جب تو کسی چیز کے واسطے "ہو جا" کہے تو وہ ہو جائے۔

اکابر اولیاء کے قرار دادہ امور میں سے یہ بات ہے کہ بعض عارفوں کو اس امر کی قدرت دی گئی ہے۔ کہ وہ جو چاہتے ہیں پیدا کر دیتے ہیں مگر عارف کے پیدا کئے ہوئے اور خدا کے پیدا کئے ہوئے میں یہ فرق ہے کہ عارف کا پیدا کیا ہوا عالم شہادت میں اس وقت باقی رہتا ہے۔ جب تک عارف کی توجہ عالمِ مثال یا عالمِ شہادت میں اُس کے ساتھ باقی رہتی ہے۔ اور جب توجہ جدا ہو جاتی ہے تو وہ موجود بھی فوراً معدوم ہو جاتا ہے۔

حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہٗ سے زندہ کرنے اور مارنے اور پیدا کرنے کی خوارق اور کرامتیں بہت سی واقع ہوئی ہیں۔ چنانچہ اُن کا بیان آگے آئیگا۔ حضرت خواجہ اعمال اور نوافل کے بارہ میں حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ میں اس طرح بیان کیا ہے

کہ آپ تہجد کی نماز بارہ رکعتیں چھ سلام سے پڑھا کرتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ یہ نماز حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم پر فرض رہی ہے اور آخر میں نفل ہوگئی ہے۔ اور بعض علماء نے کہا ہے کہ ہمیشہ فرض رہی نفل نہیں ہوئی۔ اور مقام محمود کا وعدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ادائے نماز تہجد سے وابستہ تھا۔ جب آپ خواب سے بیدار ہوتے تھے تو وہ دعائیں جو بیداری کے وقت کے لئے مروی ہیں پڑھتے تھے۔ پھر تھوڑی دیر استغفار میں مشغول ہوتے اُس کے بعد مراقبہ میں مصروف ہو جاتے۔ اور اگر کچھ رات زیادہ باقی رہتی تو آپ روبقبلہ ہوکر تکیہ کر کے بیٹھ جاتے تھے۔ اِس کے بعد وضوے جدید کر کے صبح کی سُنتیں اور فرض ادا کرتے۔ اور وہ دعائیں جو مسجد کے رستہ اور مسجد داخل ہونے کے لئے مروی ہیں، پڑھتے۔ اس کے بعد مریدوں کے ساتھ مراقبہ میں مشغول ہوتے یہاں تک کہ آفتاب نکل آتا۔ اُس وقت دو رکعت نماز ادا کرتے ✦

کیونکہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ مَنْ صَلَّی الْفَجْرَ بِجَمَاعَةٍ[1] ثُمَّ قَعَدَ يَذْكُرُ اللهَ حَتّٰى طَلَعَ الشَّمْسُ ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ كَانَ لَهٗ كَاَجْرِ حَجَّةٍ وَّعُمْرَةٍ تَامَّةٍ۔ جو شخص صبح کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھے اور خدا کا ذکر کرتا ہوا بیٹھا رہے یہاں تک کہ آفتاب نکل آئے۔ اور پھر دو رکعت پڑھے تو اس کو ایک حج اور پورے عمرہ کا ثواب ملے ✦

اِس کے بعد آپ پھر دو رکعتیں بہ نیتِ استخارہ ادا کرتے۔ جیسا کہ حدیث قدسی میں آیا ہے کہ يَا ابْنَ اٰدَمَ ارْكَعْ لِيْ رَكْعَتَيْنِ مِنْ اَوَّلِ النَّهَارِ اَكْفِكَ اٰخِرَهٗ۔ اے آدم کی اولاد میرے لئے دو رکعتیں شروع دن میں ادا کر تو میں آخر دن تک تیرے لئے کفایت کرونگا ✦

اور آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ مَنْ قَعَدَ فِيْ مُصَلَّاهُ[2] حِيْنَ يَنْصَرِفُ مِنْ صَلٰوةِ الصُّبْحِ حَتّٰى يُصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ لَا يَقُوْلُ اِلَّا خَيْرًا غُفِرَ لَهٗ خَطَايَاهُ وَاِنْ كَانَتْ اَكْثَرَ مِنْ زَبَدِ الْبَحْرِ۔ جو شخص صبح کی نماز سے فارغ ہونے کے بعد جانماز پر بیٹھا رہے یہاں تک کہ دو رکعتیں پڑھے اور سوائے کلمۃ الخیر کے اور کچھ نہ بولے تو اُس کی خطائیں بخش دیجائینگی۔ اگرچہ کفِ دریا سے زیادہ ہوں ✦

---

[1] صحیح مسلم و بخاری نے متعدد راویوں سے نیز دیگر کتب صحاح میں اس کو نقل کیا گیا ہے ۱۲ [2] صحاح ستہ نے اس حدیث کو متعدد راویوں سے نقل کیا ہے ✦

اور بعض علما نے آیت وَاِبْرَاھِیْمَ الَّذِیْ وَفّٰی کی تفسیر میں لکھا ہے یعنی نماز اشراق ادا کرتے تھے۔ اور جب آفتاب بلند ہو جاتا اور زمین گرم ہو جاتی تو آپ نماز چاشت کی بارہ رکعتیں پڑھتے۔ کبھی آٹھ اور کبھی چار اور کبھی دو بھی پڑھتے۔ کیونکہ ان میں سے ہر ایک عدد کے بارہ میں احادیث وارد ہیں ⁂

اور تفسیر آیہ فَاِنَّهٗ کَانَ لِلْاَوَّابِیْنَ غَفُوْرًا کے بارہ میں کہا گیا ہے کہ مراد اس سے نماز چاشت ہے۔ اس نماز کا وقت اس وقت ہوتا ہے جب کہ سنگ ریزے گرم ہو جائیں اور آپ چھ رکعتیں نماز مغرب کی سنتوں کے بعد تین سلام سے کرتے تھے ⁂

قدسیہ۔ آپ فرماتے ہیں کہ ہمارا روزہ ماسوے اللہ کی نفی ہے۔ اور ہماری نماز خدا کا دیدار ہے۔ چنانچہ یہ رباعی آپ ہی کی ہے ؎

تا روے تو دیدہ ام من اے شمع طراز
نے کار کنم نہ روزہ دارم نہ نماز
چوں با تو بوم مجاز من جملہ نماز
چوں بے تو بوم نماز من جملہ مجاز

ترجمہ رباعی

جب تک کہ تیرا دیدار پیش نظر ہے نہ کوئی کام ہو سکتا ہے اور نہ کسی صوم صلوٰۃ کی ادائی۔ تیرا دیدار ہی میری نماز ہے۔ اور تیری جدائی میرے لئے بڑا گناہ ہے ⁂

مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ شہود کے حصول اور مقصود تک واصل ہو جانے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ اس کی بارگاہ کے لائق کوئی عبادت ادا نہیں ہو سکتی۔ بفحوائے آیہ شریفہ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ اس کی تعظیم کما حقہٗ بجا نہیں لائی جا سکتی ہے ⁂

قدسیہ آپ فرماتے ہیں کہ حقیقت خلاص فنا کے بعد حاصل ہوتی ہے۔ جب تک بشریت غالب ہے میسر نہیں ہو سکتی اور یہ رباعی ارشاد فرمائی ؎

ساقی قدحے کہ نیم مستیم
مخمور صباحی الستیم
ما را تو بما ممال کہ تا ما
با خویشتنیم بت پرستیم

ترجمہ یوں تو ہم شراب الست سے پہلے ہی سے مخمور ہیں۔ مگر ایک جام ساقی اور دے تاکہ ہم بالکل بے خبر ہو جائیں۔ ہم کو ہماری خودی سے چھوڑ دے کہ جب تک ہم اس قید میں پھنسے ہوئے خدا پرستی سے دور رہینگے ⁂

قدسیہ - آپ فرماتے ہیں کہ درویش دو قسم کے ہوتے ہیں۔ بعضے ریاضتیں اور مجاہدے کرکے نتائج مانگتے ہیں۔ اور بالآخر پا لیتے ہیں اور اپنے مقصد کو پہنچ جاتے ہیں۔ اور بعض فضلی ہیں جو محض فضل خدائے بزرگ و برتر کے امیدوار رہتے ہیں۔ اور طاعت و ریاضت کی توفیق کو بھی اُسی کا فضل و کرم سمجھتے ہیں۔ یہ لوگ جلد اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ اَلْحَقِیْقَۃُ تَرْکُ مُلَاحِظَۃِ الْعَمَلِ لَا تَرْکُ الْعَمَلِ اصل بات یہ ہے کہ نیک کاموں کا گھمنڈ بھی نہ کرے نہ یہ بات کہ نیک کاموں کے کرنے کو ترک کردے۔

شیخ الاسلام ہروی قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ عمل نیک کو مت چھوڑو۔ مگر اس کو قیمتی چیز مت جانو۔

قدسیہ - آپ فرماتے ہیں کہ فضل الٰہی سے مجھ کو مقام بے صفتی میں پہنچکر بیس برس گذر گئے ؎

تا در صفتیم جملہ ماتیم ہمہ | چوں رفت صفت عین حیاتیم ہمہ

ترجمہ - جب تک کہ ہم کسی صفت کے پابند ہیں کچھ نہیں ہیں۔ جب یہ بات نہ رہے سب کچھ ہیں۔ ایک مدت تک دو عقلمندوں باریک نظر اور تیز بینائی والوں کے ساتھ اتفاق ہمراہی کا رہا ہے۔ مگر وہ ہم کو (ہمارے مقام کو) باوجود بڑے میل ملاپ اور محبت و اخلاص کے پہچان نہ سکے۔ کیونکہ بندہ جب بے صفتی کو پہنچتا ہے تو اُس کا پہچاننا مشکل ہو جاتا ہے۔ خاصکر رسمی درویشوں کے لئے ؎

مردان رہش ہمت دیدہ روند | زان در رہِ او ہیچ اثر پیدا نیست

ترجمہ - مردانِ خدا دید کی ہمت سے سلوک کی منزلیں طے کرتے ہیں۔ جب کہ اس میں اُن کی خودی کا ایک شمّہ بھی باقی نہیں رہتا۔

قدسیہ - آپ فرماتے ہیں کہ جب میں کعبہ شریف کے سفر سے واپس آیا تو ملک طوس میں پہنچا۔ خواجہ علاؤ الدین مع اپنے مریدوں اور معتقدوں کے بخارا سے استقبال کے لئے آئے۔ اور شاہ معز الدین حسین والئے ہرات کا ایک خط ایک قاصد کے ذریعہ سے ہم کو پہنچا خط کا مضمون یہ تھا کہ میں چاہتا ہوں کہ شرف ملاقات سے مشرف ہوؤں۔ اور میرا آنا مشکل ہے پس بحکم موجب اس آیت کے وَاَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ سائل کو مت جھڑکو اور بمقتضا اس کے کہ اِذَا رَاَیْتَ لِیْ طَالِبًا فَکُنْ لَہٗ خَادِمًا جب تو میرے کسی طالب کو دیکھے تو اُس کا خادم بن جا ہم ہرات

کی طرف متوجہ ہوئے۔ جب ہم بادشاہ کے پاس پہنچے تو فقراکی مراسم تعظیم کی ادائی کے بعد صحبت
منعقد ہوئی۔ بادشاہ نے پوچھا کہ کیا آپ کو درویشی بطور سجادگی کے آپکے بزرگوں سے پہنچی ہے
میں نے کہا نہیں پھر کہا کیا آپ سماع سنتے ہیں اور ذکر جہر کرتے ہیں میں نے کہا نہیں بادشاہ
نے کہا درویشی تو انہیں کاموں کو کہتے ہیں۔ اِس کی کیا وجہ ہے کہ آپ اِن میں سے کچھ بھی
نہیں کرتے ہیں۔ میں نے کہا کہ خدائے پاک کا جذبہ عنایت بیغایت جب مجھے پہنچا تو اُس نے
بلا ریاضت کے مجھ کو قبول فرمالیا۔ میں باشارۂ الٰہی حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی قدس سرہٗ کے
سلسلہ میں داخل ہوگیا اور اس طریق کے بزرگوں سے فیض پایا۔ اُن کے طریق میں ان چیزوں میں سے
کچھ نہ تھا۔ بادشاہ نے پوچھا اُن کے طریقہ میں کیا ہوتا ہے۔ میں نے کہا وہ ظاہر میں مخلوق کے
ساتھ رہتے ہیں۔ اور باطن میں حق کے ساتھ اُس نے کہا کہ کیا ایسا ہوسکتا ہے میں نے کہا ہاں
اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ مردانِ خدا
وہ ہیں جن کو تجارت اور خرید و فروخت خدا کے ذکر سے غافل نہیں کرسکتی +

خلوت میں شہرت ہے اور شہرت میں آفت ہے۔ ہمارے حضرات خواجگان قدس اللہ
اسرارہم کا ارشاد ہے۔ کہ "خلوت در انجمن اور سفر در وطن اور ہوش در دم اور نظر بر قدم" پھر میں نے
کہا کہ جو کچھ کہ حضورِ خدا اور ذوق سماع میں پیدا ہوتا ہے۔ وہ ہمیشہ نہیں رہتا۔ مگر وقوفِ قلبی کی
مداومت جذبہ تک پہنچاتی ہے اور جذبہ سے مقصود حاصل ہوتا ہے ع

گرمی مجوے الا از آتشِ درونی

(ترجمہ) گرمی اندرونی آگ کے سوا اور کسی چیز سے مت حاصل کرو

ذکر خفی کی حقیقت وقوف قلبی سے میسر ہوسکتی ہے اور وہ مقام حاصل ہوتا ہے کہ خود دل بھی نہیں جانتا
کہ وہ ذکر میں مشغول ہے۔ اکابرِ طریقت کا ارشاد ہے کہ خود اگر قلب کو اس کا علم باقی ہے کہ وہ
ذکر کر رہا ہے (یعنی محویت نہ ہو) تو جان لے تو کہ وہ ابھی غافل ہے آیت کریمہ میں ارشاد ہے کہ
وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِي نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ذکر کر تو پروردگار کا دل میں زاری اور خوف
کے ساتھ۔ حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے لَا تُظْهِرْ ذِكْرَكَ لِنَفْسِكَ فَتَطْلُبَ
لَهٗ عِوَضًا تو ذکر کو اپنے نفس پر ظاہر مت کر ورنہ اس کا معاوضہ طلب کریگا۔ بعض اکابر
اولیا نے کہا ہے کہ ذِكْرُ اللِّسَانِ هَذَيَانٌ وَذِكْرُ الْقَلْبِ وَسْوَسَةٌ زبان کا ذکر
بکواس ہے اور قلب کا ذکر وسواس ہے۔ اور یہ بیت فرمائی ؎

دل را گفتم بیاد او دشاد کنم چوں من ہمہ او شدم کرا یاد کنم

ترجمہ - میں نے دل سے کہا کہ تجھ کو اُس کی یاد سے خوش کروں - اگو یا دل نے جواب دیا جب میں بالکل اُس میں محو ہوں تو پھر کس کی یاد کروں ◆

نقل ہے - کہ جب حضرت خواجہ قدس سرہ پادشاہ کی درخواست پر ہرات تشریف لیگئے اور بادشاہ کے محل میں اُترے جس شخص کے پاس سے آپ گذرتے اور اس کو دیکھتے وہ خود رفتہ ہو جاتا یعنی دربان اور خدام اور آحشام اور سرداران وارکان اور مصاحبین اور وزرا وغیرہ ◆

قدسیہ آپ فرماتے ہیں کہ ہمارے خواجگان قدس اللہ تعالےٰ اسرارہم کی تصوف میں چار طرح کی نسبتیں ہیں (۱) ایک حضرت خواجہ خضر علیہ السلام سے زیادہ کرے اللہ تعالےٰ زیادہ کرے ان کے علم اور حکمت کو، دوسرے شیخ جنید سید الطائفہ قدس سرہ سے پاک کرے اللہ تعالےٰ ان کے اسرار کو، تیسرے سلطان العارفین حضرت شیخ بایزید قدس سرہ سے جو حضرت امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے اُن کو ہے، چوتھے امیر المومنین ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے اسی لئے اس طریقہ کے درویشوں کو نمک مشائخ کہتے ہیں ◆

قدسیہ آپ فرماتے ہیں کہ وقوف قلبی اور وقوف عددی میں اپنے اختیار سے آنکھیں بند نہ کریں کیونکہ یہ مخلوق کے واقف ہونے کا ذریعہ ہے - امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو دیکھ کر جو اپنی گردن جھکائے ہوئے بیٹھا تھا فرمایا کہ یا اَبَا الْعُنُقِ اِرْفَعْ عُنُقَكَ یا ابا العنق اپنی گردن کو اُٹھاؤ، پس ذکر میں اس طرح سے مشغول ہو کہ کوئی شخص اہل مجلس سے اُس کے حال سے واقف نہ ہو سکے ◆

قدسیہ آپ فرماتے ہیں کہ اَلذِّكْرُ اِرْتِفَاعُ الْغَفْلَةِ فَاِذَا رُفِعَتِ الْغَفْلَةُ فَاَنْتَ ذَاكِرٌ وَاِنْ سَكَتَّ آپ فرماتے ہیں کہ ذکر غفلت کے دور ہونے کو کہتے ہیں جب غفلت دور ہو جائے خواہ تو خاموش رہے تو تو ذاکر ہے ◆

قدسیہ آپ فرماتے ہیں دل کی نگرانی کا لحاظ ہر حالت میں رکھے کھانے اور پینے، کہنے، سُننے، چلنے پھرنے، خریدنے، بیچنے، اور عبادت کرنے نماز پڑھنے اور قرآن پڑھنے اور کتابت کرنے سبق پڑھنے اور وعظ کہنے وغیرہ میں - چاہئے کہ پلک مارنے میں بھی خدائے تعالےٰ سے غافل نہ رہے - تا کہ مقصود حاصل ہو ◆

یک چشم زدن غافل ازاں ماہ نباشی شاید کہ نگاہے کند آگاہ نباشی

ترجمہ بیت:۔ ایک مرتبہ پلک مارنے کی مقدار بھی اُس دوست سے غافل نہ ہو۔ مبادا وہ نظر لطف کرے اور تجھ کو خبر نہ ہو +

اکابر طریقت قدس اللہ اسرارہم نے ارشاد فرمایا ہے کہ مَن غَمَضَ عَینَہٗ عَنِ اللّٰہِ تَعَالٰی طُرفَۃَ عَینٍ لَا یَصِلُ اِلَیہِ طُولَ عُمرِہٖ جو شخص بقدر پلک مارنے کے اللہ تعالےٰ سے غافل رہا وہ عمر بھر اُس تک پہنچ سکیگا۔ باطن کو نگاہ رکھنا نہایت مشکل ہے مگر حق سبحانہٗ تعالےٰ کی عنایت خاصان حق کی تربیت سے جلد حاصل ہو جاتی ہے ؎

بے عنایاتِ حق و خاصانِ حق گر ملک باشد سیاہست ش ورق

خدا اور خاصانِ خدا کی عنایت کے بغیر فرشتہ خصلت آدمی کے بھی نامۂ اعمال کی سیاہی دُور نہیں ہو سکتی، اور ایسے دوستانِ خدا جو ہم سبق ہوں اور اُن میں باہم کوئی رکاوٹ نہ ہو اور اصولِ صحبت کے پابند ہو تو اُن کی صحبت میں مقصود جلد حاصل ہوتا ہے اور پیر کامل و مکمل کی ایک توجہ کی برکت سے اتنی صفائی باطن کی حاصل ہوتی ہے جو ریاضاتِ کثیرہ سے پیدا نہیں ہو سکتی۔ جب کہ عارف رومی قدس سرہٗ فرماتے ہیں ؎

آنکہ بہ تبریز یافت یک نظرِ شمس دین طعنہ زند بر چلہ تحفرہ کند بر دہم

ترجمہ:۔ شمس الدین کی ایک نظر شہر تبریز میں جو کام کر گئی وہ اوروں کی چلہ کشیوں اور ہفتہ بھر کی خلوت نشینیوں پر ہنستی ہے +

قدسیہ آپ فرماتے ہیں کہ جو لوگ ارشاد و تلقین میں مشغول ہیں اُن کی تین قسمیں ہیں۔ کامل اور مکمل اور مقلد۔ مکمل کی تعریف حضرت قطب المشائخ خواجہ علی ترمذی قدس سرہٗ نے اپنی بعض تصانیف میں یہ کی ہے۔ کہ اس کو نبی کی ولایت سے چار حصّہ ملتے ہیں اور وہ نورانی اور نور بخش ہوتا ہے۔ اور مرد کامل خود نورانی ہوتا ہے۔ مگر اوروں کیلئے نور بخش نہیں ہوتا۔ اور مرد مقلد شیخ کی تقلید سے کام کرتا ہے اور اُس کے اذن سے امیدوار ہوتا ہے۔ مگر مرد کامل کو بڑا فائدہ اس میں ہے کہ کامل مکمل سے تعلیم حاصل کرے تاکہ وجود مکمل کا حکم حاصل کرے اور کہا گیا ہے کہ مرشد قطب ہو گا یا خلیفہ قطب کا بہر حال جو کچھ ہو ہمیشہ ذکر میں مشغول رہے جس طرح سے کہ اس کو تعلیم دی گئی ہو۔ اور اپنے پورے وقت کو ذکر میں مصروف رکھے خاصکر نماز صبح اور نماز شام کے بعد +

مولانا یعقوب چرخی قدس سرہٗ نے فرمایا ہے کہ حضرت خواجہؒ نے مجھ کو یہ وصیت فرمائی

کہ جو شخص صبح اور شام ذکر میں مشغول رہے وہ ذاکرین خدا میں داخل ہوتا ہے۔ بامداد و شبانگاہ ذکر گوید اور اس کا شمار بموجب آیت شریف غافلوں میں نہ ہے۔ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِىْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ یاد کرو اپنے رب کو اپنے دل میں زاری اور خوف کے ساتھ نہ کہ بلند آواز سے صبح اور شام اور غافلوں میں سے مت ہو +

بعض مفسروں نے کہا ہے کہ صبح اور شام سے مراد یہ ہے کہ ہمیشہ ذکر میں مشغول رہو اور غافلوں میں مت ہو +

دوسری آیت یہ ہے کہ اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ۚ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ اپنے پروردگار کو مسکینی کے ساتھ پوشیدہ پکارو کہ وہ حد سے بڑھنے والوں کو دوست نہیں رکھتا +

ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ صحابہ کرام ہمسفر تھے جب بلند جگہ پر پہنچے تو صحابہ نے بلند آواز سے تکبیر اور تہلیل کہی۔ حضرت رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا عَلٰى اَنْفُسِكُمْ اِنَّكُمْ لَا تَدْعُوْنَ غَائِبًا وَّلَا اَصَمًّا اِنَّكُمْ لَتَدْعُوْنَ سَمِيْعًا قَرِيْبًا اے لوگو ڈرو اپنی جانوں پر کیونکہ تم بہرے اور غائب شخص کو نہیں پکار رہے ہو بلکہ تم ایسے کو پکار رہے ہو جو سننے والا ہے اور نزدیک ہے، اس پر علما اور مشائخ کا اتفاق ہے کہ ذکر خفی افضل اور اولیٰ ہے! اور کہا گیا ہے۔ کہ فرشتے ذکر بلند آواز سے نہیں کرتے ہیں +

قدسیہ آپ فرماتے ہیں کہ جس زمانہ میں امیر کلال قدس سرہٗ نے مجھ کو اجازت دی کہ ترک و تاجیک سے طلب کرو۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ حکیم آتا قدس سرہٗ جو اکابر اولیا میں سے تھے۔ مجھ کو ایک درویش کے سپرد کر رہے ہیں جب میں بیدار ہوا تو اس درویش کی صورت میرے ذہن میں محفوظ تھی۔ میری ایک صالح دادی تھیں۔ میں نے ان سے اپنی خواب بیان کی۔ انہوں نے کہا کہ اے فرزند تجھ کو مشائخین ترک سے کچھ فیض پہنچیگا۔ چنانچہ میں ہمیشہ اس درویش کا جویاں رہتا تھا۔ یہاں تک کہ ایک روز بخارا کے بازار میں اس سے ملاقات ہوئی۔ میں نے اس کو پہچانا اس کا نام خلیل تھا۔ مگر اس ملاقات میں اس کی صحبت میسر نہ ہو سکی۔ جب میں مکان پر پہنچا تو ایک قاصد آیا اور کہا کہ خلیل درویش تم کو بلا رہے ہیں میں

فوراً کچھ تحفہ اپنے ساتھ لے کر نہایت شوق اور عقیدت سے اُس کی خدمت میں حاضر ہوا اور چاہا کہ اپنی خواب اُن سے بیان کروں۔ اُنہوں نے فرمایا کہ جو کچھ تمہارے دل میں ہے ہمارے سامنے ظاہر ہے۔ بیان کرنے کی کیا ضرورت۔ اُن کے اس اشراق سے میں بہت متاثر ہوا اور انکی صحبت کا اشتیاق مجھ کو بہت بڑھ گیا۔ انکی مجلس میں بہت کچھ عجائب حالات ظاہر ہوئے۔ اتفاقاً انہی ایام میں اُن کو سفر درپیش ہوا اور وہ تشریف لیگئے۔ پھر ایک مدت کے بعد مجھ کو خبر ملی کہ درویش خلیل کو مملکت ماوراء النہر کی بادشاہی ملی ہے۔ چند روز گذرنے پائے تھے کہ مجھ کو ایک مقدمہ کے مرافعہ کی ضرورت سے اُن کی سلطنت میں جانے کا سلسلہ ہوا اُس مقدمہ کے ختم ہونے کے بعد اُنہوں نے مجھ کو اپنی خدمت اور صحبت کی عزت بخشی سلطنت کے زمانہ میں اُن سے بڑے بڑے حالات مشاہدہ ہوئے۔ میرے حال پر اُنہوں نے بڑی مہربانی فرمائی۔ آداب خدمت مجھ کو سکھائے اُن آداب کا حصول اس راہ کی سیر وسلوک میں مجھ کو بڑا کارآمد ہوا۔ چھ برس تک میں اس طریقہ سے اُن کی خدمت میں رہا۔ کہ دربار میں اُن کے ساتھ سلطنت کے آداب بجالاتا اور خلوت میں اُنکا محرم خاص رہتا تھا۔ اپنے خاصانِ مملکت کے سامنے اکثر وہ فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص رضائے خدا کے لئے خدمت کرتا ہے وہ مخلوق میں بزرگ مرتبہ کو پہنچتا ہے۔ مگر میں یہ نہ سمجھا کہ اس کلام سے اُن کا کیا مقصد تھا اور کیا مراد تھی +

قدسیہ۔ آپ فرماتے ہیں کہ میری توبہ کا سبب یہ ہوا کہ مجھ کو ایک شخص کے ساتھ محبت تھی میں ایک مرتبہ اُس کے ساتھ خلوت میں بیٹھا ہوا تھا۔ اور بکمال توجہ اُس سے گفتگو کر رہا تھا کہ ایک دم میرے کان میں یہ آواز آئی کہ اے بہاؤالدین کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ تم سب سے باز آکر ہماری درگاہ کی طرف متوجہ ہو جاؤ ؎

عمریست کہ تا ازان خویشی — وقت آمد ازانِ ما باشی

(ترجمہ) عمر بھر تم اپنے خیال میں پھنسے رہے۔ اب ہماری یاد میں رہنے کا وقت آگیا +

اس آواز سے میرا حال متغیر ہوا اور بے قرار ہو کر میں وہاں سے نکلا موسم گرمی کا تھا اور وہاں ایک نہر تھی میں پانی میں اُترا اور غسل انابت کیا اور کپڑے دھوئے اور اسی حال میں دو رکعت نماز ادا کی جب سے اس وقت تک اس آرزو میں ہوں۔ کہ پھر کبھی ویسی نماز میسر ہو جائے مگر سالہا سال گذر گئے پھر ویسی نماز نصیب نہیں ہوئی +

قدسیہ۔ آپ فرماتے ہیں کہ ابتدائے جذبہ میں مجھ کو ارشاد ہوا کہ تم اس رستہ کو

کس طرح طے کرنا چاہتے ہو۔ میں نے عرض کیا کہ جو کچھ میں کہوں اور چاہوں وہ ہوا کرے۔ (راہ محبوبیت) خطاب ہوا کہ جو کچھ ہم کہیں وہ تم کو کرنا چاہیئے (راہ عاشقیت) میں نے عرض کیا کہ مجھ میں اس کی طاقت نہیں۔ میں جو کچھ کہوں اگر وہ ہو جائے تو میں اس راستے میں قدم رکھ سکونگا۔ ورنہ مجھ سے یہ راستہ قطع نہیں ہو سکتا۔ دو بار اسی طرح کے سوال و جواب ہوئے۔ اس کے بعد سے مجھ کو میرے حال پر چھوڑ دیا گیا۔ پندرہ روز تک میرا حال خراب رہا۔ اور میں بالکل خشک ہو گیا نا امید ہو جانے کے بعد خطاب پہنچایا۔ کہ آؤ جیسے تم چاہتے ہو۔ ویسے ہی رہو +

قدسیہ۔ آپ فرماتے ہیں کہ جو کچھ ارادہ الٰہی کے مطابق حضرت رسالت پناہی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر گذرا تھا وہ ہم پر بھی گذرا۔ آپ کے صاحبزادہ کی اسی زمانہ میں وفات ہوئی جب کہ آپ کی زبان گوہر فشان سے یہ کلام نکلا تھا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ جو نسبت پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ہم تک پہنچی کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم اجمعین کے ساتھ تنور میں روٹی لگائی اور تنور کے منہ کو بند فرما دیا۔ اور تھوڑی کے بعد تنور کھولا تو سب کی روٹیاں بجز آنسرور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روٹی کے پک گئیں اور آپ کی روٹی ویسی ہی خمیر تھی۔ ہم نے بھی آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اتباع میں تنور میں روٹیاں لگائیں سب فقیروں کی روٹیاں پک گئیں اور ہماری روٹی ویسی ہی خمیر رہی +

راقم کتاب حضرات القدس فقیر حقیر بدر الدین بن شیخ ابراہیم قدس اسرارہما سرہندی کہتا ہے کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روٹی کے خمیر رہنے کا راز یہ ہے کہ جس روٹی کو سردار کونین شفیع جن و انس صلی اللہ علیہ وسلم کا دست مبارک چھوئے آگ کی کیا مجال کہ اس میں اثر کر سکے۔ اور بغرض اتباع حضرت خواجہ کے لئے بھی ویسا ہی پیش آیا اور حضرت رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طفیل سے آپ کو بھی اس مرتبہ تک پہنچایا گیا +

قدسیہ۔ آپ فرماتے ہیں کہ ابتداء احوال و غلبات اور جذبات بیقراری کے زمانہ میں راتوں کو میں اطراف بخارا میں پھرا کرتا تھا۔ اور ہر مزار پر جاتا تھا ایک رات تبرک تین مزاروں پر پہنچا۔ اور جس مزار پر میں جاتا اس پر ایک چراغ روشن نظر آتا۔ اور چراغدان تیل اور بتی سے بھرا ہوا تھا۔ مگر بتی کو تھوڑی سی حرکت دینی پڑتی تا کہ تیل سے باہر آجائے اور روشنی از سر نو تازہ ہو جائے۔ شروع رات میں حضرت عبدالواسع قدس سرہ کے مزار پر